عمران سیریز

زیرو لینڈ کے ہیرو

صفدر شاہین

محترم قارئین

السلام علیکم

پیش خدمت ہے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نیا کارنامہ "زیرو لینڈ کے ہیرو" اس مرتبہ پھر سنگ ہی اور تھریسیا کو بد قسمتی گھیر کر عمران کے سامنے لے آئی لیکن وہ احمق اعظم ان خطرناک ایجنٹوں کے اصل مشن سے بے خبر رہا۔ چنانچہ زیرو لینڈ والے اپنے خفیہ مشن میں کامیاب ہو گئے۔ کیا تھریسیا اور سنگ ہی کو یہ کامیابی راس آئی۔ یہ آپ کو پورا ناول پڑھنے سے پہلے پتہ نہیں چلے گا۔ اندازے لگانے والوں کے اندازے غلط بھی ثابت ہو سکتے ہیں جیسا کہ عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بھی زیرو لینڈ والوں کے مشن کا صحیح اندازہ لگانے میں ناکام رہی اور وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو کر عمران اور ایکسٹو کی گرفت سے نکل گئے اور بے چارہ عمران اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتا رہ گیا۔

البتہ تھریسیا اس مرتبہ عمران سے دور رہی اور اس نے ازخود عمران سے ملنے سے گریز کیا کہ کہیں عمران کا حماقت مآب چہرہ دیکھ کر اس کے دل میں دبی محبت کی چنگاریاں دوبارہ نہ سلگنے لگیں اور وہ

عمران کی چکنی چپڑی اور پیار کی مٹھاس میں ڈوبی باتوں سے متاثر ہو کر اپنے مشن سے غافل نہ ہو جائے کیونکہ اس مرتبہ زیرو لینڈ کے حکمران نے اسے وارننگ دی تھی کہ اگر وہ عمران کی الفت میں مبتلا ہو کر مشن میں کامیاب نہ ہوئی تو اسے زیرو لینڈ میں قدم نہیں رکھنے دیا جائے گا۔

چنانچہ اس مرتبہ اس نے عمران کی بجائے بلیک زیرو سے ٹکر لی اور بلیک زیرو نے اس کی ٹانگیں پکڑ کر دائیں سے بائیں اتنی بری طرح سے فرش پر گھسیٹا کہ تھریسیا کو جان بچانے کے لئے راہ فرار اختیار کرنا پڑی لیکن بلیک زیرو نے اسے اس قابل ہی نہ چھوڑا کہ وہ زیرو لینڈ واپس جا سکے۔

میرا خیال ہے کہ اب آپ ناول پڑھنے کے لئے بے تاب ہو چکے ہیں تو آپ پھر ناول پڑھنا شروع کیجئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں سنگ ہی کے بارے میں غور و فکر کروں جو تادم تحریر ایکسٹو کی قید میں ہے۔ ناول کے بارے میں آپ کے تعریفی نہیں تنقیدی خطوط کا انتظار رہے گا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

صفدر شاہین

عمران نے فلیٹ کے دروازے پر پہنچ کر کال بیل کا بٹن دبایا اور پھر دباتا ہی چلا گیا۔ وہ جانتا تھا کہ سلیمان جلدی نہیں اٹھے گا لیکن مسلسل بیل بجانے کے باوجود سلیمان کی آمد دو منٹ سے پہلے نہ ہوئی۔

"ارے۔ کون کمبخت ہے۔ آدھی رات کو ہی بیل بجانے کا شوق پورا کرنے کا خیال آیا تھا اسے۔ ارے۔ اس وقت تو شہر کے کتے بھی نہیں بھونکتے کہ لوگوں کے آرام میں خلل نہ پڑے"۔۔۔۔ اندر سے سلیمان کی غضبناک آواز سنائی دی اور ساتھ ہی اس نے جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔ عمران کو دیکھ کر اس نے برا سا منہ بنایا اور پیچھے ہٹ گیا۔

"کیا بات ہے پیارے۔ آج تو تمہارے چہرے پر بارہ بج رہے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

" بارہ نہیں چودہ بج رہے ہیں صاحب ۔ مگر آپ نے کبھی گھڑی دیکھی ہو تو آپ کو پتہ چلے "..... سلیمان نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کیا مطلب ۔ گھڑی کو تو میں ہر گھڑی دیکھتا رہتا ہوں "..... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

" میں پوچھتا ہوں کہ یہ گھر ہے یا ہوٹل کہ آپ کا جب دل چاہے دوسروں کی نیند حرام کرنے چلے آتے ہیں "..... سلیمان نے غصے سے کہا۔

" بکو مت ۔ فلیٹ میرا ہے یا تمہارا "..... عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے پوچھا۔

" میرا نہیں ہے تو آپ کا بھی نہیں ہے بلکہ یہ سوپر فیاض کا ہے اور آپ نے کئی سالوں سے اس کا کرایہ بھی ادا نہیں کیا "..... سلیمان نے غصے سے کہا۔

" تمہیں یہ بات کس نے بتائی ہے "..... عمران نے سلیمان کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

" تو کیا یہ غلط ہے "..... سلیمان نے کہا۔

" اوہو ۔ آہستہ بولو کمبخت ۔ سوپر فیاض نے سن لیا تو ابھی کرایہ مانگنے بھاگا آئے گا "..... عمران نے گھبرا کر کہا۔

" اتنا ہی ڈر ہے تو اپنے اطوار ٹھیک کیجئے "..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" بکواس بند کرو ورنہ کھڑے کھڑے نکال باہر کروں گا "..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" یہ بات ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ میں ابھی اپنا سامان لے کر یہاں سے جا رہا ہوں "..... سلیمان نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا لیکن عمران اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا ۔ سلیمان نے دروازہ بند کیا اور اس کے پیچھے چلتا ہوا کمرے میں آکر اپنا سامان سمیٹنے لگا ۔ اس وقت وہ انتہائی سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

" سلیمان ڈیئر ۔ کیا تم واقعی مجھے چھوڑ کر جا رہے ہو "..... عمران نے گلوگیر لہجے میں پوچھا۔

" آپ کو نہیں ۔ آپ کے فلیٹ کو چھوڑ رہا ہوں ۔ مگر آپ کو کیا پرواہ ۔ چاہے میں دنیا ہی چھوڑ جاؤں "..... سلیمان نے کہا۔

" مگر کیوں "..... عمران نے تیزی سے پوچھا۔

" اس لئے کہ آپ کا مجھ سے دل بھر گیا ہے "..... سلیمان نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

" بالکل نہیں ۔ بقول کنفیوشس ۔ ابھی نہ جاؤ چھوڑ کر "..... عمران نے کہا۔

" میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں صاحب ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے فلیٹ کے علاوہ مجھے کہیں ٹھکانہ نہیں ملے گا تو یہ آپ کی بھول ہے ۔ ابھی بڑے صاحب سلامت ہیں اور اماں بی تو کتنی بار کہہ چکی ہیں کہ میں واپس ان کے پاس آجاؤں "..... سلیمان نے کہا۔

"اوہ ۔ سچ کہا ہے کنفیوشس نے کہ مصیبت کے وقت آدمی کا سایہ بھی ساتھ چھوڑ جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے ٹھنڈا سانس لے کر کہا۔

"اس نامعقول کنفیوشس کے قول صرف آپ کے لئے ہیں ۔ مجھ پر ان کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا اور نہ میرے جانے سے آپ کی صحت پر کوئی اثر پڑے گا ۔ میرے بغیر آپ کا گزارا ہو جائے گا ۔ مس جولیا آپ کو بہت سوٹ کرے گی"۔۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

"اوہ ۔ خوب یاد دلایا ہے ۔ میں تمہیں یہ خوشخبری سنانے والا تھا کہ جولیا مان گئی ہے ۔ آئندہ اتوار کو شادی ہو رہی ہے اور میں تمہیں اپنا شہ بالا بنانے والا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

"میں احمق نہیں ہوں کہ آپ کی چکنی چپڑی باتوں میں آ کر رک جاؤں ۔ تنویر کو شہ بالا بنا لیجئے گا"۔۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے تم چکنے گھڑے ہو اس لئے چکنی چپڑی باتیں تم پر نہیں ٹھہر سکتیں ۔ بہرحال اتوار تک رک جاؤ تاکہ تمہاری دیرینہ خواہش اور حسرت پوری ہو جائے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری خواہش"۔۔۔۔ سلیمان نے یکدم چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جولیا کو دلہن کے روپ میں دیکھنے کی اور میرے سر پر سہرا باندھنے کی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں جناب ۔ جولیا کو دلہن کے روپ میں دیکھ کر مجھے کیا لینا ہے اور آپ کے سر پر سہرا باندھنے سے مجھے کتنے نوافل کا ثواب ہو گا ۔

یہ نیچے ڈگڈگی والا مداری آیا تھا ۔ اس نے بندریا کو چمکیلے کپڑے پہنا کر دلہن بنا لیا تھا اور میں نے وہ دلہن دیکھ لی تھی ۔ باقی رہا سہرا تو آپ کے سوٹ دھونے والے دھوبی کی کل شادی ہو گی اور اس نے مجھے دعوت دے رکھی ہے کہ میں اپنے دست مبارک سے اس کو سہرا باندھوں تو وہ ہمیشہ میرا احسان مند رہے گا"۔۔۔۔ سلیمان نے ایک ہی سانس میں عمران کی کوششوں پر پانی پھیرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔ تو دھوبی تمہیں مجھ سے زیادہ عزیز ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ میں آئندہ اس دھوبی سے کام نہیں کراؤں گا ۔ اس کا پچھلا بل اسے ادا کر کے آئندہ یہاں آنے سے منع کر دو ۔ بولو ۔ کتنا بل ہے اس کمبخت کا"۔۔۔۔ عمران نے غصے سے کہا اور جیب سے پرس نکال کر اس میں سے نوٹ نکالنے لگا۔

"پانچ سو کم دو ہزار روپے"۔۔۔۔ سلیمان نے پلٹ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور ہاں ۔ جانے سے پہلے پرچون والے کا بل بھی دیتے جاؤ تاکہ وہ ادھر آنے کے زحمت نہ کرے"۔۔۔۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پرچون والے کا بل سو کم پندرہ سو روپے ہے"۔۔۔۔ سلیمان نے اس کے پرس پر نگاہیں گاڑتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔ یہ ہو گئے ایک سو کم تین ہزار اور دودھ والے کے کتنے ہیں ۔ اس کا بل دے کر اسے بتا دو کہ چونکہ اب یہاں چائے بنانے والا کوئی نہیں ہے اس لئے آج سے دودھ بند"۔۔۔۔ عمران نے نوٹ

گننے کے بعد سلیمان کے انداز میں حساب لگاتے ہوئے کہا۔

" دودھ کے پیسے ۔ تین سو اوپر تین ہزار ہیں ۔ آپ کل باسٹھ نوٹ دے دیں سو سو والے "..... سلیمان نے قریب آتے ہوئے کہا۔

عمران نے پرس سے نوٹ نکال کر گننے اور پھر سلیمان کی طرف بڑھا دیئے مگر پھر یکدم اس نے ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔

" دے دیجئے "..... سلیمان نے جلدی سے کہا۔

" مگر دودھ کے پیسے تو کم بنتے ہیں ۔ رہنے دو ۔ میں خود ہی حساب کر کے دے دوں گا "..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ارے ۔ آپ کہاں تکلیف کرتے پھریں گے ۔ وہ صبح آئے گا تو میں اس کے ساتھ حساب کر لوں گا "..... سلیمان نے تیزی سے کہا۔

" صبح ۔ مگر تم تو ابھی جا رہے ہو "..... عمران نے چونکتے ہوئے کہا لیکن سلیمان نے جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے نوٹ کھینچ لئے۔

" کون کمبخت آپ کو چھوڑ کر جا رہا ہے ۔ میں تو قبر میں بھی آپ کو نہیں چھوڑوں گا صاحب ۔ یہ تو صرف ایک دن کا حساب لیا ہے آپ سے "..... سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ چند منٹ پہلے تو تم نے کہا تھا کہ تم جا رہے ہو اور یہ باسٹھ نئے نئے نوٹ صرف ایک دن کا خرچہ ہے "..... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

" ارے صاحب ۔ چند منٹ تو بہت ہیں ۔ ایک منٹ میں ہی لوگ بدل جاتے ہیں یہاں ۔ بلکہ پوری دنیا ہی بدل جاتی ہے ۔ اب

دیکھئے ٹریڈ ٹاورز کو ملبہ کا ڈھیر بننے میں کتنی دیر لگی ۔ ایکریمیا کو غصے میں آنے اور بہادرستان پر حملہ کرنے میں کتنی دیر لگی اور یہ باسٹھ نوٹ ۔ صرف نوٹ ہی تو ہیں "..... سلیمان نے بے پروائی سے کہا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔

" مم ۔ مگر ۔ تم کہاں جا رہے ہو ۔ یہ سامان تو لیتے جاؤ "..... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

" کچن میں جا رہا ہوں آپ کے لئے چائے بنانے اور سامان کچن میں رکھنے کے لئے اتنی جگہ ہی نہیں ہے "..... سلیمان نے کہا۔

" اچھا ۔ لیکن یہ چائے کا وقت نہیں ہے ۔ رات کا ایک بجنے والا ہے "..... عمران نے اٹھ کر بیڈ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" وقت کیوں نہیں ہے ۔ مارننگ ٹی سے پہلے مڈ نائٹ ٹی کا وقت ہوتا ہے صاحب "..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران حیرت سے اسے گھورنے لگا لیکن سلیمان بے نیازی سے کچن میں گھس گیا اور عمران ٹھنڈا سانس لے کر واپس صوفے پر آ بیٹھا ۔ اسے پیسوں کی فکر نہیں تھی کیونکہ یہ رقم اس نے سلیمان کو ہی دینی تھی ۔ اس نے سلیمان سے وعدہ کیا تھا کہ شام کو وہ اسے پیسے دے گا ۔ وہ شام تک رہائش منزل میں رہا اور بلیک زیرو سے پلاننگ کرتا تھا ۔ سیکرٹ سروس کے ممبران کی بے کاری دور کرنے کے لئے وہ انہیں تفریح کے لئے کسی پہاڑی مقام پر لے جانا چاہتا تھا اور بلیک زیرو نے رائے دی تھی کہ وہ انہیں شمالی علاقے میں لے جائے۔

پھر عمران وہاں سے جولیا کے فلیٹ پر پہنچا اور وہاں صفدر کی موجودگی کے سبب گپ شپ کرنے میں دو تین گھنٹے گزار دیئے اور پھر صفدر نے کھانے کی دعوت دی اور صدیقی کو فون کر کے وہ تینوں ایک فائیو سٹار ہوٹل چلے گئے ۔ صدیقی کے آنے پر کھانا کھانے اور چائے پینے کے بعد عمران وہاں سے رخصت ہو گیا تو سیاہ رنگ کی ایک کار اس کے پیچھے لگ گئی ۔ عمران نے اسے اپنے تعاقب میں دیکھا تو واچ ٹرانسمیٹر پر صدیقی کو کال کر کے سیاہ ٹیوٹا کار کے بارے میں ہدایات دیں اور صدیقی کے پہنچنے تک وہ مختلف سڑکوں پر گھومتا رہا۔

پھر صدیقی کی کار اس کے پیچھے پہنچی تو اس نے سیاہ کار کو ڈاج دیا اور اس سے پیچھا چھڑا کر اپنے فلیٹ پر آ گیا ۔ اب اسے صدیقی کی رپورٹ کا انتظار تھا ۔ سلیمان چائے لے آیا اور میز پر رکھ کر خاموشی سے باہر نکل گیا ۔ عمران نے ابھی دو گھونٹ ہی لئے تھے کہ واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا ۔ عمران نے چائے کا کپ میز پر رکھا اور واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

سیاہ ٹیوٹا کار گلی سے نکل کر واپس سڑک پر آئی تو صدیقی سمجھ گیا کہ عمران سیاہ کار والے کو ڈاج دے کر نکل گیا ہے ۔ وہ دوبارہ سیاہ کار کا تعاقب کرنے لگا ۔ پہلے کی طرح وہ اب بھی اس سے کافی فاصلے پر تھا تاکہ سیاہ کار والے کو تعاقب کا اندازہ نہ ہو سکے لیکن وہ حیران تھا کہ یہ یکدم کون سا کیس شروع ہو گیا تھا ۔ کچھ دیر پہلے ہوٹل میں صفدر، جولیا اور عمران کے ساتھ اس نے کھانا کھایا تھا اور کھانے کے دوران ہی عمران نے انکشاف کیا تھا کہ کئی دنوں سے کوئی کیس نہ ہونے کی وجہ سے ان کی صلاحیتوں کو زنگ لگ رہا ہے اس لئے ایکسٹو نے انہیں چند دن کی چھٹی دینے اور تفریح کے لئے شمالی پہاڑوں میں بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے اور کل کسی وقت ایکسٹو انہیں باقاعدہ سفر پر جانے کی ہدایات دے گا۔

لیکن ابھی صدیقی ہوٹل سے واپس اپنے فلیٹ نہ پہنچا تھا کہ واچ

ٹرانسمیٹر پر عمران نے اسے اپنا تعاقب کرنے والی سیاہ ٹیوٹا کار کو ٹریس کرنے اور کار والے کا ٹھکانہ معلوم کرنے کی ہدایات دی تھیں اور صدیقی راستے سے ہی اس سڑک کی طرف مڑ گیا تھا جس پر پہنچنے کے لئے عمران نے اسے ہدایت کی تھی۔ عمران واچ ٹرانسمیٹر پر اسے مسلسل گائیڈ کرتا رہا اور جب صدیقی سیاہ کار کے پیچھے پہنچا تو عمران نے اسے بتایا کہ وہ اب سیاہ کار والے کو ڈاج دے گا اور وہ ہوشیار رہے۔ چنانچہ صدیقی احتیاط سے سیاہ ٹیوٹا کا تعاقب کرتا رہا۔ جلد ہی وہ کار شہری حدود سے نکل آئی۔

صدیقی نے اپنی گاڑی کی تمام لائٹس بجھا دی تھیں جبکہ ہیڈ لائٹس اس نے کچھ دیر پہلے ہی آف کر دی تھیں۔ اس وقت رات کے ساڑھے بارہ بج رہے تھے بیرون شہر جانے والی سڑک پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ چند میل آگے پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے بھی رات کی تاریکی میں اس سڑک پر بہت کم لوگ سفر کرتے تھے۔ صدیقی ابھی تک ٹیوٹا کار والے کی شکل نہ دیکھ سکا تھا لیکن وہ حیران تھا کہ وہ آدمی عمران کے تعاقب میں ناکامی کے بعد شہر میں کسی ٹھکانے پر جانے کی بجائے اس طرف کیوں جا رہا ہے۔ اس کا ٹھکانا اسی جانب ہے یا اسے اچانک ہی اس طرف جانے کا فیصلہ کرنا پڑا ہے۔

چند میل کے سفر کے بعد پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا تو صدیقی کو محتاط ہونا پڑا کیونکہ سڑک پر جگہ جگہ موڑ تھے اور اگر سیاہ کار والا اسے

پکڑنے کے چکر میں ادھر آیا تھا تو کسی موڑ پر بھی اچانک اس کا راستہ روک سکتا تھا۔ صدیقی نے مناسب سمجھا کہ عمران کو کال کر کے صورت حال سے آگاہ کر دے۔ ہو سکتا ہے بعد میں کال کرنے کا موقع نہ مل سکے۔

" ہیلو عمران صاحب۔ صدیقی کالنگ۔ اوور"... صدیقی نے ٹرانسمیٹر آن کر کے کہا۔

" یس عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور"... چند لمحوں بعد عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" عمران صاحب۔ آپ کا تعاقب کرنے والا شہر سے باہر پہاڑیوں کی طرف جا رہا ہے۔ اوور"... صدیقی نے کہا۔

" کوئی بات نہیں۔ چاند کی طرف تو نہیں جا رہا۔ اوور"... دوسری طرف سے عمران نے کہا۔

" چاند پر جانے کے لئے اسے راکٹ چاہئے۔ کار میں تو نہیں جا سکتا۔ اوور"... صدیقی نے کہا۔

" تم کہو تو راکٹ بھیج دوں۔ اوور"... عمران نے کہا۔

" شکریہ۔ آپ صرف یہ بتا دیں تو بڑا احسان ہو گا کہ سیاہ کار والا کون ہے اور کیا چکر ہے۔ اوور"... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا تم قسمت پر یقین رکھتے ہو۔ اوور"... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

" بالکل۔ ہر انسان قسمت پر یقین رکھتا ہے۔ اوور"... صدیقی

نے اس کے سوال پر چونکتے ہوئے کہا۔

" بس تو یہ قسمت کا چکر ہی سمجھو ۔ اوور"... عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ میں سمجھا نہیں ۔ اوور"... صدیقی نے حیرت سے پوچھا۔

" دیکھو ۔ تمہارا چوہا مجھے تم لوگوں کے ساتھ تفریح کے لئے پہاڑوں کی طرف بھیجنا چاہتا تھا لیکن بد قسمتی سے ہم سب یہاں رہ گئے ۔ تمہاری قسمت اچھی ہے کہ کل کی بجائے تم آج ہی پہاڑیوں کی طرف جا رہے ہو ۔ اب یہ تمہاری مرضی کہ وہاں تفریح کرو یا لومڑیوں کا شکار کر کے اپنے چوہے کو ان کا گوشت تحفے کے طور پر پیش کرو ۔ ویسے یہ تو بتاؤ کہ چوہے، لومڑیوں کا گوشت پسند بھی کرتے ہیں یا نہیں ۔ اوور"... عمران کی زبان بغیر رکے چلتی گئی اور صدیقی کو احساس ہوا کہ اس نے سوال کر کے غلطی کی ہے۔

" ٹھیک ہے ۔ میں سمجھ گیا آپ کا مطلب ۔ اب یہ فرما دیجئے کہ سیاہ کار کا اگلے شہر تک تعاقب کرنا ہے یا اسے پکڑ لاؤں ۔ اوور"... صدیقی نے تیزی سے پوچھا تو دوسری طرف سے عمران کی ہنسی سنائی دی۔

" نہیں پیارے ۔ چلتے رہو جب تک ہے دم میں دم ۔ جب تک منزل پر نہ پہنچ جاؤ ۔ اگرچہ یہ سرکاری کام نہیں ہے لیکن ہو سکتا ہے سرکاری بن جائے ۔ کم از کم معلوم تو ہونا چاہیئے کہ وہ آدمی کون ہے اور کہاں جانا چاہتا ہے اور کس کے حکم پر اس نے میرا تعاقب کیا تھا

کوئی مقصد تو ہو گا ۔ اسے کالے کتے نے تو نہیں کاٹا تھا کہ میرے پیچھے لگ گیا تھا ۔ کیا سمجھے ۔ اوور"... عمران نے کہا۔

" سمجھ گیا ہوں ۔ گویا آپ کو اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے ۔ اوور"... صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" معلوم ہوتا تو اب تک بیڈ پر خراٹے لے رہا ہوتا ۔ بہرحال میں ساری رات تمہاری رپورٹ کا انتظار کروں گا ۔ اوور اینڈ آل"... دوسری طرف سے عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو صدیقی نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

سیاہ رنگ کی کار مناسب رفتار سے تقریباً پچاس گز کے فاصلے پر دوڑ رہی تھی ۔ اب سڑک کے دونوں جانب بڑی بڑی چٹانیں نظر آ رہی تھیں جو ستاروں کی مدھم روشنی میں بھوتوں کی مانند لگ رہی تھیں ۔ صدیقی کے اندازے کے مطابق وہ دارالحکومت سے تقریباً تیس کلو میٹر کے فاصلے پر پہنچ چکا تھا ۔ البتہ یہ اندازہ لگانا دشوار تھا کہ مزید کتنا سفر کرنا پڑے گا ۔ چند لمحوں بعد سیاہ کار کی عقبی سرخ لائٹس بجھ گئیں ۔ یقیناً راستے میں پھر کوئی موڑ آ گیا تھا ۔ جلد ہی صدیقی کی کار اس موڑ پر پہنچ گئی لیکن موڑ مڑتے ہی اسے یکدم بریک لگانا پڑی۔

موڑ سے تقریباً بیس قدم کے فاصلے پر سیاہ کار سڑک کے کنارے کھڑی تھی اور سڑک کے نشیب میں کسی ٹارچ کی روشنی دکھائی دے رہی تھی ۔ صدیقی نے تیزی سے کار کا انجن بند کیا اور کار سے اتر کر

اس کی رفتار کسی خلائی راکٹ سے کم نہ تھی کیونکہ چند منٹ میں ہی وہ زمین کے بہت قریب پہنچ گیا تھا لیکن اب وہ ستارہ معلوم نہ ہو رہا تھا کیونکہ اس کے پانچ کی بجائے تین کونے تھے اور وہ ایک بہت بڑی تکون کی مانند دکھائی دے رہا تھا۔ اس تکون کے تین پہلو تھے جو کم از کم بیس بیس فٹ لمبے تھے۔ اس کی بناوٹ اور حرکت کرنے کی رفتار سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کوئی خلائی راکٹ ہے لیکن اس کے تینوں پہلوؤں پر کوئی کھڑکی یا دروازہ نظر نہیں آ رہا تھا بلکہ تینوں اطراف کی دیواریں سپاٹ اور ہموار تھیں جیسے ایک تکونا باکس ہوتا ہے۔ اس کی دیواریں تاریکی میں چمک رہی تھیں۔

چند لمحوں بعد وہ تکون نما راکٹ وادی میں زمین کے قریب پہنچا تو اس کی رفتار انتہائی کم ہو گئی تھی اور پھر وہ سنگلاخ زمین پر آ کر یوں رک گیا جیسے کسی پوشیدہ طاقت نے اسے اٹھا کر بڑے اطمینان سے زمین پر رکھ دیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس راکٹ کی دیواروں کی چمک ماند پڑ گئی اور وہ وادی میں ایک چٹان کی مانند نظر آنے لگا لیکن اس سے اب بھی ہلکی ہلکی روشنی پھوٹ رہی تھی جس کے سبب وہاں اتنا اجالا ہو رہا تھا کہ ٹارچ بردار کو آسانی سے راکٹ کے ارد گرد کا ماحول دکھائی دے رہا تھا۔ راکٹ کے زمین پر رکتے ہی اس نے ٹارچ آف کر کے جیب میں رکھ لی۔ راکٹ کے وہاں پہنچنے اور زمین پر رکنے سے ذرا بھی شور پیدا نہ ہوا تھا بلکہ پہلے کی طرح وہاں سناٹا چھایا ہوا تھا۔

چند لمحوں بعد اس راکٹ کے ایک پہلو میں چھوٹا سا دروازہ نمودار

ہوا اور اس میں سے تین انسان برآمد ہوئے۔ ان کے جسموں پر سیاہ لباس تھے اور شانوں پر ایئر بیگ جھول رہے تھے جبکہ ان تینوں کے ہاتھوں میں ٹارچیں تھیں جو انہوں نے باہر آتے ہی آن کر دی تھیں اور ان ٹارچوں کی روشنی سے وہاں کافی روشنی ہو گئی تھی۔ اس روشنی میں تینوں سیاہ پوشوں میں سے ایک چال ڈھال اور جسمانی ساخت سے عورت معلوم ہو رہی تھی۔ ان تینوں کے راکٹ سے باہر آتے ہی راکٹ کا دروازہ بند ہو گیا اور دروازے والی جگہ پہلے کی طرح ہموار اور سپاٹ دکھائی دینے لگی۔ وہ تینوں اس جانب بڑھنے لگے جس طرف لیزر ٹارچ والا شخص موجود تھا۔

انہیں اپنی جانب آتے دیکھ کر وہ آدمی تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ سیاہ پوش عورت دونوں ساتھیوں کے آگے آگے چل رہی تھی اس آدمی نے قریب پہنچ کر اسے سلام کیا اور پلٹ کر چل دیا۔ سیاہ پوشوں میں سے کسی نے اس سے کوئی بات نہ کی اور اس آدمی کے پیچھے قدم اٹھانے لگے۔ اس آدمی نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی ٹارچ نکال کر روشن کر لی تھی جس کے بعد سیاہ پوشوں نے اپنی ٹارچیں آف کر دیں۔ وہ ٹارچ بردار کی رہنمائی میں چھوٹی بڑی پہاڑیوں اور چٹانوں کے درمیان سفر کر رہے تھے۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد وہ ایک ڈھلان کے پاس پہنچے اور اس پر چڑھ کر سڑک پر پہنچ گئے جہاں ایک کار کھڑی تھی۔ کار کے قریب پہنچ کر ٹارچ بردار نے ٹارچ آف کر دی۔

"کیا پوزیشن ہے نارمن"... سیاہ پوش عورت نے ٹارچ بردار سے پوچھا۔

"مطلوبہ سامان لے آیا ہوں مادام اور عمران کی نگرانی شروع کر دی ہے"... ٹارچ بردار نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا جسے نارمن کے نام سے پکارا گیا تھا۔

"تم دونوں لباس تبدیل کر لو"... سیاہ پوش عورت نے اپنے دونوں ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں باری باری کار کے پچھلے دروازے سے کار میں داخل ہوئے اور اندر رکھے لباس تبدیل کر کے باہر آ گئے۔ اب وہ سیاہ لباسوں کی بجائے عام لباسوں میں تھے۔ ان کے بعد سیاہ پوش عورت بھی کار میں لباس تبدیل کرنے گئی۔ کار میں باہر کی نسبت زیادہ تاریکی تھی اور پھر وہ باہر آئی تو عام لباس میں دکھائی دے رہی تھی۔

"چلو نارمن"... مادام نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر کار میں بیٹھتے ہوئے نارمن سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے دونوں ساتھی کار کی عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے تھے جبکہ نارمن نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور انجن سٹارٹ کر کے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دور جا کر اس نے یو ٹرن لیا اور کار کا رخ شہر کی طرف کر کے رفتار میں اضافہ کرتا چلا گیا۔ موڑ مڑنے کے بعد اس نے ہیڈ لائٹس آن کر دیں۔ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی خوبصورت عورت سامنے دیکھتی ہوئی کچھ سوچ رہی تھی۔ تقریباً چالیس منٹ بعد کار شہر کی حدود میں داخل ہوئی تو

شہر کی سڑکیں ویران نظر آ رہی تھیں۔

"اوہ۔ ہمارا تعاقب ہو رہا ہے"... دفعتاً مادام نے چونکتے ہوئے کہا تو نارمن نے جلدی سے بیک مرر پر نگاہ ڈالی۔ عقبی سیٹ پر بیٹھے دونوں افراد بھی پلٹ کر عقب میں دیکھنے لگے۔ کچھ فاصلے پر ایک کار سٹریٹ لائٹس کی روشنی میں دکھائی دے رہی تھی جبکہ اس کی ہیڈ لائٹس آف تھیں اور کار کے اندر بھی تاریکی تھی۔

"میرا خیال ہے اس کار کی ہیڈ لائٹس میں کچھ خرابی ہے۔ اب تک تو وہ پیچھے نظر نہیں آئی تھی"... نارمن نے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ شہر سے باہر جاتے ہوئے تمہارا تعاقب نہیں کیا گیا"... مادام نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس مادام"... نارمن نے بڑے وثوق سے کہا۔

"بہرحال۔ اس سے پیچھا چھڑانا ضروری ہے۔ میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتی"... مادام نے سر جھٹک کر کہا۔

"اسے ختم کر دوں گاڑی سمیت"... عقب میں بیٹھے ایک آدمی نے کہا۔

"نہیں۔ پولیس ہماری تلاش میں نکل پڑے گی جبکہ میں پورے سکون سے کام کرنا چاہتی ہوں"... مادام نے تیزی سے کہا۔

"مادام۔ اس کار کا ٹائر برسٹ کر دیا جائے"... نارمن نے کہا۔

"نہیں۔ اگر ٹائر پھٹنے سے وہ گاڑی کنٹرول کرنے میں ناکام رہا تو گاڑی بے قابو ہو کر الٹ جائے گی یا کسی دیوار سے ٹکرا جائے گی اور

دھماکہ سن کر لوگ ہماری طرف متوجہ ہو جائیں گے یا پولیس کو حادثے کی اطلاع دیں گے اور وہ ہمیں روکنے کی کوشش کریں گے اس لئے ٹائر پر فائر کرنا ہمارے لئے پریشانی کا سبب ہو گا"..... مادام نے سختی سے نارمن کی تجویز رد کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا کرنا چاہیئے"..... عقب میں بیٹھے چھریرے جسم اور کوتاہ قامت شخص نے قدرے ناگواری سے پوچھا۔

"ٹی ایکس استعمال کرو ماسٹر"..... مادام نے سامنے لگے آئینے میں اس آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ماسٹر نامی شخص چونکا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر سفید رنگ کی ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکالی جس کی سائیڈ میں ونڈ بٹن نصب تھا۔ اس نے ڈبیہ کا ونڈ بٹن باہر کھینچا اور کھڑکی سے ہاتھ نکال کر اسے عقب میں اچھال دیا۔ دوسرے ہی لمحے کسی آواز کے بغیر سڑک پر سیاہ دھواں پھیلتا چلا گیا۔

"گلی میں گھس جاؤ نارمن"..... مادام نے تیزی سے کہا تو نارمن نے بائیں جانب نظر آنے والی پہلی گلی میں کار موڑ دی۔ گلی کا اختتام ایک سڑک پر ہوا اور نارمن نے کار دائیں جانب موڑتے ہوئے کار کو پھر ایک گلی میں موڑ دیا۔ اس گلی سے نکل کر وہ ایک اور سڑک پر پہنچے اور پھر کچھ دور آ کر ایک چوراہے سے نارمن نے دائیں جانب جانے والی سڑک پر کار موڑ دی۔ اب تعاقب کرنے والی گاڑی سے ان کا پیچھا چھوٹ چکا تھا۔

"مادام۔ اب تو کوئی خطرہ نہیں ہے نا"..... نارمن نے مادام سے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ دھواں پانچ منٹ سے پہلے کم نہیں ہو گا اور اگر وہ کار انجن میں داخل ہو گئی تو اس کا انجن بند ہو جائے گا۔ دھواں دراصل ایک خاص قسم کی گیس ہے جو پٹرول کو ایک سیکنڈ کے لئے برف کی طرف جما دیتی ہے"..... مادام نے مسکراتے ہوئے کہا تو نارمن کو خاصی حیرت ہوئی لیکن اس نے مزید کوئی سوال نہ کیا اور ایک دوسرے چوراہے پر پہنچ کر کار دائیں جانب کی سڑک پر موڑ لی۔ یہ سڑک شہر کے ایک پوش علاقے میں جاتی تھی۔

چند لمحوں بعد اس نے کار ایک سائیڈ سٹریٹ پر موڑی اور کچھ دور جا کر ایک بنگلے کے گیٹ پر روک دی۔ پھر اس نے ہارن بجایا تو دو تین سیکنڈ بعد گیٹ کھلا اور نارمن نے کار اندر داخل کر دی۔ عمارت کے برآمدے کے پاس پہنچ کر اس نے کار روکی اور انجن بند کر کے نیچے اتر آیا۔ مادام اور اس کے دونوں ساتھی بھی کار سے نیچے اتر آئے اور نارمن کے پیچھے چل دیئے۔ برآمدے سے گزر کر وہ چاروں ایک راہداری میں داخل ہوئے جس میں متعدد کمرے تھے مگر صرف ایک کمرے میں روشنی ہو رہی تھی۔

نارمن اس کمرے کے دروازے پر رکا اور دروازہ کھول کر پیچھے ہٹ گیا۔ تب مادام اور اس کے دونوں ساتھی کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ کمرہ ڈرائینگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ وہ تینوں کشادہ

میز کے گرد پڑے صوفوں پر بیٹھ گئے ۔ چند لمحوں بعد نارمن کمرے میں داخل ہوا تو اس نے ایک ٹرے میں کافی کے مگ رکھے ہوئے تھے ۔ اگرچہ موسم زیادہ سرد نہیں تھا لیکن نارمن کو شاید ان کی تھکاوٹ کا احساس تھا اس لئے وہ کافی بنا کر لایا تھا ۔ اس نے کافی کے مگ ان کے سامنے رکھے اور ایک مگ ہاتھ میں لے کر چوتھے صوفے پر بیٹھ گیا اور وہ سب خاموشی سے کافی پینے لگے ۔

" یہاں کی پوزیشن بتاؤ نارمن "..... کافی پینے کے بعد مادام نے نارمن سے کہا ۔

" فی الحال تو نارمل ہے مادام "..... نارمن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

" گویا پرسکون ہے "..... مادام نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" یس مادام ۔ میرا یہی مطلب ہے "..... نارمن نے کہا ۔

" لیکن اب نارمل نہیں رہے گی ۔ جہاں ہم لوگ پہنچتے ہیں وہاں کا سکون اور امن ختم ہو جاتا ہے "..... ماسٹر نامی شخص نے ہنس کر کہا ۔

" یس سر ۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں "..... نارمن نے مسکراتے ہوئے اس کی تائید کی ۔

" کیا تم جانتے ہو کہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں "..... مادام نے نارمن سے پوچھا ۔

" نہیں مادام ۔ میں ضرورت سے زیادہ جاننے کی کوشش نہیں

کرتا ۔ صرف اپنے کام سے غرض رکھتا ہوں "..... نارمن نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" گڈ ۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ تم غیر ضروری باتوں میں خود کو نہیں الجھاتے "..... مادام نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اس بار سنگ ہی اور تھریسیا دو علیحدہ علیحدہ مشنوں پر آئے تھے مگر انہیں ایک دوسرے سے تعاون کی بھی ہدایات تھیں ۔ سنگ ہی کا مشن عمران اور ایکسٹو کو ہلاک کرنا تھا جبکہ تھریسیا کا مشن پروفیسر ہاشمی کی ڈائری کا حصول تھا جس میں پروفیسر ہاشمی اپنی ایجادات کے فارمولے درج کرتے تھے ۔

اس مرتبہ انہوں نے ایک ایسا کیمیکل تیار کیا تھا جس پر ایٹمی تابکاری شعاعوں کا اثر نہیں ہوتا تھا ۔ اس کیمیکل کو کسی بھی خلائی سیارے یا جہاز کی باڈی پر پینٹ کر دیا جائے تو وہ اٹیمک ریز اور دوسرے ایٹمی ہتھیاروں سے محفوظ ہو جاتا تھا ۔ ایٹمی میزائل ٹارگٹ سیارے یا جہاز کی باڈی سے صرف دو فٹ کے فاصلے پر پہنچ کر سائیڈ سے مڑ جاتا تھا ۔ اس کیمیکل سے خارج ہونے والی تابکاری شعاعیں میزائل کو سائیڈ میں دھکیل دیتی تھیں اور اسے جہاز سے ٹکرانے نہیں دیتی تھیں ۔

زیرو لینڈ والے ایسی ایجادات کی تلاش میں رہتے تھے ۔ انہیں پروفیسر ہاشمی کے اس فارمولے کی بھی خبر ہو گئی تھی اس لئے زیرو لینڈ کے سپریم کمانڈر نے تھریسیا کو پروفیسر ہاشمی کی ڈائری کے حصول

کے مشن پر بھیجا تھا جبکہ سنگ ہی کو عمران اور ایکسٹو کی ہلاکت کے مشن پر تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان عمران اور ایکسٹو کی حفاظت کرنے پر لگے رہیں اور تھریسیا اپنے مشن میں آسانی سے کامیاب ہو جائے ۔ یہ تمام تفصیل تھریسیا نارمن کو نہیں بتانا چاہتی تھی تاکہ کہیں ان کے مشنوں کی تفصیل عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو تک نہ پہنچ جائے ۔

" نارمن ۔ تمہارے پاس کتنے ٹھکانے ہیں "..... ماسٹر نے نارمن سے پوچھا تو نارمن تفصیل بتانے لگا ۔

" اور آدمی "..... ماسٹر نے پوچھا ۔

" تیس آدمی اپنے ہیں ۔ کرایہ کے آدمی ضرورت کے مطابق مل جائیں گے "..... نارمن نے جواب دیا ۔

" گاڑیوں کی تفصیل بتاؤ "..... مادام نے نارمن سے مخاطب ہو کر پوچھا ۔

" مادام ۔ دو گاڑیاں میری اپنی ہیں جبکہ آٹھ رینٹ پر لی گئی ہیں ۔ ضرورت پڑنے پر مزید بھی فوری لی جا سکتی ہیں "..... نارمن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

" اوکے ۔ تم اپنے ساتھیوں کو الرٹ رہنے کا کہہ دو تاکہ صبح سے کام شروع ہو جائے ۔ ہمیں کم سے کم وقت میں کامیابی حاصل کرنی ہے اس لئے ایک منٹ بھی ضائع نہیں ہونا چاہئے "..... مادام نے کہا ۔

بہتر مادام ۔ آپ کو ہم سے کوئی شکایت نہیں ہو گی "..... نارمن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" اس کے علاوہ ہمیں چند معلومات چاہئیں ۔ اپنے کسی ساتھی کو ہدایت کرو کہ وہ صبح تک معلومات حاصل کر کے رپورٹ دے "..... مادام نے کہا اور پھر وہ پروفیسر ہاشمی کے بارے میں معلومات کے متعلق ہدایات دینے لگی ۔ مادام کے خاموش ہونے پر نارمن اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا ۔

صدیقی کی رپورٹ سن کر عمران حیران رہ گیا۔ معاملہ اس کی توقع کے برعکس ثابت ہوا تھا۔ یقیناً تکو نے راکٹ کا تعلق کسی اجنبی سیارے سے تھا کیونکہ کرہ ارض پر صرف ایکریمیا یا پھر روسیاہ ہی سائنسی طور پر ترقی یافتہ ممالک تھے جنہوں نے چاند اور مریخ کی تسخیر کے لئے خلائی راکٹ تیار کئے تھے اور انہیں خلا میں بھیجا تھا لیکن ان کے راکٹ بہت بڑے اور کئی منزلہ تھے اور ابھی تک کسی نے تکو نے اور اس قدر چھوٹے راکٹ نہیں بنائے تھے اس لئے عمران کا حیران ہونا قدرتی امر تھا۔

دوسری اہم بات یہ تھی کہ خلا سے زمین پر آنے والا کوئی راکٹ یا اور کوئی دھاتی چیز سلامت نہیں رہتی تھی کیونکہ زمین کی کشش ثقل میں داخل ہوتے وقت راکٹ پر ہوا کے دباؤ سے اتنی رگڑ پڑتی تھی کہ اس کی بیرونی سطح جلنے لگتی تھی اور راکٹ شعلوں میں گھرا ہو

زمین تک پہنچتا تھا اس لئے اسے سمندر میں اتارا جاتا تھا تاکہ شعلے بجھ جائیں اور اس میں سوار خلا بازوں کو بحفاظت ان سے نکالا جا سکے لیکن تکونا راکٹ وادی میں اس طرح اترا تھا جیسے وہ کوئی عام ہیلی کاپٹر ہو۔

صدیقی نے یہ بھی بتایا تھا کہ ان لوگوں کی کار سے دھوئیں کا بم پھینکا گیا تھا اور جب اس نے دھوئیں سے گزرنا چاہا تو کار کا انجن خود بخود بند ہو گیا تھا اس لئے وہ ان کا تعاقب جاری نہ رکھ سکا۔ دھواں پانچ منٹ بعد آہستہ آہستہ ختم ہو گیا لیکن اتنی دیر میں سیاہ کار غائب ہو چکی تھی۔ وہاں سے قریب ہی کاروں کی ایک ورکشاپ تھی۔ جب کار کسی بھی طرح سٹارٹ نہ ہوئی تو اس ورکشاپ سے ایک کاریگر بلانا پڑا تھا۔ کاریگر نے کار کا انجن دیکھا تو پتہ چلا کہ پٹرول برف بنا ہوا تھا جس کی وجہ سے کار کا انجن بند ہوا تھا لیکن حیرت کی بات ہے کہ صدیقی پر اس دھوئیں کا کوئی اثر نہ ہوا تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ لوگ اسے صرف اپنے تعاقب سے روکنا چاہتے تھے اس وقت صبح کے دس بجے تھے اور عمران ناشتہ کرتا ہوا صدیقی کی رپورٹ پر غور کر رہا تھا کہ وفعتاً اسے کوئی خیال آیا اور اس نے قریب رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر کے رسیور کان سے لگا لیا اور دوسرے ہاتھ سے کپ پکڑ کر چائے پینے لگا۔

"یس۔ ایکسٹو"..... چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" عمران بول رہا ہوں پیارے "..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ عمران صاحب آپ "..... اس مرتبہ دوسری جانب سے بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں عمران کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

" کیا ہو رہا ہے ۔ تمہاری آواز میں سستی معلوم ہو رہی ہے ۔ شاید تم بھی بیکاری سے تنگ آکر سستی کا شکار ہو گئے ہو "..... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" نہیں عمران صاحب ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ آج آپ کے ساتھیوں نے تفریحی ٹور پر جانا ہے ۔ کس وقت روانگی ہو گی "..... بلیک زیرو نے موضوع بدلتے ہوئے پوچھا۔

" روانگی ۔ کون جا رہا ہے کمبخت ٹور پر "..... عمران نے غصے سے کہا۔

" کیا مطلب ۔ گزشتہ روز آپ نے خود ہی تو پروگرام بنایا تھا پہاڑی مقام پر جانے کا "..... بلیک زیرو نے کہا۔

" نہیں ۔ اب شہر میں ہی تفریح کی جائے گی ۔ پہاڑی مقام پر اگر میں کہیں پھسل کر گر گیا تو کنوارہ ہی جنت میں جانا پڑے گا "..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو اندر آتے ہوئے سلیمان کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

" شہر میں تو ممبرز پہلے ہی تفریح کر رہے ہیں جناب "..... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اچھا ۔ تو ان کی تفریح پر فوراً کرفیو نافذ کر دو ۔ کوئی ممبر گھر سے باہر نہ نکلے "..... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ کیا آج کوئی خاص بات ہے "..... بلیک زیرو کی متحیرانہ آواز سنائی دی ۔

" ہاں ۔ مریخ سے چند مہمان آئے ہیں ۔ ان کی خاطر مدارت کرنے کے لئے تمام ساتھیوں کو الرٹ رہنا چاہیئے "..... عمران نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

" صاحب ۔ کیا ان مہمانوں کے لئے بھی لنچ کا انتظام کر لوں "..... سلیمان نے جلدی سے پوچھا۔

" نہیں ۔ مریخ والے کھانا نہیں کھاتے اس لئے تم صرف اپنے لئے پکانا "..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فون پر بلیک زیرو کو گزشتہ رات کا واقعہ بتانے لگا جبکہ سلیمان ناشتے کے برتن سمیٹنے لگا تھا۔

" حیرت ہے ۔ آپ نے صدیقی کی رپورٹ ملتے ہی ساتھیوں کو ان کی تلاش پر کیوں نہیں لگا دیا "..... بلیک زیرو نے کہا۔

" جب وہ صدیقی کو روک کر نکل ہی گئے تھے تو ممبرز انہیں کہاں تلاش کرتے اس لئے میں نے صبح پر معاملہ چھوڑ دیا ۔ سیاہ کار والے شخص نے میرا تعاقب کیا تھا تو اس کا مطلب ہے کہ اب آئندہ بھی ان لوگوں سے ٹکراؤ ہو گا ۔ بہرحال کسی ساتھی کو سیاہ ٹیوٹا کے نمبر بتا کر رجسٹریشن آفس بھیج دو ۔ ایک ساتھی کو میرے فلیٹ کی نگرانی پر لگا

دو اور باقی سب کو الرٹ رکھو۔ یقیناً تکونے راکٹ سے آنے والے کسی ایسے جرم کی تکمیل کے لئے آئے ہیں جس میں انہیں میری طرف سے مزاحمت کا خطرہ ہے اس لئے انہوں نے آنے سے پہلے میری مصروفیات کے بارے میں جاننے کی کوشش کی اور اگر تعاقب کرنے والا ہوٹل میں صفدر، جولیا اور صدیقی سے میری گفتگو سنتا رہا تھا تو یقیناً اس نے اپنے کسی سربراہ کو یہ اطلاع دے کر مطمئن کر دیا ہو گا کہ میں آج ممبرز کے ساتھ تفریح کے لئے شہر سے باہر جا رہا ہوں چنانچہ وہ مجھے تلاش کرنے کی بجائے راکٹ سے آنے والوں کو رسیو کرنے چل پڑا۔ اگر صدیقی اس کا ہوشیاری سے تعاقب نہ کرتا تو شاید ہم راکٹ والوں کی آمد سے بے خبر ہی رہتے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" یقیناً آپ کا اندازہ درست ہے۔ اگر صدیقی ان لوگوں کی شکل و صورت دیکھ لیتا تو ہم شہر میں انہیں آسانی سے ٹریس کر سکتے تھے۔ نجانے وہ کس قومیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہیں بہرحال مریخی مخلوق قرار نہیں دیا جا سکتا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" بھئی۔ جب تک وہ ہمارے سامنے نہیں آ جاتے تم انہیں مریخی مخلوق ہی سمجھو۔ صدیقی نے عقل مندی کی کہ انہیں دور سے دیکھتا رہا اور ان کی شکل دیکھنے کی کوشش نہیں کی ورنہ وہ لوگ اسے وہیں ختم کر دیتے یا راکٹ میں بٹھا کر خلا میں بھیج دیتے۔ وہ سیاہ کار والے سے تقریباً بیس قدم دور رہا اور جب راکٹ سے اترنے والے سیاہ پوشوں کو سڑک کی طرف جاتے دیکھا تو ان سے پہلے ہی سڑک پر پہنچ

کر اپنی کار پیچھے ہٹا کر ایک روڈ پر واقع چٹانوں کی آڑ میں پہنچ گیا تھا"۔۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" لیکن موڑ پر تو اس نے کار میں بیٹھے افراد کو دیکھا ہو گا"۔۔۔۔ بلیک زیرو سے کہا۔

" ہاں۔ لیکن موڑ تک کار کی لائٹس روشن نہیں تھیں اس لئے تاریکی تھی۔ موڑ سے گزرنے کے بعد کار کی ہیڈ لائٹس آن کی گئیں تھیں اس لئے صدیقی ان کی شکلیں دیکھنے سے محروم رہا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" اوکے۔ میں ممبرز کو کال کرتا ہوں۔ آپ کا کیا پروگرام ہے۔ کیا آپ اس وادی میں تکونا راکٹ دیکھنے جائیں گے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

" نہیں۔ بقول صدیقی جب وہ نشیب سے واپس سڑک پر پہنچا تو اس نے راکٹ کو وادی سے فضا میں بلند ہوتے دیکھا تھا جو دو منٹ میں ہی اتنی بلندی پر جا پہنچا تھا کہ ستارے کی مانند نظر آنے لگا تھا اس لئے میرا وہاں جانا فضول ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ جہاں راکٹ اترا تھا وہاں سے کوئی ایسی چیز مل جائے جس سے راکٹ والوں کے بارے میں کچھ معلوم ہو سکے اس لئے تم چوہان کو وہاں بھیج دو۔ دوپہر تک وہ واپس آ جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

وہیکل رجسٹریشن آفس سے باہر آکر صفدر اپنی کار میں بیٹھا اور انجن سٹارٹ کر کے واپس چل دیا۔ ساتھ ہی اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن باہر کھینچ دیا۔

" ہیلو چیف ۔ صفدر کالنگ ۔ اوور "... صفدر نے ایکسٹو کو کال کرتے ہوئے کہا۔

" یس ۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو ۔ اوور "... چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" سر ۔ میں نے رجسٹریشن آفس سے آپ کے بتائے ہوئے نمبر کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں ۔ یہ نمبر خالد موٹرز کے مالک خالد صدیقی کے نام ہے جس کا آفس آفتاب مارکیٹ میں ہے ۔ اوور "... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ اب وہاں جا کر معلوم کرو کہ اس کی یہ گاڑی کہاں

اور کس کے استعمال میں ہے ۔ اوور "... ایکسٹو نے کہا۔

" رائٹ سر ۔ میں اسی طرف جا رہا ہوں ۔ اوور "... صفدر نے کہا۔

" اوکے ۔ میں تمہاری رپورٹ کا منتظر ہوں ۔ اوور اینڈ آل "... ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو صفدر نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ چند منٹ بعد وہ آفتاب مارکیٹ پہنچ گیا یہاں گاڑیوں کے بے شمار شوروم تھے ۔ خالد موٹرز کا شوروم مارکیٹ کے فرنٹ پر تھا ۔ صفدر نے ایک سائیڈ پر کار پارک کی اور کار سے اتر کر شوروم میں داخل ہو گیا ۔ شوروم کا مالک خالد صدیقی ادھیڑ عمر آدمی تھا جو آفس میں تنہا بیٹھا کچھ کاغذات دیکھ رہا تھا ۔ صفدر کو آتے دیکھ کر اس نے اٹھ کر صفدر سے مصافحہ کیا۔

" جی صاحب ۔ فرمائیے ۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں "... خالد صدیقی نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

" اس نمبر کی گاڑی چاہیئے "... صفدر نے ایک نمبر بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ یہ نمبر تو میری گاڑی کا ہے "... خالد صدیقی نے یکدم چونکتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں ۔ اسی لئے تو چاہیئے ۔ انٹیلی جنس کو اس گاڑی کی تلاش ہے "... صفدر نے نرم لہجے میں کہا۔

" انٹیلی جنس کو ۔ مگر کیوں "... خالد صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے چہرے پر خوف سا پھیلتا چلا گیا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں خالد صاحب ۔ میں باہر بورڈ پر پڑھ چکا ہوں کہ آپ کرایہ پر بھی گاڑیاں دیتے ہیں"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ۔ جی ہاں ۔ اور اتفاق سے یہ گاڑی کل صبح ہی رینٹ پر ایک صاحب کو دی گئی ہے"۔۔۔ خالد صدیقی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے اس صاحب کا نام اور پتہ بتا دیں"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"جناب ۔ قانون سے تعاون کرنا ہر شہری کا فرض ہے ۔ ویسے آپ بتانا پسند کریں گے کہ آپ کو اس گاڑی کی کیوں تلاش ہے یا اس کے ڈرائیور نے کون سا جرم کیا ہے"۔۔۔ خالد صدیقی نے ایک رجسٹر کھولتے ہوئے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا ۔ میرے آفیسر نے نہیں بتایا لیکن ہمیں اصل میں اس کار کو استعمال کرنے والے تک پہنچنا ہے"۔۔۔ صفدر نے اس بار سپاٹ لہجے میں کہا تو خالد صدیقی نے اثبات میں سر ہلایا اور رجسٹر کا ایک صفحہ دیکھ کر اس پر انگلی رکھتے ہوئے رجسٹر صفدر کے سامنے کر دیا ۔ صفدر نے دیکھا کہ رجسٹر پر کسی رابرٹ نامی شخص کا نام لکھا ہوا تھا ۔ نام کے آگے اس کے دیگر کوائف اور ایڈریس بھی درج تھا ۔ صفدر نے سب کچھ ذہن نشین کر لیا۔

"کیا اس آدمی نے بتایا تھا کہ وہ کتنے دن کے لئے گاڑی لے جا رہا ہے"۔۔۔ صفدر نے رجسٹر سے نگاہیں ہٹاتے ہوئے پوچھا۔

"ایک ہفتے کے لئے ۔ لیکن اس نے یہ بھی کہا تھا کہ ہو سکتا ہے

تین دن بعد ہی گاڑی واپس کر دی جائے کیونکہ اس کی اپنی گاڑی ورکشاپ میں مرمت کے لئے گئی ہوئی ہے"۔۔۔ خالد صدیقی نے جواب دیا۔

"آپ نے اس سے گارنٹی لی تھی"۔۔۔ صفدر نے اٹھتے ہوئے سوال کیا۔

"گولڈن ہوٹل کا نام ہی گارنٹی تھا میرے لئے ۔ ایک فائیو سٹار ہوٹل کے اسسٹنٹ مینجر سے گارنٹی لینا اس کی توہین کے مترادف ہے اس لئے میں نے اس سے گارنٹی کی بات ہی نہیں کی تھی"۔۔۔ خالد صدیقی نے بھی اٹھتے ہوئے کہا تو صفدر نے محسوس کیا کہ خالد صدیقی ایک شریف اور سادہ مزاج آدمی ہے ۔ صفدر نے خالد صدیقی کا شکریہ ادا کیا اور شوروم سے باہر آ کر گولڈن ہوٹل کی طرف جاتے ہوئے واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کو رپورٹ دے دی۔

"ٹھیک ہے ۔ رابرٹ غیر ملکی ہے ۔ اس کے بارے میں ہوٹل کے کسی ویٹر سے معلومات حاصل کرو ۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ ایکسٹو نے ہدایات دیں اور سلسلہ منقطع ہونے پر صفدر نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

گولڈن ہوٹل شاہراہ جناح پر واقع تھا ۔ ہوٹل کا مالک ایک صنعت کار تھا ۔ اس ہوٹل میں زیادہ تر غیر ملکی مسافر قیام کرتے تھے کیونکہ اس فائیو سٹار ہوٹل میں وہ تمام سہولیات میسر تھیں جو یورپ کے ہوٹلوں میں دستیاب ہوتی تھیں ۔ اس کے عملہ میں بھی زیادہ تر

غیر ملکی تھے ۔ صفدر نے وہاں پہنچ کر پارکنگ میں کار روکی اور کار سے اتر کر ہال کی طرف بڑھ گیا ۔ پارکنگ پر کھڑی گاڑیوں کا اس نے جائزہ لے لیا تھا جس میں اس کی مطلوبہ سیاہ ٹیوٹا موجود نہیں تھی ۔ ہال میں رش نہیں تھا ۔ اندر آ کر صفدر نے کاؤنٹر مین کی طرف دیکھا جو سفید فام تھا البتہ ویٹرز مقامی تھے ۔ ایک خالی میز پر بیٹھتے ہی ایک ویٹر جلدی سے صفدر کے پاس پہنچ گیا ۔ صفدر نے اسے چائے کا آرڈر دے دیا اور ویٹر دو منٹ بعد چائے لے کر آ گیا ۔

" سنو ۔ کیا مینجر مسٹر رابرٹ اپنے آفس میں موجود ہیں "..... صفدر نے ویٹر سے پوچھا ۔

" نو سر ۔ وہ شام کو آتے ہیں "..... ویٹر نے جواب دیا ۔

" اوہ ۔ کیا وہ روزانہ اپنے ملک سے یہاں آتے ہیں "..... صفدر نے حیرت سے پوچھا اور جیب سے اپنا پرس نکال کر کھولنے لگا ۔

" نو سر ۔ وہ اپنے گھر سے آتے ہیں "..... ویٹر نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا ۔

" مجھے ان سے ایک ضروری کام ہے ۔ اگر تم ان کے گھر کا ایڈریس بتا دو تو تمہاری مہربانی ہو گی "..... صفدر نے پرس سے بڑی مالیت کا نوٹ نکالتے ہوئے کہا اور پھر نوٹ ویٹر کی طرف بڑھا دیا ۔

" وہ ڈیفنس فیز تھرڈ میں رہتے ہیں ۔ بنگلہ نمبر تھرٹی ون میں "..... ویٹر نے جلدی سے نوٹ جیب میں رکھتے ہوئے کہا ۔

" کیا ان کے پاس سیاہ رنگ کی ٹیوٹا گاڑی بھی ہے "..... صفدر نے

پوچھا ۔

" یس سر ۔ آپ ان سے کیوں ملنا چاہتے ہیں "..... ویٹر نے چونکتے ہوئے کہا ۔

" دراصل یورپ میں وہ میرے کلاس فیلو رہے ہیں مگر دس سال سے ان سے ملاقات نہیں ہو سکی ۔ یہ چائے تم پی لینا ۔ اور ہاں ۔ میں اچانک اس کے سامنے جا کر اسے حیران کر دینا چاہتا ہوں اس لئے تم کسی سے میرا ذکر مت کرنا ۔ ٹھیک ہے نا "..... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا ۔

" آپ بے فکر رہیں سر "..... ویٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو صفدر ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ وہ کاؤنٹر کے سامنے سے گزرا تو سفید فام کاؤنٹر کلرک اسے غور سے دیکھ رہا تھا ۔ صفدر اس کی نگاہوں سے بے خبر ہال سے نکل کر پارکنگ میں پہنچا اور کار میں بیٹھ کر ڈیفنس کی طرف روانہ ہو گیا ۔ راستے میں اس نے واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو سے رابطہ قائم کر کے رپورٹ دی اور ایکسٹو کی ہدایات سن کر اس نے واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ دس منٹ بعد وہ ڈیفنس پہنچ کر فیز تھرڈ میں داخل ہوا ۔ بنگلہ نمبر تھرٹی ون تلاش کرنے میں اسے کوئی دشواری نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہاں کئی چوراہے تھے اور ہر چوراہے پر نصب بورڈ پر چاروں طرف جانے والی سٹریٹس اور ہر سٹریٹ پر واقع بنگلوں کے نمبر لکھے ہوئے تھے ۔ اس طرح ایک سٹریٹ کے نمبر تھرٹی سے تھرٹی نائین تک لکھے تھے ۔ گویا اس

سٹریٹ کا دوسرا بنگلہ اس کی منزل تھا۔

صفدر نے اس سٹریٹ میں مڑتے ہی پہلے بنگلے کے شروع میں کار روک دی اور پھر انجن بند کر کے وہ کار سے نیچے اترا اور پیدل ہی آگے بڑھنے لگا۔ بنگلہ نمبر تھرٹی ون کا گیٹ بند تھا اور وہ ڈبل سٹوری تھا لیکن دوسری منزل کی بالکونی نظر نہیں آ رہی تھی کیونکہ کمپاؤنڈ کی دیواروں کے ساتھ ساتھ بلند اور گھنے درخت پھیلے ہوئے تھے جن کی آڑ میں بالکونی چھپی ہوئی تھی۔ گیٹ کے پہلو میں دیوار پر اگرچہ عمارت کا نمبر لکھا ہوا تھا لیکن یہ نمبر گیٹ پر نصب نیم پلیٹ پر بھی نظر آ رہا تھا جس پر رابرٹ اور اس کے ہوٹل کا نام درج تھا۔

صفدر کن انکھیوں سے گیٹ کی طرف دیکھتا ہوا سیدھا بڑھتا چلا گیا۔ اگلے بنگلے کے پاس جا کر وہ واپس پلٹا اور اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر جونہی وہ رابرٹ کے بنگلے کے گیٹ کے پاس سے گزرنے لگا گیٹ یکدم تھوڑا سا کھلا۔ صفدر نے بے اختیار چہرہ گیٹ کی طرف گھمایا ہی تھا کہ ایک سفید اور پتلی سی دھواں نما لہر اس کے چہرے سے ٹکرائی اور اس نے اضطراری طور پر آنکھیں بند کر لیں لیکن دوسرے ہی لمحے وہ کسی بدمست شرابی کی طرح لڑکھڑایا اور زمین پر گرتا چلا گیا۔ اس کے گرتے ہی گیٹ سے دو سفید فام تیزی سے باہر آئے اور دونوں نے اسے اٹھایا اور پھر تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھے اور اندر گھس گئے۔ اس کے ساتھ ہی گیٹ بند ہوتا چلا گیا۔

چوبان لق و دق اور سنسان وادی میں داخل ہوا تو وہاں چاروں طرف کسی ذی روح کا نام و نشان نہ تھا۔ پھر بھی وہ محتاط انداز میں ادھر ادھر دیکھتا ہوا وادی کے وسط کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کنکریلی زمین کے علاوہ ہر کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ پھر بھی وہ وادی کے درمیان میں پہنچ کر غور سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ جلد ہی اسے ایک جگہ لکیر سی دکھائی دی۔ یہ لکیر زیادہ واضح نہ تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے چاقو سے لکیر کھینچی ہو۔ یہ لکیر بالکل سیدھی تھی جیسے کسی پیمانے سے کھینچی گئی ہو۔ اس لکیر کے ساتھ ساتھ وہ آگے بڑھا اور چار پانچ میٹر آگے جا کر ایک اور لکیر دکھائی دی جو پہلی لکیر پر ساٹھ کا زاویہ بنا رہی تھی۔ یہ لکیر بھی اتنی ہی لمبی تھی اور اس کے اختتام پر تیسری لکیر تھی جس کا دوسرا سرا پہلی لکیر کے سرے سے مل رہا تھا۔ یوں تینوں لکیریں مل کر ایک تکون بنا رہی تھیں اور اس تکون کے اندر کی زمین کا رنگ تکون کے

باہر کی زمین سے زیادہ سیاہی مائل تھا۔

چوہان سمجھ گیا کہ تکونا راکٹ اسی جگہ اترا تھا اور اس کا جو پہلو زمین پر تھا اس کی وجہ سے وہاں تکون کا نشان بن گیا تھا۔ ایکسٹو نے اسے فون پر ہدایات دیتے ہوئے یہی بتایا تھا کہ وہاں گزشتہ روز ایک تکونا راکٹ اترا تھا۔ پھر چوہان اس تکون کے باہر کی زمین کا غور سے جائزہ لینے لگا۔ جلد ہی اسے کنکروں میں ایک چمکتی ہوئی چیز دکھائی دی۔ یہ ایک روپے کے پرانے سکے جتنا دھاتی سکہ تھا جو دھوپ کی وجہ سے چمک رہا تھا اور سٹیل کا معلوم ہوتا تھا لیکن وہ دونوں طرف سے ابھرا ہوا تھا۔ اس پر کسی انجانے رسم الخط میں دو الفاظ پرنٹ تھے یہ الفاظ سکے کی گولائی میں آمنے سامنے نظر آ رہے تھے جبکہ درمیان میں نو کا ہندسہ لکھا ہوا تھا۔

چوہان سکے پر لکھے الفاظ نہ سمجھ سکا لیکن اسے یقین تھا کہ سکے کا تعلق راکٹ سے ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ سکہ جیب میں رکھ کر وہ دوبارہ وہاں کا زیادہ توجہ سے جائزہ لینے لگا لیکن کافی دیر گزر گئی اور مزید کوئی چیز نہ ملی تو وہ واپس چل دیا۔ کچھ دیر بعد ڈھلوان پر چڑھ کر وہ سڑک پر پہنچا اور وہاں کھڑی کار میں بیٹھ کر واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کو کال کرنے لگا۔

"ہیلو چیف۔ چوہان کالنگ۔ اوور"۔۔۔ چوہان نے ایکسٹو کو کال کرتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایکسٹو کی

مخصوص آواز سنائی دی۔

"چیف۔ میں نے وادی میں بہت توجہ سے اس جگہ کا جائزہ لیا ہے جہاں راکٹ اترا تھا اور وہاں تکون کا نشان سا بنا ہوا ہے۔ لیکن مجھے ایک دھاتی سکے کے سوا وہاں کچھ نہیں ملا۔ اوور"۔۔۔ چوہان نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"دھاتی سکہ۔ کس قسم کا ہے اور اس پر کس ملک کا نام لکھا ہے اوور"۔۔۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

"وہ کسی سٹیل نما دھات کا ہے جو سورج کی روشنی میں چمکتی ہے اس پر نو کا ہندسہ لکھا ہے اور ہندسے کے دونوں جانب ایک ایک لفظ لکھا ہے لیکن رسم الخط کسی انجانی زبان کا ہے جو میری سمجھ میں سے باہر ہے۔ کم از کم ایسا رسم الخط میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ اس سکے کی دونوں جانب اطراف ابھری ہوئی ہیں جیسے محدب عدسہ کناروں سے پتلا اور درمیان سے موٹا ہوتا ہے۔ اوور"۔۔۔ چوہان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم واپس آ جاؤ اور سکہ عمران کے فلیٹ پر جا کر اسے دے دینا۔ وہ مجھے پہنچا دے گا۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ ایکسٹو نے کہا اور پھر سلسلہ منقطع کر دیا۔ چوہان نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کیا اور انجن سٹارٹ کرنے ہی والا تھا کہ اچانک کوئی ٹھنڈی چیز اس کی گردن سے آ لگی۔ اس نے یکدم چونکتے ہوئے سامنے لگے آئینے میں پیچھے دیکھا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ عقبی نشست پر ایک سفید فام بیٹھا

تھا اور اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ریوالور دکھائی دے رہا تھا جس کی نال چوہان کی گردن کو چھو رہی تھی۔

" خبردار ۔ کوئی حرکت مت کرنا مسٹر چوہان ورنہ گدی میں سوراخ ہو جائے گا"..... سفید فام نے سخت لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو"..... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ سکہ جسے عمران کے پاس پہنچانے کی تمہیں تمہارے چیف ایکسٹو نے ہدایت کی ہے"..... سفید فام نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو چوہان کو مزید حیرت کا جھٹکا لگا۔ یقیناً وہ سفید فام پہلے سے کار کی عقبی جانب ڈرائیونگ سیٹ کے پیچھے چھپا ہوا تھا اور اس نے واچ ٹرانسمیٹر پر ہونے والی گفتگو سن لی تھی۔

" تمہارا سکے سے کیا تعلق ۔ یوں بھی سکہ میری جیب میں تو ہے نہیں کہ نکال کر پیش کر دوں"..... چوہان نے ناگواری سے کہا۔

" شٹ اپ ۔ سکے سے میرا تعلق ہو نہ ہو لیکن اس کا تمہاری زندگی اور موت سے اتنا گہرا تعلق ہے کہ اسے حاصل کرنے کے لئے میں تمہارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا ۔ جلدی کرو ۔ تم نے سکہ جہاں بھی رکھا ہے نکال کر میرے حوالے کر دو"..... سفید فام نے غراتے ہوئے کہا۔

" تم کوشش کر لو ۔ ہو سکتا ہے میرے معدہ سے سکہ برآمد کر لو"..... چوہان نے بے پروائی سے کہا۔

" گویا تم مرنا ہی چاہتے ہو"..... سفید فام نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ لیکن سکہ دینے سے پہلے تمہارے بارے میں جاننا چاہتا ہوں"..... چوہان نے آئینے میں اس کا چہرہ غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" میرے بارے میں جاننے کے بعد تم زندہ نہیں رہ سکو گے جبکہ سکہ میرے حوالے کر کے تم مرنے سے بچ سکتے ہو"..... سفید فام نے حتمی لہجے میں کہا۔

" اچھا ۔ کیا سکہ لے کر تم میری جان چھوڑ دو گے"..... چوہان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں ۔ کیونکہ میں یہاں سکہ لینے ہی آیا تھا لیکن تمہیں وادی سے واپس آتے دیکھ کر مجھے تم پر شک ہو گیا کہ کہیں سکہ تمہیں نہ مل گیا ہو ۔ یہ پوچھنے کے لئے ہی میں یہاں چھپ کر تمہارا انتظار کرنے لگا ۔ جب تم نے اپنے چیف کو کال کی تو میں سب کچھ جان گیا"..... سفید فام نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں سکہ نکالتا ہوں ۔ تم ریوالور پیچھے ہٹا لو"..... چوہان نے اسٹیئرنگ سے ایک ہاتھ ہٹا کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

" ٹھہرو ۔ ہاتھ بلند کر لو ۔ میں خود نکالتا ہوں"..... سفید فام نے تیزی سے کہا تو چوہان نے ٹھنڈا سانس لیا اور آئینے میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ بلند کر لئے ۔ سفید فام نے اٹھ کر آگے جھکتے ہوئے

ایک ہاتھ چوہان کے کوٹ کی داہنی جیب کی طرف بڑھایا اور جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ چوہان نے یکدم بایاں ہاتھ پیچھے کر کے اس کے ریوالور کو پکڑا اور اس کی نال چھت کی طرف بلند کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ میں اس کی گردن جکڑ کر جھٹکے سے نیچے کھینچا جس کے نتیجے میں اس کے ریوالور کا ٹریگر دب گیا مگر گولی چھت میں لگی جبکہ جھٹکے سے سفید فام کا سر اسٹیئرنگ سے آ ٹکرایا اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا۔ چوہان نے فوراً ہی پہلو کے بل ہو کر اس کی طرف رخ کیا اور بائیں ہاتھ کا زوردار مکا اس کی کنپٹی پر مار دیا۔

سفید فام کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملا۔ اسٹیئرنگ سے سر ٹکرانے کے سبب وہ پہلے ہی حواس باختہ ہو گیا تھا۔ اب کنپٹی پر پڑنے والے مکے نے اس کے اوسان خطا کر دیئے تھے۔ چوہان نے اس کی گردن چھوڑی تو وہ اس کی سیٹ کے عقب میں جا گرا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھنے کی کوشش کرتا چوہان نے پھرتی سے اپنا ریوالور نکال کر اس پر تان لیا۔ سفید فام نے بند ہوتی آنکھوں سے چوہان کی طرف دیکھا اور دوسرے ہی لمحے وہ اپنی جگہ پر بے جان ہو کر لڑھک گیا۔

عمران فلیٹ سے باہر جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ بلیک زیرو نے چند منٹ پہلے اسے فون پر چوہان کی رپورٹ کے بارے میں بتایا تھا اب عمران دانش منزل جا کر اس سفید فام سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا جس نے چوہان سے سکہ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اور چوہان اسے بے ہوش کر کے دانش منزل پہنچانے جا رہا تھا۔ دفعتاً فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ عام فون تھا اس لئے عمران نے توجہ نہ دی کہ سلیمان خود ہی اٹینڈ کر لے گا مگر تیسری بیل سے پہلے سلیمان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی تھی جو کچن میں لنچ تیار کر رہا تھا۔

"ہیلو۔ سلیمان بول رہا ہوں"..... سلیمان نے اندر آ کر رسیور اٹھاتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں۔ کیا سو رہے تھے"..... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"سوری ۔یہاں کھوتا نہیں رہتا"..... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا بک رہے ہو"..... جولیا نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"اطلاع دے رہا ہوں کیونکہ جو سوتے ہیں وہ کھوتے ہیں اور میں جاگ رہا ہوں"..... سلیمان نے کہا۔

"عمران نے لنچ کر لیا ہے"..... جولیا نے اس بار نرم لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ۔ کیا آپ لنچ کی دعوت دے رہی ہیں ۔ میں بھی آ جاتا ہوں"..... سلیمان نے کہا۔

"بکو مت ۔ رسیور عمران کو دو"..... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ رسیور نہیں پکڑ سکتے ۔ فی الحال انہوں نے برش پکڑا ہوا ہے"..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں وہاں آ کر تمہارا سر گنجا کر دوں گی"..... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"اتنی جلدی مت کریں ۔ شادی ہو جائے پھر بچے پیدا ہوتے ہی آپ کو بلا لیں گے ان کے سر گنجا کرانے کے لئے"..... سلیمان نے اطمینان سے کہا۔

"لیجئے صاحب ۔ آپ کی مس صاحبہ کا فون ہے"..... سلیمان نے رسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو ۔ آپ آج سکول نہیں آئیں ۔ میں آپ کو بہت مس کرتا رہا ہوں ۔ اس چکر میں گھر جانے والی بس بھی مس ہو گئی ہے ۔

بتائیے ۔ اب میں کیا کروں"..... عمران نے بڑے اداس لہجے میں جولیا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اپنے ملازم کو جوتے مارو ۔ یہ بہت بدتمیزی کرتا ہے"..... جولیا نے دوسری طرف سے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بہتر ۔ تم گنتی شروع کرو ۔ میں جوتا اٹھا رہا ہوں"..... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بعد میں اس سے نمٹ لینا ۔ فی الحال وقت نہیں ہے ۔ تم فوراً میرے پاس آ جاؤ"..... جولیا نے تیزی سے کہا۔

"گویا لنچ تمہارے فلیٹ پر کرنا پڑے گا مجھے"..... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"فلیٹ پر نہیں ۔ چلڈرن پارک میں آؤ"..... جولیا نے کہا۔

"چلڈرن پارک ۔ نہیں ۔ تم تو وہاں سیر سپاٹا کرو گی جبکہ میں دوسروں کے ننھے منے بچے دیکھ کر اداس ہو جاؤں گا"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس موجودہ کیس کے سلسلے میں ایک اہم اطلاع ہے تمہارے لئے ۔ اس لئے دس منٹ بعد تمہیں میرے پاس پہنچ جانا چاہئے ورنہ نقصان کے تم خود ذمہ دار ہو گے"..... جولیا نے غصے سے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"تم کس حساب میں خوش ہو رہے ہو ۔ باورچی کی اولاد"..... عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا جو قریب کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"نہ تو آپ کو میرا مسکرانا اچھا لگتا ہے اور نہ ہی مس جولیا کا۔ ہونہہ"..... سلیمان نے کچن کے دروازے کی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے کہا۔ عمران نے غصے سے سلیمان کی پشت کو گھورا اور تیزی سے اس کی گردن دبوچنے کے لئے لپکا لیکن فوراً ہی ہاتھ میں رسیور کی موجودگی کا خیال آیا اور اس نے قدم روک لئے اور پھر سر جھٹک کر کریڈل دبایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"ہیلو۔ صدیقی سپیکنگ"..... سلسلہ ملنے پر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ سنا ہے کوئی کیس شروع ہو گیا ہے۔ صبح چیف نے الرٹ رہنے کا حکم دیا تھا"..... صدیقی نے کہا۔

"تو کیا تم الرٹ ہو"..... عمران نے پوچھا۔

"بالکل۔ آپ حکم فرمائیں"..... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جولیا کے پاس چلے جاؤ۔ اب سے ٹھیک آٹھ منٹ بعد تمہیں وہاں پہنچ جانا چاہئے"..... عمران نے کہا۔

"بہتر۔ مس جولیا کے فلیٹ پر جا کر مجھے کیا کرنا ہو گا"..... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تفریح کرنی ہے۔ لیکن اس کے فلیٹ پر نہیں بلکہ چلڈرن پارک میں"..... عمران نے کہا اور پھر اسے ہدایات دینے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں"..... عمران کے خاموش ہونے پر

صدیقی نے کہا تو عمران نے کریڈل دبا کر سلسلہ منقطع کیا اور پھر نعمانی کے نمبر ملانے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو۔ نعمانی سپیکنگ"..... دوسری طرف سے نعمانی کی آواز سنائی دی۔

"خوبانی خشک ہے یا تازہ"..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ بہت دنوں بعد یاد کیا ہے آپ نے"..... نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سوری یار۔ اس سلیمان کے بچے نے مسور کی دال کھلا کھلا کر یادداشت چوپٹ کر دی ہے۔ ارے۔ مجھے تو نہانا بھی دو دو ہفتے بعد یاد آتا ہے اسی لئے تو سر میں جوئیں پڑ گئی ہیں مگر کوئی جوئیں نکالنے والا ہی نہیں ملتا"..... عمران نے کہا۔

"شادی کر لیں۔ بیگم جوئیں نکال دیا کرے گی"..... نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تو تم فوراً جولیا کے پاس چلے جاؤ"..... عمران نے خوش ہو کر کہا۔

"اوہ۔ کیا آپ کا پرپوزل لے کر"..... نعمانی نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ شادی کا نام سنتے ہی مجھے بخار ہو جاتا ہے"..... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

"تو پھر وہاں جا کر کیا کرنا ہے"..... نعمانی نے حیرت سے پوچھا تو جواب میں عمران نے اسے تیزی سے ہدایات دے دیں۔

"ٹھیک ہے۔ میں روانہ ہو رہا ہوں"..... نعمانی نے کہا۔

"رپورٹ اپنے چوہے کو دینا"..... عمران نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر سلسلہ منقطع کر دیا۔ ایک منٹ بعد وہ اپنی سپورٹس کار میں بیٹھا تھا اور کار چلڈرن پارک کی طرف دوڑ رہی تھی۔ چھ منٹ میں تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتا ہوا وہ چلڈرن پارک جا پہنچا۔ یہ پارک شہر کے آخری حصے میں بنایا گیا تھا لیکن اس میں صرف شام کے وقت ہی رونق ہوتی تھی۔ دوپہر کے وقت وہ سنسان رہتا تھا۔

پارک کے گیٹ کے باہر اسے جولیا نظر نہ آئی۔ اس نے سائیڈ پر کار روکی اور انجن بند کر کے کار سے نیچے اتر آیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن صدیقی کہیں بھی نظر نہ آیا تب وہ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیٹ میں داخل ہوتے وقت بھی وہ بہت محتاط تھا۔ پارک کے اندر آ کر عمران نے چاروں طرف کا جائزہ لیا لیکن پارک میں کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ تب وہ ایک بنچ کی طرف بڑھنے لگا لیکن ابھی وہ بنچ سے دو قدم پیچھے ہی تھا کہ ایک کان پھاڑ دھماکے سے فضا گونجنے لگی۔

بلیک زیرو نے سکرین پر چوہان کی گاڑی گیٹ پر رکتے دیکھی تو کنٹرول پینل کا ایک بٹن دبا دیا کیونکہ جوزف اس وقت کچن میں چائے بنا رہا تھا۔ بٹن دباتے ہی خودکار سسٹم والا گیٹ کھل گیا اور چوہان کار اندر لے آیا۔ گیٹ دوبارہ بند ہو گیا تھا۔ چوہان نے کمپاؤنڈ میں کار روکی اور پھر کار سے اتر کر اس نے پچھلا دروازہ کھولا اور اندر سے ایک بے ہوش آدمی کو باہر نکال کر کندھے پر ڈالنے کے بعد لاک اپ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ لاک اپ میں داخل ہوا تو بلیک زیرو نے اس کمرے کا مائیک آن کر دیا۔

"ہیلو چوہان"..... بلیک زیرو نے چوہان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"یس چیف"..... چوہان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سفید فام کو فرش پر ڈال دیا۔

"جوزف کچن میں ہے ۔ سکہ اس کے حوالے کر کے تم جا سکتے ہو ۔ میری آئندہ کال تک تم لنچ وغیرہ سے فارغ ہو جاؤ"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر مائیک آف کر دیا ۔ چند لمحوں بعد اچانک اس کی واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا تو وہ چونک پڑا ۔ اس نے جلدی سے واچ کا ونڈ بٹن باہر کھینچ دیا ۔

"ہیلو چیف ۔ صفدر کالنگ ۔ اوور"۔۔۔۔ واچ ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز سنائی دی ۔

"یس ۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو ۔ اوور"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا ۔

"سر ۔ رابرٹ کے بنگلے سے بات کر رہا ہوں ۔ گیٹ کے سامنے سے گزرتے ہوئے اچانک کسی نے گیٹ کھول کر مجھ پر بے ہوش کر دینے والی گیس کا فائر کیا تھا اور اس کے بعد مجھے ہوش نہ رہا ۔ اب ہوش آیا ہے تو میں ایک کمرے میں بند ہوں ۔ اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا ۔

"کیا یہ کمرہ اسی عمارت میں ہے ۔ اوور"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا ۔

"معلوم نہیں سر ۔ مجھے نصف گھنٹے بعد ہوش آیا ہے ۔ ہو سکتا ہے اس دوران مجھے کسی دوسری جگہ پہنچا دیا گیا ہو ۔ اوور"۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا ۔

"ہونہہ ۔ انتظار کرو ۔ یقیناً وہ تم سے پوچھ گچھ کریں گے ۔ ان

کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو جو ہمارا اصل مقصد ہے ۔ میرے خیال میں کسی نے پہلے سے وہاں اطلاع دے دی ہو گی کہ تم وہاں آ رہے ہو ۔ اوور"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا ۔

"شاید ۔ ویسے جس ویٹر سے میں نے رابرٹ کے گھر کا ایڈریس لیا تھا اسے میں نے کسی سے بات نہ کرنے کی تاکید کی تھی اور کار ڈیلر سے بھی مجھے توقع نہیں ہے کہ اس نے رابرٹ کو اطلاع دی ہو ۔ اوور"۔۔۔۔ صفدر نے کہا ۔

"لیکن تمہارے اغوا سے ثابت ہو رہا ہے کہ رابرٹ کے چند ایسے آدمی ہوٹل میں ہیں جو آنے جانے والوں کو چیک کرتے ہیں ۔ جرائم پیشہ لوگ اپنی بیک سے ہمیشہ باخبر رہنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ بہرحال میں کسی کو وہاں بھیجتا ہوں ۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے واچ ٹرانسمیٹر آف کیا ہی تھا کہ جوزف کمرے میں داخل ہوا ۔ وہ اس کے لئے چائے لایا تھا ۔ اس نے چائے بلیک زیرو کے سامنے رکھی اور پھر جیب سے گول سکہ نکال کر بلیک زیرو کے سامنے رکھا اور پلٹ کر باہر جانے ہی لگا تھا کہ بلیک زیرو نے اسے روک لیا ۔

"چوہان ایک آدمی کو لاک اپ میں بند کر کے گیا ہے ۔ وہ سفید فام ہے ۔ پہلے اس کا چہرہ صاف کرو ۔ شاید وہ میک اپ میں ہو ۔ اس کے بعد اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ہوش میں لاؤ ۔ میں چائے پی کر آتا ہوں ۔ اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اسے

ہدایات دیتے ہوئے کہا تو جوزف نے سر ہلایا اور آپریشن روم سے نکل گیا۔ بلیک زیرو سکے کا جائزہ لینے لگا مگر سکے کی تحریر دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ اسے محسوس ہوا کہ یہ رسم الخط وہ پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہے۔ اس نے ذہن پر زور دے کر یاد کرنے کی کوشش کی لیکن اسے یاد نہ آ سکا کہ اس نے اس تحریر کو یا اس سے ملتے جلتے رسم الخط کو کہاں دیکھا تھا۔ پھر اس نے جلدی جلدی چائے پی۔ وہ لائبریری جا کر تحقیق کرنا چاہتا تھا لیکن اٹھتے ہی ایک مرتبہ پھر اس کے واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل ہونے لگا تو اس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو چیف۔ تنویر کالنگ۔ اوور"..... دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور"..... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

" سر۔ میں نے عمران کے فلیٹ کے قریب ایک آدمی کو ٹریس کیا ہے۔ اوور"..... تنویر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ کون ہے وہ اور کب سے وہاں موجود ہے۔ اوور"..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

" دس منٹ پہلے عمران یہاں سے گیا تھا۔ اس کے پانچ منٹ بعد وہ اوپر آیا اور فلیٹ کے سامنے سے گزر کر نیچے چلا گیا۔ اب وہ دوبارہ آیا ہے۔ مجھے اس پر شک ہوا تو میں نے اس کا پیچھا کیا۔ وہ باہر کھڑی ایک بیوک کار میں بیٹھ کر سگریٹ پینے لگا۔ شاید وہ صرف نگرانی کر

رہا تھا۔ میں اپنی گاڑی میں بیٹھا ہوں۔ اوور"..... تنویر نے کہا۔

" کار کا رنگ اور نمبر بتاؤ۔ کیا وہ غیر ملکی ہے۔ اوور"..... بلیک زیرو نے پوچھا۔ اس کے حکم پر تنویر گیارہ بجے سے عمران کے فلیٹ کی نگرانی کر رہا تھا۔

" نو سر۔ مقامی لگتا ہے لیکن ہو سکتا ہے میک اپ میں ہو۔ اوور"..... تنویر نے کہا اور بیوک کار کا رنگ اور نمبر بتا دیا۔

" ٹھیک ہے۔ فی الحال اس پر نگاہ رکھو۔ وہ وہاں سے کہیں جائے تو اس کا ہوشیاری سے پیچھا کرنا۔ ہو سکتا ہے وہ دوبارہ عمران کے فلیٹ تک جائے۔ اس صورت میں تم اس کی نقل و حرکت سے باخبر رہنا۔ اوور اینڈ آل"..... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے واچ ٹرانسمیٹر آف کیا اور سوچنے لگا کہ عمران نے دانش منزل آنا تھا لیکن وہ اب تک نہیں پہنچا جبکہ بقول تنویر وہ اپنے فلیٹ سے دس منٹ پہلے رخصت ہوا تھا۔ عمران کے بارے میں سوچتے ہوئے وہ اٹھا اور سکہ ہاتھ میں لئے کمرے کی عقبی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ دیوار کے پاس پہنچ کر اس نے دیوار پر ایک جگہ ہاتھ کے انگوٹھے سے دباؤ ڈالا تو فوراً ہی دیوار میں ایک خلا نمودار ہو گیا۔ اس دروازہ نما خلا میں نیچے جانے کے لئے سیڑھیاں تھیں۔

سیڑھیاں اتر کر وہ تہہ خانے میں واقع لائبریری میں پہنچا۔ یہ ایک بہت بڑی لائبریری تھی۔ بے شمار کتابیں، مائیکرو فلمیں اور سی ڈی وغیرہ میں دنیا بھر کی معلومات کا بیش بہا ذخیرہ وہاں الماریوں میں

محفوظ تھا۔ کمپیوٹر کی مدد سے بلیک زیرو اس ذخیرے کو کھنگالنے لگا۔ اس میں اسے بمشکل دس منٹ لگے اور جب وہ لائبریری سے واپس آپریشن روم میں آیا تو اس کا مقصد حل ہو چکا تھا لیکن وہ آپریشن روم میں بیٹھنے کی بجائے دروازے کی طرف بڑھا اور باہر آکر تیزی سے لاک اپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

باہر قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں تو صفدر کمرے کے دروازے کی طرف دیکھنے لگا جو باہر سے بند تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد اس نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی تھی مگر وہ ناکام رہا۔ باہر سے بھی کوئی آواز نہ سنائی دی تھی۔ چنانچہ اس نے واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کو رپورٹ دی تھی کہ ہو سکتا ہے بعد میں موقع نہ ملے۔ اس کی بے ہوشی کے دوران اس کی جیب سے ریوالور نکال لیا گیا تھا البتہ دوسرا سامان موجود تھا۔ یہ بھی غنیمت تھی کہ ان لوگوں نے دوسری چیزیں چھیننے سے گریز کیا تھا۔

قدموں کی آہٹیں جلد ہی قریب آ گئیں۔ پھر دروازہ کھلا اور دو ریوالور بردار نقاب پوش کمرے میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں نائیلون کی مضبوط رسی تھی۔ وہ دونوں صفدر کی طرف ریوالور سیدھے کئے آگے بڑھے۔ ان کے ریوالوروں پر سائیلنسر لگے

ہوئے تھے۔

" ہاتھ بلند کر لو مسٹر۔ اگر کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو اس کا نتیجہ تمہاری موت ہو گا"۔۔۔ ایک نقاب پوش نے صفدر کے سامنے رکتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے سے ہی صفدر سمجھ گیا کہ وہ غیر ملکی ہے جبکہ دوسرا آدمی رسی لئے اس کے عقب کی طرف بڑھا تھا۔ صفدر نے ہاتھ بلند کر لئے تھے۔

" تم کون ہو اور مجھے کیوں قید کر رکھا ہے"۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

" کیا تمہیں اپنے جرم کا پتہ نہیں ہے"۔۔۔ نقاب پوش نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ میں تو اس بنگلے کے گیٹ کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ بے ہوش ہو گیا"۔۔۔ صفدر سے غصے سے کہا۔

" سائمن۔ اس کے ہاتھ مضبوطی سے باندھنا۔ یہ مجھے ضرورت سے زیادہ چالاک لگتا ہے"۔۔۔ نقاب پوش نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" بے فکر رہو۔ اس کی کلائی کٹ جائے گی مگر گرہ نہیں کھلے گی"۔۔۔ عقب میں موجود نقاب پوش نے ہنس کر کہا جس کا نام سائمن تھا۔

" ہاتھ پیچھے کر لو مسٹر"۔۔۔ سامنے والے نقاب پوش نے صفدر کو گھورتے ہوئے کہا تو صفدر نے دونوں ہاتھ پیچھے کر لئے۔

" دیکھو مسٹر نقاب پوش۔ کسی بے گناہ کو یوں اغوا کرنا قانوناً جرم ہے"۔۔۔ صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" غلطی تمہاری ہے۔ تم سے کس نے کہا تھا کہ ڈیفنس جاؤ اور کسی شریف آدمی کے گھر کے چکر لگاؤ"۔۔۔ سائمن نے اس کے دونوں ہاتھ ملا کر کلائیوں پر رسی باندھتے ہوئے کہا۔

" تو کیا یہ عمارت ڈیفنس میں نہیں ہے"۔۔۔ صفدر نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا تاکہ اسے صحیح لوکیشن کا پتہ چل جائے۔

" نہیں۔ یہ عمارت گوراقبرستان میں ہے جہاں ابھی تمہیں دفن کیا جانا ہے"۔۔۔ سامنے والے نقاب پوش نے زہریلے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ تم نے اس جگہ کے بارے میں کیوں بتا دیا مائیکل"۔۔۔ عقب میں کھڑے سائمن نے کہا۔

" تاکہ بے چارہ اس چکر میں نہ رہے کہ یہ وہی بنگلہ ہے جہاں اسے بے ہوش کیا گیا تھا"۔۔۔ مائیکل نے کہا۔

" چلو اب باہر"۔۔۔ سائمن نے صفدر کو دروازے کی طرف دھکیلتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا تو صفدر ان کی باتوں سے سمجھ گیا کہ وہ دونوں اسے یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ یہ رابرٹ کے بنگلہ کی بجائے کوئی اور عمارت ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ سائمن نے کافی مضبوطی سے باندھے تھے۔ اگر اس کے ہاتھ نہ بھی باندھے ہوتے تو صفدر فی الحال ایکشن کے موڈ میں نہیں تھا۔

" تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو"۔۔۔ صفدر نے دروازے کی طرف

بڑھتے ہوئے پوچھا۔

" اس دنیا سے باہر نہیں لے جا رہے ۔ فی الحال دوسرے کمرے میں جانا ہے تمہیں"۔۔۔ مائیکل نے سخت لہجے میں کہا۔

" کیوں ۔ وہاں کون ہے"۔۔۔ صفدر نے باہر نکلتے ہوئے پوچھا۔

" موت کا فرشتہ وہاں تمہارا انتظار کر رہا ہے"۔۔۔ سائمن نے ہنستے ہوئے کہا۔ باہر ایک راہداری تھی جس میں کئی کمروں کے دروازے نظر آ رہے تھے جبکہ یہ کمرہ راہداری کے اختتام پر تھا۔ مائیکل دوسری جانب اس کے آگے چلنے لگا تھا جبکہ سائمن عقب میں آ رہا تھا۔ اس جانب چلتے ہوئے مائیکل تیسرے کمرے کے دروازے پر رکا اور دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ صفدر اور سائمن بھی کمرے میں داخل ہوئے ۔ کمرے میں ایک صوفے پر ایک شخص سیاہ لباس پہنے اور چہرے پر نقاب لگائے بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا جبکہ اس کے آگے میز پر شراب کی نصف بوتل اور گلاس رکھا تھا۔ گلاس میں بھی شراب موجود تھی ۔ مائیکل نے صفدر کو میز سے تین چار فٹ پیچھے روکا اور سیاہ پوش کی طرف دیکھنے لگا۔ سیاہ پوش کی نقاب سے جھانکتی آنکھیں صفدر کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

" کیا نام ہے تمہارا"۔۔۔ سیاہ پوش نے چند لمحوں بعد صفدر سے سخت لہجے میں پوچھا۔

" آصف خان"۔۔۔ صفدر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" اصل نام بتاؤ"۔۔۔ سیاہ پوش نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

" یہی اصل نام ہے ۔ مگر تم کون ہو"۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

" میرے بارے میں جاننا تمہارے لئے مفید نہیں ہے اس لئے صرف اپنے بارے میں بتاؤ۔ تم رابرٹ کے بنگلے پر کیوں گئے تھے"۔۔۔ سیاہ پوش نے غراتے ہوئے کہا۔

" میں کسی کے بنگلے پر نہیں گیا تھا ۔ میں وہاں اچانک بے ہوش ہو گیا اور مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس کا بنگلہ تھا"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" شٹ اپ ۔ اپنے بارے میں سچ سچ بتا دو ورنہ تمہاری لاش کے ٹکڑے کر کے گٹر میں بہا دیئے جائیں گے ۔ تمہاری آمد سے پہلے ہی ہمیں اطلاع مل چکی تھی کہ تم نے ہوٹل میں ایک ویٹر کو بھاری ٹپ دے کر رابرٹ کا ایڈریس معلوم کیا ہے"۔۔۔ سیاہ پوش نے غراتے ہوئے کہا۔

" تو کیا میں نے کوئی جرم کیا ہے"۔۔۔ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

" باس ۔ یہ آسانی سے زبان نہیں کھولے گا"۔۔۔ مائیکل نے سیاہ پوش سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" تمہارا اندازہ درست ہے مائیکل ۔ لیکن تم زبان کھلوانے کے فن میں ماہر ہو ۔ میں اس کا حدود اربعہ معلوم کرنا چاہتا ہوں ۔ اسے واپس لاک اپ میں لے جاؤ اور اس کی بوٹی بوٹی کر ڈالو"۔۔۔ سیاہ پوش نے صفدر کو گھورتے ہوئے کہا۔

" رائٹ سر"۔۔۔ مائیکل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" کتنی دیر لگے گی ۔ مجھے جلدی چاہیئے تمام معلومات"۔۔۔۔ سیاہ پوش نے اپنی رسٹ واچ پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

" صرف دس منٹ باس ۔ چاہے مجھے اس کے جسم کا قیمہ کیوں نہ بنانا پڑے ۔ میں دس منٹ میں اس سے سب کچھ اگلوا لوں گا"۔۔۔۔ مائیکل نے کہا اور ٹھیک اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بجنے لگی تو سیاہ پوش نے دوسری بیل پر رسیور اٹھا لیا۔

" ہیلو ۔ نارمن سپیکنگ"۔۔۔۔ سیاہ پوش نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا ۔ مائیکل اس کی طرف دیکھ رہا تھا جبکہ سائمن بائیں جانب کھڑا تھا۔

" یس ماسٹر ۔ حکم فرمائیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بات سن کر سیاہ پوش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو جبکہ صفدر ماسٹر کے نام پر بے اختیار چونک پڑا تھا لیکن وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ سیاہ پوش کی باتیں سن رہا تھا۔

" یس سر ۔ میں ایک آدمی سے پوچھ گچھ کے لئے یہاں آیا ہوں ۔ وہ گولڈن ہوٹل سے رابرٹ کا ایڈریس معلوم کر کے اس کے بنگلے پر گیا تھا لیکن کاؤنٹر مین نے اسے ویٹر سے باتیں کرنے اور ویٹر کو بھاری ٹپ دیتے دیکھ لیا تھا ۔ اس ویٹر سے کاؤنٹر مین نے پوچھ گچھ کی اور ہمیں اطلاع دے دی اس لئے جونہی وہ بنگلے پر پہنچا اسے پکڑ لیا گیا لیکن وہ اپنے بارے میں کچھ نہیں بتا رہا"۔۔۔۔ سیاہ پوش نے کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سن کر وہ صفدر کی طرف دیکھنے لگا اور اس کا

چہرہ بتانے لگا۔

" نو سر ۔ لیکن اب میک اپ بھی چیک کر لیا جائے گا ۔ بظاہر تو وہ میک اپ میں معلوم نہیں ہوتا ۔ ایگل کی رپورٹ آتے ہی میں آپ کو کال کرتا ہوں ۔ آپ بے فکر رہیں"۔۔۔۔ سیاہ پوش نے کہا اور فون کا رسیور رکھ دیا۔

" مائیکل ۔ اسے لے جاؤ ۔ اس کا میک اپ چیک کرو اور اس کی زبان کھلوائے بغیر لاک اپ سے باہر نہ آنا"۔۔۔۔ سیاہ پوش نے صوفے سے اٹھتے ہوئے مائیکل سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" آپ جا رہے ہیں باس"۔۔۔۔ سائمن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ہاں ۔ مجھے پوائنٹ تھری پر جانا ہے ۔ تم مجھے فون پر رپورٹ دے دینا"۔۔۔۔ سیاہ پوش نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" چلو مسٹر آصف خان ۔ تمہاری اصلیت معلوم کریں"۔۔۔۔ سیاہ پوش کے باہر جانے کے بعد مائیکل نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر دروازے کی طرف بڑھا ۔ مائیکل اور سائمن اس کے پیچھے کمرے سے باہر آ گئے ۔ پھر سائمن اس کے آگے آگے لاک اپ کی طرف چلنے لگا ۔ لاک اپ میں پہنچ کر صفدر کو دروازے کے سامنے والی دیوار کے پاس کھڑا کر دیا گیا ۔ ریوالور انہوں نے جیب میں رکھ لئے تھے۔

" سائمن ۔ میک اپ واشر لے آؤ ۔ پہلے اس کا چہرہ صاف کرنا ہے خنجر بھی لے آنا"۔۔۔۔ مائیکل نے سائمن سے کہا۔

" مسٹر آصف خان ۔ کیوں اپنے جسم کے ٹکڑے کرانا چاہتے ہو ۔

بہتر ہے کہ اپنے بارے میں بتا دو"۔۔۔ سائمن نے صفدر سے نرم لہجے میں کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ تم اپنے باس کا حکم پورا کرنا چاہو تو کر لو"۔۔۔ صفدر نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی تم خود ہی ہم سے زندگی کی بھیک مانگو گے"۔۔۔ سائمن نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ مائیکل خاموشی سے صفدر کو گھور رہا تھا۔ ایک منٹ بعد سائمن بیٹری سے چلنے والا میک اپ واشر کنٹوپ لئے اندر داخل ہوا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک خنجر تھا۔ اس نے خنجر مائیکل کے حوالے کر دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اس کے چہرے پر میک اپ واشر ایڈجسٹ کرو"۔۔۔ مائیکل نے خنجر جیب میں رکھتے ہوئے کہا تو سائمن میک اپ واشر کا کنٹوپ لئے صفدر کی طرف بڑھا۔ قریب پہنچ کر جونہی اس نے میک اپ واشر کنٹوپ صفدر کے چہرے کے قریب کیا تو یکدم اس کے منہ سے ایک کربناک چیخ نکلی اور وہ چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر گرتا چلا گیا۔

صدیقی چلڈرن پارک کے گیٹ کے سامنے سڑک کے پار ایک درخت کی آڑ میں کھڑا عمران کی طرف دیکھ رہا تھا جو اپنی سپورٹس کار سے اتر کر گیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ صدیقی دو منٹ پہلے یہاں پہنچا تھا لیکن اسے جولیا پارک کے اندر یا باہر نظر نہ آئی تھی۔ چنانچہ وہ اس درخت کی آڑ میں رک کر انتظار کرنے لگا تھا۔ عمران نے اسے فون پر ہدایات دیتے ہوئے کہا تھا کہ اسے جولیا پر نگاہ رکھنی ہے لیکن جولیا کو اپنی نگرانی کا احساس نہیں ہونا چاہیئے۔ اب عمران تو پہنچ گیا تھا لیکن جولیا ابھی تک نہیں آئی تھی جبکہ عمران نے بتایا تھا کہ وہ جولیا سے ملاقات کرنے چلڈرن پارک جائے گا جہاں جولیا اسے کوئی اہم اطلاع دینا چاہتی تھی۔

صدیقی عمران پر نگاہیں جمائے یہی سوچ رہا تھا کہ جولیا کیوں نہیں آئی۔ عمران پارک کے گیٹ پر پہنچا اور پارک میں داخل ہو کر

بائیں جانب غائب ہو گیا۔ اس کے نگاہوں سے اوجھل ہونے کے بعد صدیقی دائیں بائیں دیکھنے لگا لیکن عمران کو پارک میں گئے ابھی چند ہی لمحے گزرے تھے کہ اچانک ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور فضا کانپ اٹھی۔

صدیقی نے سامنے دیکھا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ گیٹ کے بائیں جانب چند قدم کے فاصلے پر کھڑی عمران کی سپورٹس کار کے پرخچے اڑ گئے تھے اور اس سے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ صدیقی نے ادھر ادھر دیکھا مگر قرب و جوار میں کوئی نہ تھا۔ وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ اگر عمران وہاں دو منٹ بھی دیر سے پہنچتا تو کار کے ساتھ وہ بھی فنا ہو جاتا لیکن اس کی قسمت اچھی تھی کہ دھماکے سے پہلے ہی وہ کار چھوڑ کر پارک میں چلا گیا تھا۔

دونوں طرف سے آنے والی گاڑیاں وہاں رکنے لگی تھیں۔ گاڑیوں والے حیرت سے جلتی ہوئی کار کی طرف دیکھ رہے تھے۔ صدیقی کو حیرت ہو رہی تھی کہ دھماکہ سن کر عمران پارک سے باہر کیوں نہیں آیا تھا۔ صدیقی درخت کی آڑ سے نکل آیا کہ کہیں کسی کی اس پر نگاہ پڑ گئی تو وہ اسے حادثے کا ذمہ دار سمجھ کر شور مچا دے گا۔ اتنے میں پولیس کی گاڑیوں کے سائرن سنائی دینے لگے۔

کچھ لوگ گاڑیوں سے نکل کر عمران کی کار کے قریب چلے گئے تھے اور کچھ گاڑیوں میں بیٹھے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ چونکہ یہ گنجان آباد علاقہ نہیں تھا اس لئے ٹریفک بھی زیادہ نہ تھی۔ صدیقی عمران کی کار

کے آس پاس کھڑے چند افراد کا جائزہ لے رہا تھا جن میں سے ایک آدمی جلتی کار کے اندر جھانکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ شاید وہ جذبہ ہمدردی کے تحت مدد کرنے کے لئے کار میں کسی کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا حالانکہ وہ ادھیڑ عمر باریش آدمی تھا اور جلتی کار میں سے کسی کو نکالنا اس کے بس سے باہر تھا۔

بہرحال وہ بوڑھا صدیقی کے نزدیک اس لئے قابل ستائش تھا کہ دوسروں کی طرح محض دور سے تماشہ نہیں دیکھ رہا تھا اور اگر خدانخواستہ عمران یا کوئی اور کار میں موجود ہوتا تو یقیناً وہ بوڑھا اسے بچانے کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈال دیتا۔ پولیس سائرنوں کی آوازیں قریب آتی جا رہی تھیں۔ صدیقی نے اس طرف دیکھا تو پولیس کی دو پٹرولنگ کاریں تیزی سے بھاگی چلی آ رہی تھیں۔ پھر اس نے دوبارہ عمران کی کار کی طرف دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

داڑھی والا بوڑھا شخص تیزی سے پارک کی دیوار کے ساتھ دائیں جانب بڑھ رہا تھا۔ صدیقی نے تیزی سے بائیں جانب دیکھا تو پولیس کی گاڑیاں ابھی سو قدم کے فاصلے پر تھیں اور ان کے سائرن مسلسل شور مچا رہے تھے۔ صدیقی نے صرف ایک لمحے کے لئے سوچا کہ وہ بوڑھا پولیس کے آنے پر تیزی سے کیوں پولیس کی مخالف سمت میں جا رہا ہے۔ دوسرے ہی لمحے وہ بھی تیزی سے اسی جانب بڑھنے لگا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس بوڑھے کا دھماکے سے کوئی تعلق ضرور ہے ورنہ پولیس کی آمد پر وہ وہاں سے کیوں رخصت ہو رہا تھا۔

جلد ہی بوڑھا شخص پارک کے اختتام پر واقع گلی میں مڑتا دکھائی دیا۔ تب صدیقی نے تیزی سے سڑک کراس کی اور گلی کی نکڑ پر آ کر گلی میں جھانکا تو وہ چونک پڑا۔ گلی میں سفید رنگ کی ڈاٹسن کار کھڑی تھی اور وہ بوڑھا شخص کار کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ رہا تھا جبکہ کار کا رخ گلی کے دوسرے حصے کی جانب تھا۔ اگلے ہی لمحے کار حرکت میں آ کر گلی میں دوڑتی چلی گئی۔ خوش قسمتی سے صدیقی نے اپنی کار گلی کی دوسری جانب پارک کی تھی۔ وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف لپکا اور کار میں بیٹھ کر انجن سٹارٹ کرتے ہی کار آگے بڑھا دی۔ اسی لمحے پولیس کی گاڑیاں جائے حادثہ پر آ پہنچیں لیکن صدیقی نے تیزی سے کار گلی میں موڑ لی۔

سفید ڈاٹسن گلی سے نکل کر دوسری طرف واقع سڑک پر بائیں جانب مڑ رہی تھی۔ صدیقی نے غصے سے جبڑے بھینچ لئے۔ اسے یقین تھا کہ عمران کی کار میں کوئی ٹائم بم رکھا گیا تھا اور ڈاٹسن کار والا بوڑھا شخص صرف عمران کی موت کا یقین کرنے کے لئے جلتی ہوئی کار میں جھانک رہا تھا۔ قدرت کو منظور نہ تھا ورنہ ٹائم بم کے ذریعے عمران کو ہلاک کرنے کی یقینی کوشش کی گئی تھی۔ وہ تیزی سے کار دوڑاتا ہوا سڑک پر پہنچا تو ڈاٹسن کار تقریباً سو ڈیڑھ سو قدم کے فاصلے پر جا رہی تھی۔ صدیقی نے اپنی کار اسی سمت موڑ دی اور رفتار میں اضافہ کر دیا۔

جلد ہی وہ ڈاٹسن کار سے تقریباً پچاس گز کے فاصلے پر پہنچ گیا۔ وہ

کئی گاڑیوں کو اوور ٹیک کر آیا تھا اور اب سفید ڈاٹسن اور اس کی کار کے درمیان صرف دو گاڑیاں دوڑ رہی تھیں۔ صدیقی نے یہ فاصلہ برقرار رکھنے کے لئے اپنی کار کی رفتار کم کر دی اور احتیاط سے سفید ڈاٹسن کا تعاقب کرنے لگا۔ پھر اسے عمران کا خیال آیا کہ وہ دھماکہ سن کر پارک سے باہر کیوں نہیں آیا تھا۔ یہ خیال آتے ہی اس نے عمران کی خیریت معلوم کرنے کا فیصلہ کیا اور واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

" ہیلو عمران صاحب۔ صدیقی کالنگ۔ اوور"..... صدیقی نے سامنے جاتی گاڑیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" یس۔ عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور"..... چند لمحوں بعد عمران کی آواز سنائی دی۔

" سنائیے۔ آپ ٹھیک تو ہیں نا۔ اوور"..... صدیقی نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

" میں تو ہمیشہ ٹھیک رہتا ہوں۔ لیکن جو لیا مجھے ہمیشہ غلط سمجھتی ہے۔ اوور"..... عمران نے کہا۔

" میرا مطلب ہے آپ کے پارک میں جاتے ہی آپ کی کار میں دھماکہ ہوا تھا لیکن آپ باہر نہیں آئے۔ کیوں۔ اوور"..... صدیقی نے پوچھا۔

" گویا تم میری لاش دیکھنا چاہتے تھے۔ اوور"..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اللہ نہ کرے ۔ میری ایسی کوئی خواہش نہیں ۔ اللہ نے آپ کو بچا لیا ہے ۔ اوور"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"لیکن میں پارک سے باہر آتا تو شاید نہ بچ پاتا ۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ کیوں ۔ اوور"۔۔۔۔ صدیقی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ جنہوں نے میری کار میں ٹائم بم رکھا تھا وہ دھماکے کے بعد مجھے زندہ دیکھتے ہی گولیوں سے بھون ڈالتے ۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو کیا آپ ابھی تک پارک کے اندر ہیں ۔ اوور"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"نہیں ۔ تمہیں گلی کی طرف بڑھتے دیکھ کر میں باہر آ گیا تھا ۔ کیا تم داڑھی والے کا تعاقب کر رہے ہو ۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اوہ ۔ تو آپ نے بھی اسے دیکھا تھا ۔ اوور"۔۔۔۔ صدیقی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ میں گیٹ کی آڑ میں کھڑا تھا ۔ بہرحال تم سناؤ ۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صدیقی نے اسے سفید ڈاٹسن کے بارے میں بتایا کہ بوڑھا شخص اس گاڑی میں ہے اور وہ اس کا تعاقب کر رہا ہے۔

"ٹھیک ہے ۔ اس کے پیچھے لگے رہو ۔ منزل پر پہنچ کر مجھے اس کے ٹھکانے سے باخبر کرنا ۔ بوڑھے کے علاوہ کار کا ڈرائیور بھی اس میں ہو گا ۔ کسی صورت میں بھی انہیں نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونا

چاہیئے ۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر سلسلہ منقطع ہو گیا ۔ صدیقی نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

عمران نے درست ہی کہا تھا کہ اگر وہ فوراً پارک سے باہر آ جاتا تو دھماکہ کرنے والے اسے زندہ دیکھ کر اسے گولیوں کا نشانہ بنا سکتے تھے لیکن صدیقی کو حیرت تھی کہ جو لیا وہاں کیوں نہیں آئی تھی جو عمران کو کوئی اہم اطلاع دینا چاہتی تھی ۔ اس بات پر غور کرتا ہوا صدیقی سفید ڈاٹسن کا تعاقب کرتا رہا ۔ دس بارہ منٹ بعد سفید ڈاٹسن شالیمار ہوٹل کے گیٹ میں داخل ہوتی دکھائی دی ۔ صدیقی نے بھی قریب پہنچ کر ہوٹل کے باہر فٹ پاتھ کے ساتھ کار پارک کی اور کار سے اتر کر ہوٹل کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا ۔ وہ ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوا تو سفید ڈاٹسن بائیں جانب پارکنگ شیڈ کے نیچے کھڑی دکھائی دی لیکن اب وہ خالی تھی ۔ چنانچہ صدیقی ہوٹل کی عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔

صدیقی تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا ہال میں داخل ہوا تو سفید ڈاٹسن والا بوڑھا ہال کے آخر میں واقع سیڑھیاں چڑھتا دکھائی دیا ۔ اس کی چال میں تیزی نہیں تھی ۔ یقیناً وہ اپنے تعاقب سے بے خبر رہا تھا ۔ صدیقی بھی تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھا ۔ وہ سیڑھیوں کے پاس پہنچا تو بوڑھا غائب ہو چکا تھا ۔ صدیقی کے اندازے کے مطابق وہ فرسٹ یا سیکنڈ فلور پر گیا تھا ۔ اگر کسی اور فلور پر جانا ہوتا تو وہ لفٹ استعمال کرتا ۔ صدیقی تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا ۔ وہ فرسٹ فلور پر

پہنچا تو راہداری میں کوئی نہیں تھا اور اس فلور پر واقع تمام کمروں کے دروازے بند تھے۔

صدیقی کو سیکنڈ فلور کی سیڑھیوں سے بھی قدموں کی آہٹیں سنائی نہیں دے رہی تھیں جس کا مطلب تھا کہ وہ بوڑھا اسی فلور پر کسی کمرے میں گیا تھا۔ چنانچہ صدیقی دبے پاؤں آگے بڑھا اور ایک ایک دروازے پر رک کر اندر کی آوازیں سننے کی کوشش کرنے لگا۔ پھر پانچویں دروازے سے کان لگاتے ہیں اسے اندر سے بلند ہونے والی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔ کوئی ایکریمین لہجے میں بات کر رہا تھا لیکن اس کے الفاظ واضح طور پر سنائی نہیں دے رہے تھے۔ چنانچہ صدیقی نے جھک کر کی ہول سے آنکھ لگائی اور اندر جھانکنے لگا۔ کمرے میں سامنے والی دیوار کے پاس صوفے پر نیلی آنکھوں والا ایک مقامی شخص بیٹھا بائیں جانب دیکھ رہا تھا جبکہ داڑھی والا بوڑھا نظر نہیں آ رہا تھا۔ تب صدیقی نے کی ہول سے کان لگا دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ عمران دھماکہ ہونے سے پہلے ہی کار سے نکل گیا تھا"..... اندر سے آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیونکہ اس کی لاش کار میں موجود نہیں تھی"..... دوسری آواز سنائی دی جو یقیناً اسی بوڑھے کی تھی جو عمران کی کار میں جھانکتا رہا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارا مشن ناکام رہا پیٹر۔ تمہیں چاہئے تھا کہ پارک میں جا کر اسے تلاش کرتے اور گولی مار دیتے"..... پہلی آواز

دوبارہ سنائی دی۔

"سمجھے کی کوشش کرو فریڈ۔ ابھی میں کار میں جھانک کر ہٹا ہی تھا کہ پولیس کی گاڑیاں قریب آ پہنچیں۔ پولیس کی موجودگی میں پارک میں داخل ہوتا تو پولیس مجھے مشکوک سمجھ کر گرفتار کر لیتی"..... بوڑھے آدمی کی آواز سنائی دی جسے پیٹر کے نام سے مخاطب کیا گیا تھا۔

"بہرحال۔ اب باس کو رپورٹ دو۔ وہ تمہاری رپورٹ کا انتظار کر رہا ہو گا"..... فریڈ نے کہا تو صدیقی نے دروازے سے کان ہٹا کر ادھر ادھر دیکھا لیکن راہداری بدستور سنسان پڑی تھی۔ اطمینان ہونے پر صدیقی نے دوبارہ کی ہول سے کان لگا دیا۔

"ہیلو باس۔ پیٹر کالنگ۔ اوور"..... اندر سے پیٹر کی آواز سنائی دی جو ٹرانسمیٹر پر کال کر رہا تھا۔

"یس پیٹر۔ نارمن رسیونگ یو۔ میں کافی دیر سے تمہاری رپورٹ کا انتظار کر رہا ہوں۔ اوور"..... ایک ہلکی مگر غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

"سوری باس۔ دراصل۔ اوور"..... پیٹر نے کہا۔

"تاویلات بیان کرنے کی بجائے جلدی سے رپورٹ دو۔ ماسٹر خوشخبری سننے کے لئے بے چین ہے۔ اوور"..... نارمن نامی شخص نے تیزی سے کہا۔

"وہی بتا رہا ہوں باس۔ عمران زندہ بچ گیا ہے۔ اوور"..... پیٹر

نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا بک رہے ہو پیٹر۔ کیا ٹائم بم بلاسٹ نہیں ہوا تھا یا تم نے اس پر ٹائمنگ غلط لگائی تھی۔ اوور"۔۔۔۔ نارمن کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"سب کچھ بالکل درست انداز میں ہوا تھا باس۔ میں نے ٹائم بم پر بھی بالکل درست وقت لگایا تھا اور عمران کے اپنے فلیٹ سے روانہ ہونے سے پانچ منٹ پہلے وہ ٹائم بم اس کی کار کے عقبی حصے کے بمپر کے پیچھے ایڈجسٹ کر دیا تھا اور وہ بلاسٹ بھی بروقت ہوا تھا۔ میں پارک کی سائیڈ میں واقع گلی میں پہنچا ہی تھا کہ دھماکہ ہوا۔ میں نے گلی سے باہر جھانکا تو عمران کی کار تباہ ہو چکی تھی اور اس کے ڈھانچے میں آگ لگی ہوئی تھی۔ پھر جب وہاں رکنے والی گاڑیوں سے چند افراد اتر کر کار کے ارد گرد جمع ہوئے تو میں نے بھی قریب جا کر کار کے اندر دیکھا لیکن اس میں عمران کی لاش نظر نہ آئی۔ پولیس کے آنے پر میں وہاں سے ہٹ گیا اور واپس آ گیا۔ اوور"۔۔۔۔ پیٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارے سامنے عمران اپنی کار میں پارک کی طرف روانہ ہوا تھا۔ اوور"۔۔۔۔ نارمن نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"یس سر۔ میں عمران کی کار کا تعاقب کرتا ہوا چلڈرن پارک کو جانے والی سڑک پر مڑا اور اسے اوور ٹیک کرتا ہوا اس سے پہلے ہی پارک کے آگے واقع ایک گلی میں مڑ گیا تھا۔ پھر گلی میں کار روک کر

میں نیچے اترا ہی تھا کہ دھماکہ ہو گیا۔ اوور"۔۔۔۔ پیٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے آئندہ حکم کا انتظار کرو۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ نارمن نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر اندر خاموشی چھا گئی۔ صدیقی نے سوچا کہ عمران کو رپورٹ دینی چاہیئے لیکن اسی لمحے دروازہ جھٹکے سے کھلا اور کسی نے اسے گریبان سے پکڑ کر اندر کھینچ لیا۔

تنویر ایکسٹو کو رپورٹ دینے کے بعد کار میں بیٹھا رہا ۔ اس کی نگاہیں بیس پچیس قدم آگے کھڑی سیاہ رنگ کی بیوک پر مرکوز تھیں جس میں ایک مقامی شخص بیٹھا ہوا تھا جو دو مرتبہ عمران کے فلیٹ کا چکر لگا چکا تھا ۔ ایکسٹو نے اس کی نگرانی و تعاقب کی ہدایات دی تھیں تقریباً دس منٹ بعد بیوک کار حرکت میں آئی اور فٹ پاتھ کے پاس سے ہٹ کر سیدھی دوڑتی چلی گئی ۔ تنویر نے بھی جلدی سے انجن سٹارٹ کیا اور اس کے پیچھے چل دیا ۔ بیوک کار اس سے تقریباً چالیس پچاس قدم کے فاصلے پر مناسب رفتار سے جا رہی تھی ۔

تنویر نے واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو سے رابطہ قائم کیا اور پھر اسے رپورٹ دے دی ۔ ایکسٹو کی ہدایات سن کر تنویر نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ بیوک کار دس منٹ تک مختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی اور گلبرگ پاش کالونی میں داخل ہو گئی ۔ تب تنویر محتاط ہو گیا کیونکہ یہاں

سڑکوں پر ٹریفک بہت کم تھی اور کسی وقت بھی سیاہ بیوک کسی گلی میں مڑ سکتی تھی ۔ اس سڑک کے دونوں طرف بنگلے تھے ۔ چند لمحوں بعد سیاہ بیوک بائیں ہاتھ کے ایک بنگلے کے گیٹ پر رک گئی تو تنویر نے قریب ہی نظر آنے والی ایک گلی میں کار موڑ دی ۔ اس نے گلی میں داخل ہوتے ہی کار روکی اور انجن بند کر کے نیچے اتر آیا اور پھر وہ تیزی سے گلی کی نکڑ پر پہنچا اور باہر جھانکا تو اسے سیاہ بیوک کا عقبی حصہ دکھائی دیا جو ایک بنگلے میں داخل ہو رہی تھی ۔

تنویر نے چند لمحوں کے لئے سوچا اور پھر گلی سے نکل آیا ۔ ایکسٹو کو رپورٹ دینے سے پہلے عمارت کا جائزہ لینا ضروری سمجھ کر وہ بنگلے کی طرف بڑھنے لگا جس میں سیاہ بیوک داخل ہوئی تھی ۔ بنگلے کا گیٹ بند تھا ۔ تنویر نے گیٹ کے سامنے سے گزرتے ہوئے گیٹ کا جائزہ لیا سائیڈ پلر پر لکھا نمبر ذہن نشین کرتا ہوا آگے بڑھ گیا ۔ چند قدم آگے جا کر وہ پلٹا اور گلی میں واپس آ کر اپنی کار میں آ بیٹھا اور پھر اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے ایکسٹو سے رابطہ قائم کیا اور تعاقب کی رپورٹ دینے لگا ۔

" سنو ۔ جولیا اپنے فلیٹ سے غائب ہے ۔ ابھی ابھی نعمانی نے اطلاع دی ہے کہ وہ فلیٹ میں موجود نہیں ہے ۔ شاید اسے اغوا کیا گیا ہے کیونکہ اس کے فلیٹ کا دروازہ لاک نہیں تھا اور اس کی گاڑی بھی وہاں موجود ہے ۔ تم خفیہ طور پر اس بنگلے میں داخل ہو کر معلوم کرو کہ جولیا وہاں تو نہیں ہے ۔ اگر ہو تو مجھے فوراً اطلاع دینا ۔

اوور"... ایکسٹو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" رائٹ سر۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں ۔ اوور"... تنویر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" یہ ذہن میں رکھنا کہ جولیا نے فون پر عمران کو ملاقات کے لئے چلڈرن پارک بلایا تھا لیکن وہ پارک میں موجود نہیں تھی اور وہاں ٹائم بم سے عمران کی کار کو تباہ کر دیا گیا ۔ اس لئے شک ہے کہ اسے اغوا کرنے والوں نے گن پوائنٹ پر جولیا سے عمران کو فون کرایا ہو گا ۔ اوور"... ایکسٹو نے کہا۔

" اوہ ۔ عمران کو نقصان تو نہیں پہنچا چیف ۔ اوور"... تنویر نے پریشان ہو کر پوچھا۔

" نہیں ۔ دھماکے سے چند لمحے پہلے ہی وہ کار سے نکل کر پارک میں داخل ہو چکا تھا ۔ اوور اینڈ آل"... ایکسٹو نے کہا اور پھر سلسلہ منقطع ہو گیا تو تنویر نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور کار سے اتر کر گلی میں آگے بڑھنے لگا ۔ چند قدم آگے ایک چھوٹی سی گلی تھی جو فرنٹ کے بنگلوں کے عقب سے گزرتی تھی ۔ گلی سنسان تھی اور اس میں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر نظر آ رہے تھے ۔ تنویر نے ادھر ادھر دیکھا اور اس گلی میں داخل ہو کر آگے بڑھنے لگا ۔ مطلوبہ بنگلے کے عقب میں پہنچ کر وہ رک گیا ۔ عقبی کمپاؤنڈ کی دیوار تقریباً آٹھ فٹ بلند تھی ۔ تنویر دیوار کے قریب آیا اور دونوں ہاتھ بلند کر کے پیروں پر اچھلا تو اس کے دونوں ہاتھ دیوار کی بالائی سطح تک پہنچے اور اس نے مضبوطی

سے دیوار پر ہاتھ جما دیئے ۔ پھر اس نے دیوار پر پاؤں رکھتے ہوئے جسم کو اوپر اٹھایا اور اندر جھانکنے لگا۔

دیوار کی دوسری جانب عقبی لان ویران پڑا تھا اور وہاں کوئی ذی روح نظر نہ آ رہا تھا ۔ لان کے دوسری طرف عمارت تھی جس کے درمیان ایک بند دروازہ دکھائی دے رہا تھا ۔ تنویر کوئی آواز پیدا کئے بغیر دیوار پر چڑھا اور دوسری طرف آرام سے اتر گیا ۔ پھر جیب سے ریوالور نکال کر اس نے ہاتھ میں پکڑ لیا اور لان میں داخل ہو کر آگے بڑھنے لگا ۔ اس کی نگاہیں چاروں طرف گھوم رہی تھیں اور ہاتھ میں موجود سائیلنسر لگا ریوالور کسی بھی خطرے سے نمٹنے کے لئے تیار تھا جلد ہی وہ عمارت کے عقبی دروازے کے پاس پہنچ گیا ۔ اس نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر دباؤ ڈالا لیکن دروازہ نہ کھلا ۔ یقیناً دروازہ اندر سے لاک تھا۔

تنویر نے جھک کر کی ہول سے آنکھ لگائی تو دوسری جانب ایک طویل راہداری دکھائی دی جس میں کئی کمرے تھے لیکن راہداری میں کوئی نظر نہ آ رہا تھا ۔ راہداری کے اختتام پر واقع برآمدے میں بھی کوئی نہ تھا ۔ تنویر پیچھے ہٹا اور دائیں جانب دبے پاؤں بڑھنے لگا ۔ اس طرف عمارت اور کمپاؤنڈ کی دیوار کے درمیان چھ سات فٹ گلی نما راستہ تھا ۔ تنویر نے نکڑ پر پہنچ کر اس گلی میں جھانکا تو اس طرف آگے پیچھے دو گاڑیاں کھڑی تھیں جن کی دوسری جانب عمارت کا فرنٹ تھا مگر اس طرف بھی کوئی موجود نہیں تھا ۔ تنویر نے فرنٹ کی طرف

جانے کا فیصلہ کیا اور اس طرف کھڑی گاڑیوں کی سیدھ میں جھک کر آگے بڑھنے لگا۔

پہلی کار کے پاس پہنچ کر اس نے کار کا نمبر ذہن نشین کیا اور پھر کار کی سائیڈ لیتا ہوا دوسری کار کے پاس پہنچا اور اس کا نمبر بھی ذہن نشین کر کے آگے بڑھا۔ کار کے عقبی حصے کے پاس پہنچ کر اس نے عمارت کے فرنٹ کا جائزہ لیا۔ گیٹ کے پاس ایک مسلح گن بردار کھڑا تھا جبکہ برآمدے کے سامنے وہی سیاہ بیوک کھڑی تھی جس کا تنویر تعاقب کرتا ہوا یہاں پہنچا تھا لیکن اب اس میں کوئی موجود نہ تھا مشین گن بردار ادھیڑ عمر مقامی شخص تھا۔ گیٹ کے پاس ہی چھوٹی سی کوٹھڑی تھی جو شاید گارڈ روم تھا۔ اس گارڈ کے سوا وہاں کوئی موجود نہ تھا۔

سیاہ بیوک برآمدے کے متوازی کھڑی تھی اور گارڈ اگر کچھ دیر کے لئے دوسری جانب دیکھتا تو تنویر سیاہ بیوک کی آڑ لے کر برآمدے میں داخل ہو سکتا تھا۔ اس ارادے سے تنویر پیچھے ہٹا اور گاڑیوں کی دوسری طرف سے گھوم کر عمارت کی نکڑ پر آگیا۔ پھر اس نے دیوار کی آڑ سے دوسری جانب جھانکا ہی تھا کہ برآمدے سے ایک سفید فام باہر نکل آیا۔ تنویر نے جلدی سے چہرہ پیچھے ہٹا لیا۔ دو تین لمحوں بعد کار کا دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ اس کے بعد انجن کی غرغراہٹ بلند ہوئی تو تنویر سمجھ گیا کہ برآمدے کے سامنے کھڑی بیوک وہاں سے روانہ ہو رہی ہے۔

تنویر نے احتیاط سے دوبارہ فرنٹ کی طرف جھانکا تو سیاہ بیوک بیک ہو رہی تھی اور اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر وہی سفید فام بیٹھا تھا جو برآمدے سے نکلا تھا۔ گیٹ پر کھڑا گارڈ گیٹ کھول رہا تھا۔ سیاہ کار تھوڑا پیچھے ہٹ کر گیٹ کی طرف مڑی اور اسی لمحے تنویر حرکت میں آگیا۔ وہ دیوار کی آڑ سے نکلا اور تیزی سے برآمدے کی طرف لپکا۔ سیاہ کار گیٹ سے نکلی اور گارڈ گیٹ بند کرنے لگا۔ اتنے میں تنویر برآمدے میں داخل ہو کر بائیں جانب دیوار کی آڑ لے چکا تھا۔ اس کے سامنے راہداری تھی جو ویران پڑی تھی۔ گیٹ سے راہداری میں نظر نہیں پڑ سکتی تھی۔ چنانچہ تنویر دبے پاؤں آگے بڑھا اور راہداری میں داخل ہو گیا۔

راہداری کے تمام کمروں کے دروازے بند تھے لیکن دوسرے کمرے سے ہلکی ہلکی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ تنویر قدموں کی چاپ پیدا کئے بغیر اس دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ دروازہ پوری طرح بند نہ تھا اور اس میں نصف انچ کی جھری دکھائی دے رہی تھی۔ شاید اسی وجہ سے اندر سے آوازیں باہر آرہی تھیں۔ قریب پہنچ کر وہ رکا تو اندر کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی۔

"یس ماوام۔ میں نے کارٹر کو بھیج دیا ہے۔ وہ دس منٹ تک آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔ اوور"..... اندر سے آواز سنائی دی۔

"تم نے اسے اچھی طرح سمجھا دیا ہے نا۔ اوور"..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" بالکل مادام ۔ میں نے اسے آپ کی گاڑی کا نمبر بھی بتا دیا ہے ۔
اوور"..... دوسری آواز سنائی دی ۔

" کیا وہ میک اپ میں ہے ۔ اوور"..... نسوانی آواز نے پوچھا ۔

" نہیں مادام ۔ وہ میک کرتا تو نصف گھنٹہ لگ جاتا جبکہ آپ نے صرف دس منٹ میں وہاں پہنچنے کا حکم دیا تھا ۔ اوور"..... اندر سے آواز ابھری ۔

" خیر ۔ دیکھا جائے گا ۔ اوور اینڈ آل"..... نسوانی آواز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اندر خاموشی پھیل گئی ۔ تنویر نے چہرہ آگے کر کے جھری سے آنکھ لگائی تو چونک پڑا ۔ کمرے میں ایک میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر ایک سفید فام بیٹھا تھا ۔ میز پر ٹیلی فون کے علاوہ سگریٹ کا پیکٹ رکھا تھا جبکہ اس کے ایک ہاتھ میں سگریٹ لائٹر تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں شراب کا گلاس نظر آ رہا تھا ۔ سفید فام نے شراب کا گھونٹ لے کر گلاس میز پر رکھا ہی تھا کہ کمرے میں سیٹی کی آواز گونجی اور تنویر نے چونکتے ہوئے چہرہ پیچھے ہٹا لیا ۔

" ہیلو باس ۔ چارلس کالنگ ۔ اوور"..... اندر سے ایک آواز سنائی دی ۔

" یس چارلس ۔ نارمن رسیونگ یو ۔ اوور"..... سفید فام کی آواز سنائی دی تو تنویر نے اندر جھانکا ۔ اندر بیٹھے سفید فام نے سگریٹ لائٹر اپنے چہرے کے سامنے کر رکھا تھا ۔ یقیناً وہ لائٹر نما ٹرانسمیٹر تھا ۔

" باس ۔ جولیا کو ہوش آ گیا ہے اور وہ دروازہ پیٹ رہی ہے ۔

اوور"..... چارلس نامی شخص کی آواز ابھری تو تنویر بے اختیار چونک پڑا گویا اس کا یہاں آنا بے کار ثابت نہیں ہوا تھا اور ایکسٹو کا شبہ درست ہی تھا کہ جولیا کو انہی لوگوں نے اغوا کیا ہے ۔

" فی الحال اسے دوبارہ بے ہوش کر دو ۔ مادام سے ہدایات ملنے پر میں تمہیں کال کر کے بتا دوں گا کہ جولیا سے کیا سلوک کرنا ہے ۔ یاد رکھو وہ سیکرٹ سروس کی سینئر ممبر اور انتہائی خطرناک فائٹر ہے ۔ اگر وہ کسی طرح تمہاری گرفت سے نکل گئی تو تمہاری موت یقینی ہے ۔ اگر تم اس کے ہاتھوں نہ مرے تو میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے ۔ اوور اینڈ آل"..... نارمن نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا تو تنویر سمجھ گیا کہ وہ مزید بات نہیں کرے گا ۔ چنانچہ اس نے چہرہ پیچھے ہٹا لیا ۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا کسی دوسری عمارت میں قید ہے اور اس عمارت کا ایڈریس معلوم کرنا ضروری تھا ۔ چنانچہ اس نے یکدم دروازہ کھولا اور کمرے میں گھستا چلا گیا ۔

صفدر نے ایسی ہی خطرناک سچوئیشن سے نبردآزما ہونے کے لئے اپنی شرٹ کی بازوؤں کے سروں پر ایک سینٹی میٹر چوڑے اور ایک انچ لمبے کئی فولادی ٹکڑے رپٹوں کے ذریعے ایڈجسٹ کئے ہوئے تھے۔ ان ٹکڑوں پر باریک باریک تیز دھار دندانے بنے ہوئے تھے جن کے اوپر شرٹ کے کلر کا پینٹ کیا گیا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے بازوؤں کے سروں پر ڈیزائن بنائے گئے ہوں۔ یہ فولادی ٹکڑے اتارے بھی جا سکتے تھے۔ صفدر نے اب انہی فولادی ٹکڑوں کے ذریعے سچوئیشن تبدیل کرنے کا سوچا تھا اس لئے اس نے مسلسل مگر غیر محسوس انداز میں ہاتھوں کو حرکت دے کر ان فولادی ٹکڑوں کے دندانوں کو رسی کے ساتھ رگڑنا شروع کر دیا تھا اور تیز دھار دندانے رسی کے بلوں کو کاٹنے لگے تھے۔ چنانچہ جونہی سائمن نے اس کے چہرے پر میک اپ واشر کا کنٹوپ چڑھانے کی کوشش کی

صفدر نے یکدم اس کے پیٹ میں لات مار دی تھی اور وہ چیختا ہوا پشت کے بل نیچے جا گرا تھا۔ اس کا ساتھی مائیکل ایک لمحے کے لئے جھنجھکا رہ گیا۔ شاید اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ سائمن پر کیا بیتی ہے۔ پھر اس نے تیزی سے صفدر کی طرف قدم بڑھایا ہی تھا کہ صفدر نے جس کے دونوں ہاتھ آزاد ہو چکے تھے سامنے کرتے ہوئے اس پر جست لگا دی۔ یہ بھی مائیکل کے لئے غیر متوقع بات تھی کہ صفدر کے ہاتھ آزاد ہو چکے تھے اس لئے وہ فوری طور پر اپنا دفاع نہ کر سکا اور صفدر نے اسے بازوؤں کے شکنجے میں لے کر اس کی ناک پر سر کا زوردار ٹکر مار دی تھی۔

مائیکل درد سے بلبلاتا ہوا پیچھے ہٹا تو صفدر نے فوراً پینترا بدل کر سائمن کی خبر لی۔ اس نے اٹھتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالا ہی تھا کہ صفدر کی ٹھوکر اس کے ہاتھ پر پڑی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دیوار کے پاس جا گرا لیکن سائمن نے فوراً ہی صفدر کے چہرے پر مکا جڑ دیا۔ صفدر لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا تو سائمن نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ یہ اور بات تھی کہ نتیجے میں اسے فرش چاٹنا پڑا تھا کیونکہ صفدر نے تیزی سے اپنی جگہ چھوڑ دی تھی۔ اتنے میں مائیکل اپنی خون آلود ناک لئے اٹھا اور اس نے صفدر پر جست لگا دی۔

صفدر غافل نہیں تھا۔ اس نے مائیکل کو ہاتھوں پر روکا اور ساتھ ہی نیچے سے داہنے پاؤں کی ٹھوکر اس کی رانوں میں جما دی۔ یہ ضرب کوئی مہلک ثابت ہوئی۔ مائیکل دونوں ہاتھ رانوں میں دیئے اچھلنے

لگا۔ اس کے منہ سے عجیب و غریب آوازیں نکل رہی تھیں لیکن صفدر اس کی حالت سے محظوظ ہونے کی بجائے سائمن کی طرف لپکا جو فرش سے اٹھ رہا تھا مگر صفدر کی ٹھوکر اس کے پہلو میں لگی اور وہ کراہتا ہوا دوبارہ فرش بوس ہو گیا۔ صفدر نے فوراً ہی اس کے ریوالور کی طرف جست لگائی اور ریوالور اٹھا کر مائیکل پر تان لیا۔

" بس۔ ہاتھ بلند کر لو ورنہ کھوپڑی اڑا دوں گا"۔۔۔۔ صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

" تم۔ تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے"۔۔۔۔ مائیکل نے شعلہ بار نگاہوں سے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ہاتھ بلند کر لئے۔

" شٹ اپ۔ مجھے جانے کی جلدی نہیں ہے"۔۔۔۔ صفدر نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور پھر سائمن کی طرف متوجہ ہو گیا۔

" سائمن۔ تم بھی کھڑے ہو جاؤ اور ہاتھ بلند کر لو ورنہ وقت سے پہلے ہی مارے جاؤ گے۔ ہری اپ"۔۔۔۔ صفدر نے غراتے ہوئے کہا تو سائمن اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھتا ہوا اٹھا اور اس نے دونوں ہاتھ بلند کر لئے۔ صفدر ان دونوں کو کور کئے دروازے کے پاس آ گیا اور ایک ہاتھ سے اس نے دروازہ بند کر دیا۔ وہ دونوں اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

" تمہارے علاوہ یہاں کتنے آدمی ہیں"۔۔۔۔ صفدر نے دوسرا ہاتھ جیب میں ڈال کر سگریٹ لائٹر نکالتے ہوئے پوچھا۔

" بہت ہیں۔ تم یہاں سے فرار نہ ہو سکو گے"۔۔۔۔ سائمن نے

غراتے ہوئے کہا۔

" دیکھا جائے گا۔ فی الحال اپنی فکر کرو"۔۔۔۔ صفدر نے زہریلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے سگریٹ لائٹر کا چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ لائٹر سے بے ہوش کر دینے والی نیلگوں گیس کی لہر گولی کی رفتار سے نکل کر سائمن کے چہرے سے ٹکرائی۔ وہ بے ساختہ چونکا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ اپنی جگہ سے کٹے ہوئے شہتیر کی طرح منہ کے بل فرش پر آ گرا۔ مائیکل نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور اسی لمحے صفدر نے اس پر بھی گیس فائر کر ڈالی جس کے نتیجے میں وہ بھی لڑکھڑایا اور فرش پر آ گرا۔

وہ دونوں بے ہوش ہو چکے تھے۔ صفدر نے گیس لائٹر جیب میں ڈالا اور پھر دونوں کی تلاشی لینے لگا لیکن کوئی کام کی چیز برآمد نہ ہوئی۔ اس نے مائیکل اور سائمن کے چہروں سے نقاب نوچ کر ان کی شکلیں دیکھیں تو وہ دونوں سفید فام یورپین تھے۔ فارغ ہو کر صفدر دروازے کے پاس آیا اور دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو راہداری سنسان پڑی تھی۔ اس نے دروازہ بند کیا اور سامنے والی دیوار کے پاس آ کر واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو چیف۔ صفدر کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔ صفدر نے ایکسٹو کو کال کرتے ہوئے کہا۔

" یس۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی تو صفدر نے اسے رپورٹ دے دی۔ اس کی

رپورٹ سن کر ایکسٹو نے اسے چند ہدایات دیں اور پھر رابطہ ختم ہونے پر صفدر نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ دروازہ کھول کر راہداری میں آیا اور ایک ایک کمرے کے دروازے پر آ کر سن گن لینے لگا لیکن کسی کمرے سے آواز سنائی نہ دی۔ شاید ان میں کوئی موجود نہیں تھا۔ صفدر دبے پاؤں چلتا ہوا اس کمرے کے پاس آیا جس میں سیاہ پوش باس سے ملاقات ہوئی تھی اور جس نے کسی ماسٹر سے فون پر بات کی تھی۔

صفدر نے احتیاط سے دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو حسب توقع کمرے میں کوئی نہ تھا۔ چنانچہ وہ کمرے میں داخل ہوا اور دروازہ بند کر کے کمرے کی تلاشی لینے لگا۔ ایکسٹو نے اسے ہدایت دی تھی کہ وہ خاور کو اس کی مدد کے لئے بھیج رہا ہے اور اس کے پہنچنے تک وہ باس کے کمرے کی تلاشی لے لے۔ صفدر نے ایکسٹو کو بتایا تھا کہ یہ رابرٹ کا ہی بنگلہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر باس اور اس کے دونوں ساتھیوں نے اس بات سے انکار کیا تھا۔

کمرے کی تلاشی کے دوران اسے ایک الماری سے چھوٹی سی فائل ملی تھی جس میں چند کاغذات تھے اور ان کاغذات میں سے ایک کاغذ پر چند ایڈریس لکھے ہوئے تھے۔ یہ ایڈریس اسی شہر کے تھے۔ دوسرے کاغذ پر کچھ گاڑیوں کے نمبر، ماڈل اور کلر وغیرہ درج تھے۔ تیسرے کاغذ پر ایک عجیب سے رسم الخط میں چند سطور لکھی ہوئی تھیں جو صفدر کی سمجھ سے بالاتر تھیں۔ اس نے فائل سے تینوں کاغذ

نکال کر تہہ کئے اور کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ کر کمرے سے نکل آیا اور پھر برآمدے کی طرف بڑھا۔ لیکن جونہی وہ برآمدے سے اگلے کمرے کے سامنے پہنچا اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک سفید فام نے باہر جھانکا۔ صفدر کو دیکھ کر سفید فام بے اختیار اچھل پڑا مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتا صفدر نے ریوالور اس کے سینے سے لگا دیا۔

"اوہ۔ تم کون ہو"..... سفید فام نے سنبھلتے ہوئے غراہٹ آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاتھ بلند کر کے پیچھے ہٹو ورنہ سینے میں سوراخ کر دوں گا"..... صفدر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کی دھمکی سن کر سفید فام کے چہرے پر خوف کے تاثرات پھیلے اور وہ ہاتھ اٹھا کر پیچھے ہٹنے لگا۔ صفدر اس کے سینے سے ریوالور ہٹائے بغیر کمرے میں داخل ہوا۔ اس کمرے میں اور کوئی موجود نہ تھا اور یہ آفس نما کمرہ تھا۔ ایک میز پر چند رجسٹر اور فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ میز کی دوسری جانب خالی کرسی اور کرسی کے پیچھے ایک شیشے کی الماری میں چند فائلیں اور رجسٹر رکھے ہوئے نظر آ رہے تھے جبکہ بائیں جانب ایک میز پر کمپیوٹر رکھا ہوا تھا۔

"جلدی بتاؤ۔ یہاں کیا ہوتا ہے"..... صفدر نے سفید فام کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اکاؤنٹ کا کام اور ہوٹل کا حساب کتاب وغیرہ"..... سفید فام

نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" رابرٹ کے ہوٹل کا"..... صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں ۔ مگر تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو"..... سفید فام نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" میں بھی حساب کتاب کرنے آیا ہوں ۔ رابرٹ کہاں ہے ۔ جلدی بولو ورنہ فائر کھول دوں گا اور بے آواز گولی تمہیں دوسری دنیا میں پہنچا دے گی"..... صفدر نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

" وہ ۔ وہ اپنے کمرے میں ہے"..... سفید فام نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" وہی جس نے سیاہ لباس پہنا ہوا ہے اور چہرہ نقاب سے چھپا رکھا ہے"..... صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں ۔ کیا تم اس سے پہلے مل چکے ہو"..... سفید فام نے سر کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ وہ یہاں سے جا چکا ہے ۔ اب تم مجھے فوراً پوائنٹ تھری کا ایڈریس بتا دو ورنہ میں تمہیں گولی مار کر سائمن اور مائیکل سے پوچھ لوں گا"..... صفدر نے غراتے ہوئے کہا اور جیب سے گیس لائٹر نکال لیا۔

سفید فام چونکا اور پھر اس نے ایک ایڈریس بتا دیا ۔ ٹھیک اسی لمحے صفدر کو عقب میں ہلکی سی آہٹ محسوس ہوئی تو وہ تیزی سے دروازے کی طرف گھوما ۔ ساتھ ہی اس نے فائر کھول دیا ۔ دروازے

سے اندر آنے والا مشین گن بردار چیختا ہوا فرش پر جا گرا ۔ اس کی چیخ خاصی بلند تھی ۔ صفدر نے فوراً ہی پلٹ کر سفید فام کے چہرے پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور اس کے گرتے ہی وہ دروازے کی طرف بڑھا لیکن باہر سے دوڑتے قدموں کی آوازیں سن کر صفدر دروازے کی آڑ میں دیوار سے لگ گیا ۔ چند لمحوں بعد ایک ریوالور بردار سفید فام دوڑتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور جھٹکے سے رکا ہی تھا کہ صفدر نے دیوار کی آڑ سے نکل کر اس کے ریوالور والے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور ساتھ ہی اس کی کنپٹی سے ریوالور کی نال لگا دی ۔ اس آدمی کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا تھا۔

" بس ۔ ہاتھ بلند کر لو ورنہ کنپٹی میں گولی اتار دوں گا"..... صفدر نے غراتے ہوئے کہا تو سفید فام نے بوکھلا کر ہاتھ اٹھا دیئے ۔

" باہر تمہارے کتنے ساتھی ہیں"..... صفدر نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

" کک ۔ کوئی نہیں ۔ مگر تم بچ کر نہیں جا سکتے"..... سفید فام نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" کیوں یہاں جب کوئی اور ہے ہی نہیں تو مجھے کون روکے گا ۔ کیا مائیکل اور سائمن"..... صفدر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" ہاں"..... سفید فام نے چونکتے ہوئے کہا۔

" ان دونوں کو میں ختم کر چکا ہوں اس لئے ان کی فکر مت کرو اور باہر چلو ۔ کوئی غلط حرکت کی تو مارے جاؤ گے"..... صفدر نے

انتہائی سفاکی سے دھمکی دیتے ہوئے کہا اور ریوالور اس کی کنپٹی سے ہٹا کر اس کی پشت سے لگا دیا۔ صفدر کی دھمکی سن کر سفید فام کا چہرہ خوف کی شدت سے زرد پڑ گیا تھا۔ وہ پلٹ کر دروازے سے باہر آیا تو صفدر نے اسے برآمدے کی طرف چلنے کا حکم دیا۔

سفید فام ہاتھ بلند کئے اس کے آگے چلتا ہوا برآمدے میں پہنچا۔ باہر کوئی نہ تھا اور کمپاؤنڈ کا گیٹ بند تھا۔ برآمدے سے باہر آ کر صفدر نے یکدم سفید فام کے سر پر ریوالور کا دستہ مار دیا اور وہ کراہتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ صفدر نے اپنی گھڑی پر وقت دیکھا تو ایکسٹو سے بات ہوئے پندرہ منٹ گزر چکے تھے۔ چنانچہ وہ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے گیٹ کھول کر باہر جھانکا تو سڑک کی دوسری جانب کچھ فاصلے پر کھڑی کار میں بیٹھا خاور اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جھٹکا لگنے سے صدیقی سنبھل نہ سکا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا اندر کھنچتا چلا گیا۔ اندر پہنچتے ہی اسے کھینچنے والے نے اس کا گریبان چھوڑ دیا تھا صدیقی نے سنبھل کر دیکھا تو وہ نیلی آنکھوں والا مقامی شخص فریڈ تھا جبکہ بائیں جانب داڑھی والا پیٹر کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ریوالور تھا جس کا رخ صدیقی کی طرف تھا۔ اسی لمحے فریڈ نے بھی اپنی جیب سے ریوالور نکالا اور صدیقی پر تان لیا۔ اب ان دونوں کے ہاتھوں میں ریوالور تھے جن پر سائیلنسر لگے ہوئے تھے۔

"دروازہ بند کر دو پیٹر"... فریڈ نے صدیقی کو گھورتے ہوئے کہا تو اس نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ۔ تم کون ہو اور دروازے پر کیا کر رہے تھے"... فریڈ نے صدیقی سے پوچھا۔

"ایک دوست سے ملنے آیا تھا مگر کمرہ نمبر بھول گیا اس لئے اس

دروازے پر دستک دینے ہی والا تھا کہ تم نے اندر کھینچ لیا"۔۔۔ صدیقی نے قدرے غصے سے جواب دیتے ہوئے کہا تو پیٹر سامنے آکر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

" جھوٹ مت بولو ۔ سچ سچ بتاؤ ورنہ فائر کی آواز پیدا نہیں ہو گی اور تم اس دنیا سے کوچ کر جاؤ گے"۔۔۔ فریڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

" میں نے سچ بتایا ہے ۔ یقین کرو"۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ ہاتھ بلند کر لو ۔ ابھی تمہاری سچائی کا پتہ چل جاتا ہے"۔۔۔ فریڈ نے سخت لہجے میں کہا تو صدیقی نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔

" پیٹر ۔ اس کے پیچھے جا کر تلاشی لو"۔۔۔ فریڈ نے پیٹر سے مخاطب ہو کر کہا تو پیٹر صدیقی کے عقب میں آیا اور ریوالور اس کی پشت سے لگا کر دوسرے ہاتھ سے اس کی جیبیں ٹٹولنے لگا ۔ پھر اس نے ایک جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالا اور دوبارہ سامنے آگیا۔

" ہونہہ ۔ یہ ریوالور کس لئے ہے"۔۔۔ فریڈ نے طنزیہ لہجے میں صدیقی سے پوچھا۔

" اپنی حفاظت کے لئے ۔ تمہارے پاس کیوں ہیں"۔۔۔ صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" فریڈ ۔ مجھے لگتا ہے میں نے اس آدمی کو چلڈرن پارک کے پاس سڑک کی دوسری جانب کھڑے دیکھا تھا"۔۔۔ پیٹر نے کہا۔

" اوہ ۔ کیا واقعی"۔۔۔ فریڈ نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ جب میں عمران کی کار کی طرف بڑھ رہا تھا تو یہ سڑک کی دوسری جانب درخت کے سائے میں کھڑا تھا"۔۔۔ پیٹر نے سر ہلا کر کہا۔

" مگر تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا"۔۔۔ فریڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اس وقت میں یہی سمجھا تھا کہ دوسرے لوگوں کی طرح یہ بھی تماشہ دیکھ رہا ہے"۔۔۔ پیٹر نے صدیقی کو گھورتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ مگر اب باس کو کیا بتاؤ گے ۔ یقیناً یہ تمہارا تعاقب کرتا ہوا یہاں پہنچا ہے"۔۔۔ فریڈ نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" باس کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اسے ختم کر کے لاش کسی دوسرے کمرے میں ڈال دیتے ہیں"۔۔۔ پیٹر نے لاپروائی سے کہا۔

" نہیں ۔ ہو سکتا ہے باہر یا نیچے اس کا کوئی ساتھی موجود ہو ۔ بہرحال پہلے اس سے معلومات حاصل کرنا ضروری ہے"۔۔۔ فریڈ نے خشک لہجے میں کہا۔

" باہر تمہارے کتنے آدمی ہیں اور تمہارا تعلق کس ایجنسی سے ہے"۔۔۔ پیٹر نے صدیقی سے سخت لہجے میں پوچھا۔

" گلف ٹریولنگ ایجنسی میں سیلز مین ہوں ۔ تم چاہو تو فون کر کے تصدیق کر سکتے ہو"۔۔۔ صدیقی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" ٹریولنگ ایجنسی کے مینجر ہو تو چلڈرن پارک میں کیا کرنے گئے تھے"۔۔۔ پیٹر نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

" تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ۔ میرا وہاں کیا کام ۔ البتہ شام کے بعد

میں بچوں کو تفریح کرانے کے لئے جھیل پارک لے جاتا ہوں اور وہ بھی کبھی کبھار"..... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" شٹ اپ ۔ جھوٹ مت بولو ۔ میں نے تمہیں خود وہاں دیکھا تھا"..... پیٹر نے غضبناک لہجے میں کہا۔

" تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ۔ تم نے کسی اور کو دیکھا ہو گا ۔ میں تو صبح نو بجے اپنے آفس گیا تھا اور اب سیدھا یہاں پہنچا ہوں"..... صدیقی نے غصے سے کہا۔

" یہ آسانی سے نہیں بتائے گا پیٹر ۔ میں باس کو کال کر کے ہدایات لیتا ہوں"..... فریڈ نے پیٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اوہ ۔ مگر"..... پیٹر نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" فکر مت کرو ۔ میں باس کو مطمئن کر دوں گا"..... فریڈ نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور پھر اس نے صوفے کے آگے رکھی ہوئی میز سے سگریٹ لائٹر اٹھایا اور ایک لمحہ کے لئے صدیقی کی طرف پشت کرنے کے بعد اس نے دوبارہ اس کی طرف رخ کر لیا ۔ اس کے ایک ہاتھ میں لائٹر تھا اور دوسرے ہاتھ میں ریوالور ۔ پیٹر صدیقی سے تین قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا اور اس کے ریوالور کا رخ صدیقی کی طرف تھا ۔ فریڈ لائٹر کی طرف دیکھ رہا تھا جس پر چھوٹا سا سرخ نکتہ سپارک کر رہا تھا ۔

" ہیلو باس ۔ فریڈ کالنگ ۔ اوور"..... فریڈ نے لائٹر نما ٹرانسمیٹر منہ کے قریب کرتے ہوئے کہا مگر کئی لمحے گزر گئے لیکن لائٹر سے کوئی

آواز بلند نہ ہوئی ۔ نصف منٹ بعد اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں رکھ لیا ۔

" فون پر بات کر لو"..... پیٹر نے فریڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" معلوم نہیں وہ اس وقت کس پوائنٹ پر ہو گا ۔ تم فی الحال اسے بے ہوش کرو اور باہر کا جائزہ لے آؤ"..... فریڈ نے کہا اور پھر وہ پیچھے ہٹ کر صوفے پر بیٹھا اور فون کا رسیور اٹھا کر نمبر ملانے لگا ۔ پیٹر، صدیقی کی طرف بڑھا اور اس کے عقب میں آ گیا ۔ صدیقی بائیں جانب پڑی ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں کن انکھیوں سے دیکھ رہا تھا جس پر پیٹر کا عکس دکھائی دے رہا تھا ۔ جونہی اس نے آئینے میں پیٹر کو ریوالور والا ہاتھ بلند کرتے دیکھا وہ یکدم بائیں جانب ہٹتے ہوئے مڑا اور فوراً گھوم کر پیٹر کے جبڑے پر گھونسا مار دیا ۔

وار خالی جانے پر پیٹر بے اختیار آگے کو جھکا اور گھونسا کھا کر لڑکھڑاتا ہوا دروازے کے پہلو میں دیوار سے جا ٹکرایا ۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا تھا ۔ صدیقی نے تیزی سے پلٹ کر فریڈ پر چھلانگ لگائی جس نے نمبر ڈائل کرتے وقت اپنا ریوالور میز پر رکھ دیا تھا ۔ اس کے ہاتھ سے رسیور چھوٹ گیا اور وہ صوفے سمیت عقب میں الٹ گیا ۔ صدیقی نے تیزی سے سنبھل کر میز سے اس کا ریوالور اٹھایا اور پیٹر پر تان لیا جو فرش پر گرا ہوا ریوالور اٹھا رہا تھا ۔ صدیقی نے ٹریگر دبایا اور بے آواز گولی فرش پر پڑے ریوالور سے جا ٹکرائی ۔ ریوالور اچھل کر دروازے کے پاس جا گرا ۔

" خبردار ۔ ہاتھ بلند کر لو ورنہ اس بار کھوپڑی میں سوراخ کر دوں گا"..... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا تو پیٹر نے اس کی طرف دیکھا اور ہاتھ بلند کر لئے ۔ صدیقی تیزی سے بائیں جانب ہٹا اور ریوالور کا رخ فریڈ کی طرف کر دیا جو فرش سے اٹھ چکا تھا مگر صدیقی کے ہاتھ میں اپنا ریوالور دیکھ کر وہ یکدم ساکت ہو گیا۔

" فریڈ ۔ ہاتھ بلند کر لو ۔ میں فائر کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگاؤں گا"..... صدیقی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" تم چاہو تو یہاں سے جا سکتے ہو"..... فریڈ نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

" نہیں ۔ فی الحال میرا موڈ نہیں ہے ۔ تم پیٹر کے پاس آ جاؤ اور دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ ۔ ہری اپ"..... صدیقی نے کہا تو فریڈ اسے گھورتا ہوا آگے بڑھا اور پیٹر کے پاس آ گیا ۔ صدیقی نے ریوالور کی نال سے انہیں اشارہ کیا تو ان دونوں نے اس کی طرف پشت کر لی ۔ تب صدیقی نے آگے بڑھ کر پیٹر کی جیب سے اپنا ریوالور نکال لیا اور پھر الٹے قدموں دروازے کے پاس آ کر وہاں سے پیٹر کا ریوالور اٹھا کر جیب میں ڈال لیا ۔ وہ دونوں ہاتھ بلند کئے دیوار کی جانب رخ کئے کھڑے تھے ۔ صدیقی نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور ایکسٹو کو کال کرنے لگا۔

عمران ٹیکسی میں دانش منزل پہنچا تو کئی خبریں اس کی منتظر تھیں اور بلیک زیرو اسے تفصیل سے یہ خبریں بتا رہا تھا ۔ جولیا کا اغوا، صفدر کا گولڈن ہوٹل کے مینجر رابرٹ سے ٹکراؤ، جس کا دوسرا نام نارمن تھا ۔ تنویر کی رپورٹ اور صدیقی کے ہاتھوں گرفتار ہونے والے پیٹر اور فریڈ کا ذکر سن کر عمران کو خاصی حیرت ہوئی اور اپنے ساتھیوں کی کارکردگی پر خوشی بھی۔

" ویری گڈ ۔ تمام ممبرز پورے فارم میں ہیں"..... بلیک زیرو کے خاموش ہونے پر عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے لئے ایک اور خوشخبری ہے"..... بلیک زیرو نے کہا۔

" اوہ ۔ کیا کسی لڑکی نے تمہیں پسند کر لیا ہے"..... عمران نے حیرت سے پوچھا۔

" نہیں ۔ البتہ آپ کو چاہنے والی لڑکی پاکیشیا پہنچ چکی ہے"....

بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اچھا ۔ پھر تم جلدی سے جوزف کو بھیج کر قاضی کو بلا لو"۔۔۔۔ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" وہ قاضی کو ساتھ ہی لائی ہے ۔آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

" لگتا ہے تم اب وائٹ زیرو بنتے جا رہے ہو ۔ آخر اتنا سسپنس کیوں پیدا کر رہے ہو کہ جاسوسی ناول نگاروں کو شرم آنے لگے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" سوری ۔ میرا خیال تھا کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈالا۔

" ریوالور مت نکالنا ۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ میرا دل بہت کمزور ہے"۔۔۔۔ عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" بہرحال خوشخبری یہ ہے کہ زیرو لینڈ والے یہاں پہنچ چکے ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جیب سے ایک دھاتی سکہ نکال کر عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ گویا تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا"۔۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور سکہ اٹھا کر دیکھنے لگا۔

" جی ہاں ۔ نارمن نے فون پر کسی ماسٹر سے گفتگو کی تھی ۔ یقیناً سنگ ہی کو اس نے ماسٹر کہا ہو گا اور تکو نے راکٹ سے آنے والوں میں شامل عورت یقیناً تھریسیا ہی تھی"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران کی

طرف دیکھتے ہوئے پروثوق لہجے میں کہا۔

" تم ٹھیک کہتے ہو ۔ سکے کی تحریر زیرو لینڈ کی خفیہ زبان ہے ۔ ایک جانب زیرو لینڈ کے الفاظ ہیں اور دوسری طرف ڈیتھ اسکوارڈ اور درمیان میں نو کا ہندسہ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ سکہ ڈیتھ اسکوارڈ کے ممبر کا ہے جس کا نمبر نائن ہے"۔۔۔۔ عمران نے سکے سے نگاہیں ہٹاتے ہوئے کہا۔

" اور یہ سکہ راکٹ سے اترنے والوں میں سے کسی کا گرا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ ۔ میں سمجھ گیا ۔ جولیا کو اغوا کرنے کے بعد تھریسیا نے جولیا کی آواز میں مجھ سے بات کی تھی اور میری کار میں ٹائم بم اسی شخص نے نصب کیا ہو گا جسے تنویر نے میرے فلیٹ کی نگرانی کرتے ہوئے ٹریس کیا تھا"۔۔۔۔ عمران نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے جوزف چائے لے آیا ۔ عمران کی آمد پر بلیک زیرو نے مائیک پر جوزف کو چائے لانے کی ہدایت کی تھی کیونکہ وہ اپنے کمرے میں کھانا کھانے گیا ہوا تھا۔

" باس ۔ آج آپ اپنی کار پر نہیں آئے"۔۔۔۔ جوزف نے چائے عمران کے سامنے رکھتے ہوئے پوچھا۔

" وہ اڑا دی گئی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مختصراً کہا۔

" اوہ ۔ کیا ہوا میں"۔۔۔۔ جوزف نے چونکتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ اس میں ہوائی جہاز کا انجن لگا دیا گیا تھا"۔۔۔۔ عمران نے

کہا۔

"اوہ آپ ۔ہوائی جہاز کا انجن"۔۔۔۔ جوزف نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیا بک رہے ہو ۔ کیا میں انجن ہوں"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس ۔ مگر ہوائی جہاز کا انجن ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ جوزف نے کہا۔

"جیسے سرخ سرکنڈوں کی روح یہاں آ سکتی ہے، جیسے تھریسیا یہاں پہنچ سکتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا ۔ کیا سرخ سرکنڈوں کی روح تھریسیا کی شکل میں آ گئی ہے یہاں"۔۔۔۔ جوزف نے حیرت سے منہ پھاڑتے ہوئے کہا۔

"جوزف ۔ عمران صاحب کی کار کو ٹائم بم سے تباہ کر دیا گیا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اس کی حیرت سے محظوظ ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ کس نے تباہ کیا ہے ۔ مجھے بتائیں ۔ میں اس کا خون پی جاؤں گا باس"۔۔۔۔ جوزف نے غضبناک لہجے میں کہا۔

"ابھی یہ پتہ نہیں چلا ۔ تم جاؤ ۔ ہم ضروری بات کر رہے ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوزف نے سر جھٹکا اور پلٹ کر کمرے سے نکل گیا ۔ عمران چائے پینے لگا لیکن اس کا دماغ گہری سوچ میں گم تھا۔

"چوہان جس آدمی کو پکڑ کر لایا تھا اس سے پوچھ گچھ کی ہے تم نے"۔۔۔۔ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بلیک زیرو سے

پوچھا۔

"جی ہاں ۔ سکے کے الفاظ سمجھ آتے ہی میں جوزف کے ہمراہ لاک اپ میں گیا تھا ۔ خاصے تشدد کے بعد اس نے زبان کھولی ہے ۔ اس کا نام جوناتھن ہے اور وہ اپنے باس نارمن کے حکم پر وادی میں یہی سکہ تلاش کرنے گیا تھا ۔ وہ سکہ راکٹ سے اترنے والوں میں سے کسی کا تھا ۔ جوناتھن کے بیان کے مطابق وہ لوگ زیرولینڈ سے آئے تھے ۔ ان کے ناموں سے بے خبر ہے ۔ البتہ نارمن سے اس نے مادام اور سر کے الفاظ سنے تھے ۔ نارمن کا تعلق بھی زیرولینڈ سے ہے اور وہ کافی عرصے سے گولڈن ہوٹل میں مینجر کے طور پر کام کر رہا ہے ۔ وہاں میں اس کا نام رابرٹ ہے ۔ کاؤنٹر مین کے علاوہ اس کے گروپ کے کئی ممبر بھی ہوٹل میں ملازم ہیں ۔ ہوٹل کا اصل مالک ان لوگوں کی اصلیت سے بے خبر ہے ۔ شہر میں نارمن کے کئی ٹھکانے ہیں لیکن ایک ٹھکانے پر موجود ممبر دوسرے ٹھکانوں سے واقف ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا جو اس نے آپ میں جوناتھن سے حاصل کی تھیں۔

"جوناتھن نے اپنے ٹھکانے کا ایڈریس بتایا ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سر ہلا کر کہا اور پھر ایڈریس بتا دیا۔

"صفدر اور خاور جن افراد کو لا رہے ہیں تم ان سے پوچھ گچھ کرو ۔ ایلی، پیٹر اور فریڈ کو لے آئے تو ان سے بھی معلومات حاصل کرو ۔

یہ معلوم ہونا بہت ضروری ہے کہ زیرو لینڈ کے ایجنٹ اس مرتبہ
کس مشن پر آئے ہیں۔ صرف مجھے قتل کرنے کے لئے وہ یہاں نہیں
سکتے۔ صفدر نے پوائنٹ تھری کا کیا ایڈریس بتایا ہے"۔۔۔۔ عمران نے
ہدایات دینے کے بعد پوچھا۔

" وہ بزنس روڈ کی ایک بلڈنگ کا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور
پھر مکمل ایڈریس بتا دیا۔

" اوکے۔ میں پوائنٹ تھری پر جا رہا ہوں۔ صفدر آئے تو اسے
جوناتھن والے ٹھکانے پر بھیج دینا"۔۔۔۔ عمران نے چائے کا آخری
گھونٹ لیتے ہوئے کہا اور خالی کپ میز پر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔

" لیجئے۔ خاور تو آ گیا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سکرین کی طرف دیکھ
کر تیزی سے کہا تو عمران نے دیوار پر نصب سکرین کی طرف دیکھا
جس پر گیٹ کے باہر کھڑی خاور کی کار دکھائی دے رہی تھی جبکہ
جوزف گیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

" ٹھیک ہے۔ اب میں خاور کے لائے ہوئے افراد سے پوچھ گچھ
کر کے ہی جاؤں گا۔ تم صفدر کو واچ ٹرانسمیٹر پر ہدایات دے دو۔ وہ
اپنے فلیٹ پر پہنچنے ہی والا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
اور پھر آپریشن روم سے باہر نکل آیا۔

نارمن نے چونکتے ہوئے تنویر کی طرف دیکھا اور بے اختیار اچھل
۔ تنویر نے اندر گھستے ہی اس پر ریوالور تان لیا تھا۔

اوہ۔ تم۔ کون ہو تم"۔۔۔۔ نارمن نے حیرت کے جھٹکے سے نکل
رغراتے ہوئے کہا۔

" دوبارہ کتے کی طرح غرائے تو گولی تمہارے نرخرے کو پھاڑ
ے گی مسٹر نارمن"۔۔۔۔ تنویر نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

" میرا نام نارمن نہیں ہے"۔۔۔۔ نارمن نے چونکتے ہوئے کہا تو
تنویر نے ایک ہاتھ پیچھے کر کے دروازہ بند کر دیا۔

" تم ہاتھ بلند کر لو ورنہ میرے ریوالور کی گولی کو تمہارے نام
ے کوئی غرض نہیں ہو گی"۔۔۔۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

" تم۔ تم یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکو گے"۔۔۔۔ نارمن نے
ھ بلند کرتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ۔ تمہارے جو آدمی مجھے اندر آنے سے نہیں روک سکے وہ مجھے جانے سے بھی نہ روک سکیں گے"۔۔۔۔ تنویر نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"مگر تم ہو کون اور کیا چاہتے ہو"۔۔۔۔ نارمن نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"جولیا تمہارے کس ٹھکانے پر قید ہے"۔۔۔۔ تنویر نے آگے بڑھتے ہوئے پوچھا اور نارمن کی سائیڈ پر آکر رک گیا۔

"اوہ ۔ کون جولیا ۔ میں کسی جولیا کو نہیں جانتا"۔۔۔۔ نارمن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ۔ ابھی تم نے ٹرانسمیٹر پر چارلس کو ہدایات دی ہیں جولیا کو دوبارہ بے ہوش کرنے کی"۔۔۔۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔ گویا تم بہت کچھ جان چکے ہو"۔۔۔۔ نارمن نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور پھر میز پر پڑے لائٹر نما ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم میرے سوال کا جواب دو ۔ میرا پاس وقت نہیں ہے"۔۔۔۔ تنویر نے غصے سے کہا۔

"جواب یہ کہ تم ریوالور پھینک دو ورنہ جولیا تک کبھی نہ پہنچ سکو گے"۔۔۔۔ نارمن نے اس مرتبہ سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ مت بتاؤ ۔ میں تمہارے کسی ساتھی سے معلوم کر لوں گا تمہیں قتل کرنے کے بعد"۔۔۔۔ تنویر نے کہا اور پھر اس نے

جھپٹ آکر ریوالور کی نال نارمن کی کنپٹی سے لگا دی اور نارمن کا چہرہ یکدم زرد ہو گیا۔

"بولو ۔ جولیا کہاں ہے ۔ میں تین تک گنوں گا اور اگر تم نے زبان نہ کھولی تو میں ٹریگر دبا دوں گا"۔۔۔۔ تنویر نے سفاک لہجے میں کہا۔

"وہ ۔ وہ پوائنٹ ٹو پر ہے"۔۔۔۔ نارمن نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"پوائنٹ ٹو کا ایڈریس بتاؤ"۔۔۔۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا تو نارمن نے فوراً ہی ایڈریس بتا دیا۔

"یہ ایڈریس غلط بھی ہو سکتا ہے ۔ تم ٹرانسمیٹر پر چارلس کو حکم دو کہ وہ جولیا کو آزاد کر دے"۔۔۔۔ تنویر نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو نارمن نے ایک لمحے کے لئے تنویر کو گھورا اور پھر میز پر رکھے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھا دیا ۔ اس کا ہاتھ میز کے کنارے سے ٹکراتا ہوا ٹرانسمیٹر تک پہنچا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر اٹھا لیا ۔ تنویر کی نگاہیں اس کے ہاتھوں پر مرکوز تھیں ۔ نارمن نے لائٹر نما ٹرانسمیٹر کے پیندے میں انگوٹھے سے دباؤ ڈالا تو ٹرانسمیٹر کی سائیڈ میں ایک سرخ نقطہ سپارک کرنے لگا۔

"ہیلو نارمن کالنگ ۔ اوور"۔۔۔۔ نارمن نے ٹرانسمیٹر منہ کے سامنے کرتے ہوئے کہا جبکہ دوسرا ہاتھ اس نے کرسی کے بازو پر رکھ دیا تھا۔

"یس باس ۔ چارلس رسیونگ یو ۔ اوور"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد

ٹرانسمیٹر سے ایک آواز ابھری۔

"جولیا کو آزاد کر دو۔اوور"..... نارمن نے کہا۔

" رائٹ سر۔ لیکن میں نے تو آپ کے حکم پر اسے دوبارہ بے ہوش کر دیا ہے۔اوور"..... چارلس نے چونکتے ہوئے کہا۔

" اسے گاڑی میں ڈال کر اس کے فلیٹ پہنچا دو یا یہاں لے آؤ۔ اوور اینڈ آل"..... نارمن نے سخت لہجے میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے تنویر کی طرف بڑھا۔ ٹھیک اسی لمحے دروازہ کھلا تو تنویر نے تیزی سے دروازے کی طرف دیکھا ہی تھا کہ نارمن نے پھرتی سے اس کے ریوالور والے ہاتھ پر وار کیا اور تنویر کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر میز کے نیچے جا گرا۔ لیکن تنویر نے پھرتی سے نارمن کے جبڑے پر گھونسا مار دیا اور اس کے منہ سے ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح چیخ نکلی اور وہ ریوالونگ چیئر سمیت پیچھے دیوار سے جا ٹکرایا۔ مگر دوسرے ہی لمحے سیدھے ہو کر اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ریوالور نکال کر تنویر پر فائر کر دیا۔ اسی لمحے تنویر اپنا ریوالور اٹھانے کے لئے جھکا تھا اس لئے بے آواز گولی اس کے شانے کو چیرتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی اور اس نے کراہتے ہوئے زخم پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس کے ساتھ ہی باہر سے دوڑتے قدموں کی آہٹیں بلند ہونے لگیں۔

" خبردار۔ اپنی جگہ سے ذرا بھی حرکت کی تو جہنم میں پہنچ جاؤ گے"..... نارمن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ تنویر نے غصے کی شدت سے دانت پیستے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ شانے کے زخم

سے نکلنے والا خون اس کی پوری آستین کو سرخ کر رہا تھا۔ گولی گوشت پھاڑ کر نکل گئی تھی لیکن وہ شدید درد اور جلن محسوس کر رہا تھا۔ دوڑتے قدموں کی آہٹیں قریب آ گئیں۔ پھر دو افراد کمرے میں داخل ہوئے۔ ان میں ایک تو وہی گن بردار تھا جسے وہ گیٹ پر دیکھ چکا تھا اور دوسرا ریوالور بردار تھا جس کا وہ تعاقب کرتا ہوا یہاں پہنچا تھا۔ اندر کی سچوئیشن دیکھ کر انہوں نے حیران ہوتے ہوئے تنویر پر اسلحہ تان لیا۔

" یہ۔ یہ کون ہے باس"..... ریوالور بردار نے نارمن سے پوچھا۔

" سیکرٹ سروس کا ممبر اور جولیا کا ساتھی ہے۔ یقیناً یہ تمہارا پیچھا کرتا ہوا یہاں پہنچا ہے"..... نارمن نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

" مم۔ مگر۔ میرا تو کسی نے تعاقب نہیں کیا باس اور نہ ہی مجھے عمران کے فلیٹ کے آس پاس کوئی دکھائی دیا تھا"..... ریوالور بردار نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔ وہ لہجے سے غیر ملکی معلوم ہو رہا تھا۔

" شٹ اپ۔ تمہیں اس غفلت کی سزا ضرور ملے گی مورس"..... نارمن نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے گن بردار کی طرف غصیلی نگاہوں سے دیکھا تو اس آدمی کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا۔

" رالف۔ کیا تم سو رہے تھے کہ یہ اندر پہنچ گیا اور تمہیں پتہ نہ چلا"..... نارمن نے دوسرے گن بردار کو گھورتے ہوئے کہا۔

" نن۔ نہیں باس"..... گن بردار نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا جس کا نام رالف تھا۔

" پھر ۔ کیا یہ غائب ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے ۔ بولو"۔۔۔۔ نارمن نے زہریلے لہجے میں کہا۔

" مم ۔ مم ۔ معلوم نہیں باس ۔ کم از کم یہ گیٹ کی طرف سے نہیں آیا"۔۔۔۔ رالف نے آہستہ سے کہا۔

" ہونہہ ۔ ابھی معلوم ہو جاتا ہے ۔ اس کے ہاتھ پشت پر باندھو ۔ ہری اپ"۔۔۔۔ نارمن نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا تو رالف نے اپنی گن کندھے سے لٹکائی اور مورس کو اشارہ کیا ۔ مورس نے اپنے گلے میں بندھی ٹائی کھول کر اس کے حوالے کر دی ۔ ٹھیک اسی لمحے لائٹر ٹرانسمیٹر سے سگنل کی مخصوص آواز ابھرنے لگی ۔ نارمن نے جلدی سے دوسرے ہاتھ میں موجود لائٹر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو نارمن ۔ ماسٹر کالنگ ۔ اوور"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی۔

" یس ماسٹر ۔ نارمن رسیونگ یو ۔ اوور"۔۔۔۔ نارمن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اس آدمی سے کیا معلومات حاصل ہوئی ہیں جو ہوٹل سے تمہارا ایڈریس لے کر تمہارے ٹھکانے پر آیا تھا ۔ اوور"۔۔۔۔ ماسٹر نے دوسری طرف سے پوچھا۔

" سر ۔ میرے آدمی اس سے پوچھ گچھ کر چکے ہوں گے ۔ ابھی ان کو کال کر کے پوچھتا ہوں ۔ اوور"۔۔۔۔ نارمن نے جواب دیا۔

" تم اس وقت کہاں ہو ۔ اوور"۔۔۔۔ ماسٹر نے پوچھا۔

" پوائنٹ تھری پر ۔ حکم فرمائیں ۔ اوور"۔۔۔۔ نارمن نے کہا۔

" میں نے وہاں فون کیا تھا مگر کسی نے فون اٹنڈ نہیں کیا اس لئے مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کرنا پڑا ہے ۔ اوور"۔۔۔۔ ماسٹر نے کہا۔

" اوہ ۔ مگر فون میرے اکاؤنٹنٹ کے کمرے میں ہے سر ۔ اس کے علاوہ مائیکل اور سائمن بھی وہاں موجود ہیں ۔ اوور"۔۔۔۔ نارمن نے چونکتے ہوئے کہا۔

" میں نے تین چار منٹ کے وقفے سے دو مرتبہ فون کیا تھا ۔ کیا وہ لوگ بہرے ہیں ۔ اوور"۔۔۔۔ ماسٹر نے غراتے ہوئے کہا۔

" سوری سر ۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں ۔ اوور"۔۔۔۔ نارمن نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

" معلوم کرو ۔ ہو سکتا ہے پکڑے جانے والے شخص کے ساتھیوں نے وہاں کوئی گڑبڑ نہ کر دی ہو ۔ اس کے علاوہ تمہارا ساتھی جوناتھن کہاں ہے ۔ اس نے ابھی تک مجھے رپورٹ نہیں دی ۔ اوور"۔۔۔۔ ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

" معلوم نہیں سر ۔ میں نے اسے ہدایت کی تھی کہ وہ نمبر نائن کا بیج ملتے ہی آپ کو براہ راست ٹرانسمیٹر پر اطلاع دے ۔ اوور"۔۔۔۔ نارمن نے چونکتے ہوئے کہا۔

" میں نے ٹرانسمیٹر پر اسے کال کیا تھا لیکن کوئی جواب نہیں ملا ۔ پھر میں نے تمہارے آدمی فریڈ کو ٹرانسمیٹر پر کال کرنے کی کوشش کی تاکہ اسے جوناتھن کے پیچھے پہاڑوں میں بھیجوں لیکن فریڈ کا ٹرانسمیٹر

بھی آف ہے ۔ آخر یہ کیا ہو رہا ہے ۔ تمہارے ساتھی اتنے سست اور لاپرواہ کیوں ہیں ۔ اوور"..... ماسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" سوری سر ۔ میں انہیں ضرور سزا دوں گا ۔ آپ مجھے حکم فرمائیں ۔ اوور"..... نارمن نے تیزی سے کہا۔

" میں چاہتا ہوں کہ سیکرٹ سروس کو مصروف رکھنے کے لئے ان کے کسی ایک آدمی کو ہلاک کر دیا جائے ۔ اتفاق سے جولیا ہماری قید میں ہے ۔ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کی لاش عمران کے فلیٹ کے باہر فٹ پاتھ پر ڈال دو ۔ اس سے ایک دو دن تک سیکرٹ سروس والے جولیا کی تدفین وغیرہ میں مصروف رہیں گے اور ہم آسانی سے اپنا مشن مکمل کر لیں گے ۔ اوور"..... ماسٹر نے اس مرتبہ نارمل لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ ایک آدمی یہاں بھی میری قید میں موجود ہے سر ۔ اوور"..... نارمن نے چونکتے ہوئے کہا۔

" کیا ۔ وہاں بھی کوئی پہنچ گیا ہے ۔ کون ہے وہ ۔ اوور"..... دوسری طرف سے ماسٹر کی حیرت زدہ آواز سنائی دی ۔

" معلوم نہیں سر ۔ وہ اندر گھس آیا تھا اور جولیا کے بارے میں پوچھ رہا تھا مگر میں نے اسے گرفتار کر لیا ہے ۔ اوور"..... نارمن نے جواب دیا۔

" اوہ ۔ جولیا کے لئے وہاں آنے والا یقیناً سیکرٹ سروس کا ہی کوئی ممبر ہو گا ۔ تم نے اس سے پوچھ گچھ کی ہے ۔ اوور"..... ماسٹر نے تیزی

سے کہا۔

" نو سر ۔ اب کروں گا ۔ اوور"..... نارمن نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ اگر زبان نہ بھی کھولے تب بھی تم اس کے ٹکڑے کر کے عمران کے فلیٹ کے باہر ڈال دو ۔ یہ کام شام تک ہو جانا چاہئے ۔ اوور اینڈ آل"..... ماسٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا ۔ اپنے بارے میں ماسٹر کا حکم سن کر تنویر کے جسم میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی ۔ رالف اور مورس، نارمن کی طرف دیکھ رہے تھے ۔ چنانچہ جونہی نارمن نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں رکھا تنویر بجلی کی سی تیزی سے رالف کی طرف جھپٹا اور اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا تنویر رالف کی گردن بازو کی گرفت میں لے کر اس کی پشت اپنے سینے سے لگا چکا تھا۔

" اوہ ۔ چھوڑ دو اسے ورنہ بھیجہ اڑا دوں گا تمہارا"..... نارمن نے غراتے ہوئے کہا۔

" خبردار ۔ تم دونوں ریوالور پھینک دو ورنہ رالف کی گردن ایک جھٹکے سے توڑ دوں گا"..... تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے رالف کی گردن کے گرد لپٹے ہوئے بازو کی گرفت مزید سخت کر دی جو گردن چھڑانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

" تم بچ کر نہیں جا سکو گے"..... نارمن نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

" بے فکر رہو ۔ جولیا کے یہاں آنے تک میں جانا بھی نہیں چاہتا"۔۔۔ تنویر نے رالف کی گردن پر بازو کا دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا اور رالف کا سانس رکنے لگا۔ تنویر نے اس کا ایک بازو موڑ کر اس کی پشت سے لگا دیا تھا۔

" ٹھیک ہے "۔۔۔ نارمن نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا اور کرسی کے بازو پر ہاتھ رکھ کر دباؤ ڈالا تو دوسرے ہی لمحے دروازہ خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ تنویر نے ایک لمحے کے لئے دروازے کی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ نارمن اور مورس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ نارمن نے ریوالور میز پر رکھا اور اس کے اشارے پر مورس نے بھی ریوالور فرش پر پھینک دیا۔

"اب اسے چھوڑ دو"۔۔۔ نارمن نے تنویر کو گھورتے ہوئے کہا۔

" تم کرسی سے اٹھ کر دیوار کے پاس جاؤ اور ہاتھ بلند کر لو ۔ مورس سے بھی کہو"۔۔۔ تنویر نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو نارمن کرسی سے اٹھا اور مورس کو اشارہ کرتا ہوا تنویر کے سامنے والی دیوار کے پاس جا کر ہاتھ بلند کر لئے ۔ مورس بھی ہاتھ اٹھا کر اس کے پاس جا کھڑا ہوا ۔ تب تنویر نے رالف کو آگے دھکیلتے ہوئے قدم بڑھایا اور اس کی گردن آزاد کرتے ہوئے تیزی سے اس کے کندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار لی اور پھر رالف کا بازو چھوڑتے ہوئے اسے دھکا دیا اور تیزی سے مشین گن کا رخ نارمن اور مورس کی طرف کر دیا۔ رالف دھکا کھا کر منہ کے بل میز پر جا گرا۔

" اٹھو ۔ تم بھی ہاتھ بلند کر کے اپنے باس کے پاس کھڑے ہو جاؤ جلدی کرو"۔۔۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا ۔ رالف کی پشت تنویر کی طرف تھی اور وہ آہستہ آہستہ میز سے اٹھا ۔ تنویر بیک وقت ان تینوں کی طرف دیکھ رہا تھا ۔ رالف نے اپنے جسم کے نیچے دبا نارمن کا ریوالور ہاتھ میں لیا اور پھر یکدم پلٹ کر تنویر پر فائر کر دیا لیکن اس کی بد قسمتی کہ تنویر غافل نہیں تھا ۔ وہ جانتا تھا کہ نارمن کا ریوالور میز پر رالف کے بدن کے نیچے ہے اور وہ اسے استعمال کرنے کی کوشش کر سکتا ہے ۔ چنانچہ رالف کے پلٹتے ہی وہ یکدم فرش پر بیٹھا اور بے آواز گولی اس کے سر کے اوپر سے گزر کر پیچھے دیوار سے جا ٹکرائی ۔ اس کے ساتھ ہی کمرہ مشین گن کی تڑتڑاہٹ اور رالف کی کربناک چیخوں سے گونجنے لگا۔

تیسری بیل پر سلیمان نے انتہائی غصے سے دروازہ کھولا مگر بیل بجانے والی شخصیت کو دیکھتے ہی اس کا غصہ صابن کی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ وہ بت بنا ساکت ہو گیا اور پلکیں جھپکائے بغیر اس حسین و جمیل لڑکی کو دیکھنے لگا جس کے ہونٹوں پر قاتلانہ مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔

"کیا میں اندر آ سکتی ہوں"..... چند لمحوں بعد لڑکی نے انتہائی پیار بھرے لہجے میں کہا تو سلیمان یکدم چونک پڑا۔

"اوہ۔ آئیے۔ آئیے۔ بہار بن کر آئیے۔ مشکبار بن کر آئیے"..... سلیمان نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو لڑکی اس کی حالت پر مسکراتی ہوئی اندر آئی اور سلیمان اس کی رہنمائی کرتا ہوا ڈرائینگ روم میں داخل ہوا۔ لڑکی اندر آئی اور بے تکلفی سے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"آؤ۔ تم کھڑے کیوں ہو ڈیئر۔ بیٹھو نا"..... لڑکی نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"کک۔ کیا"..... سلیمان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہاں میرے پاس بیٹھو۔ میں کوئی غیر تو نہیں ہوں"..... لڑکی نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو۔ کنفیوشس نے سچ کہا ہے کہ اپنوں سے غیر اچھے جو پاس بٹھا لیتے ہیں"..... سلیمان نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تو پھر دور کیوں کھڑے ہو"..... لڑکی نے اس کی طرف خمار بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ آپ کی کیا خاطر تواضع کروں۔ کیا پیش کروں۔ دل پیش کروں یا وفا پیش کروں"..... سلیمان نے خوشی سے بے قابو ہو کر کہا۔

"غیروں کی طرح تکلف مت کرو۔ بے تکلفی سے اور پیار سے بات کرو"..... لڑکی نے کہا۔

"پپ۔ پیار۔ پیار سے"..... سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں تمہارا دیدار کرنے اور تم سے دل کی باتیں کرنے آئی ہوں"..... لڑکی نے دلکش لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کہیں تم مجھے عمران تو نہیں سمجھ رہی۔ کیا تم مجھے جانتی ہو"..... سلیمان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ڈیئر سلیمان۔ صدیوں سے جانتی ہوں تمہیں اور آج بھی

تمہاری دیوانی ہوں"۔۔۔ لڑکی نے پیار بھرے انداز میں سلیمان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" گویا سو سال پہلے تمہیں مجھ سے پیار تھا اور آج بھی ہے اور کل بھی ہو گا"۔۔۔ سلیمان نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ کل کا کچھ بھروسہ نہیں ۔ ہو سکتا ہے تم بھول جاؤ مجھے"۔۔۔ لڑکی نے افسردہ لہجے میں کہا۔

" نہیں ۔ غلط مت سوچو ۔ چلو ہم آپس میں وعدہ کر لیتے ہیں"۔۔۔ سلیمان نے تیزی سے کہا اور اس سے ایک فٹ کے فاصلے پر بیٹھ گیا۔

" وعدہ ۔ کیسا وعدہ"۔۔۔ لڑکی نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" پیار کا وعدہ ۔ تو بھولے تو میں مرجاؤں، میں بھولوں تو تب بھی میں ہی مرجاؤں"۔۔۔ سلیمان نے گڑبڑا کر بات پوری کی۔

" نہیں ۔ نہیں ۔ ایسا نہ کہو ۔ اور ہاں ۔ میں تمہارے صاحب کو جانتی ہوں کہ وہ کون ہے ۔ اس نے ہمیشہ تمہارا حق چھینا ہے ۔ تمہاری کئی کئی ماہ کی تنخواہیں ضبط کر جاتا ہے اس لئے کہ تم مفلس رہو اور شادی نہ کر سکو ۔ وہ ہمیں پیار کرتے دیکھ کر حسد سے جل جائے گا اور تمہیں گولی مار دے گا یا مجھے اس لئے ہمیں یہ لمحات ضائع نہیں کرنے چاہئیں ۔ عمران کے آنے کا امکان تو نہیں ہے"۔۔۔ لڑکی نے کہا اور پھر سلیمان کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

" نن ۔ نہیں ۔ وہ تو مس جولیا سے ملنے گئے ہیں"۔۔۔ سلیمان نے

جلدی سے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ عمران کو ایکسٹو کا خوف نہیں ہے"۔۔۔ لڑکی نے کہا۔

" مم ۔ مم ۔ معلوم نہیں"۔۔۔ سلیمان نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

" تم بہت ڈر رہے ہو ۔ کیا ایکسٹو سے خوفزدہ ہو"۔۔۔ لڑکی نے سلیمان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" نن ۔ نہیں ۔ نہیں تو"۔۔۔ سلیمان نے جلدی سے کہا۔

" لیکن مجھے ڈر ہے کہ ایکسٹو ہمارے پیار کی راہ میں ضرور دیوار بنے گا ۔ اسی کے حکم پر عمران تمہاری شادی نہیں ہونے دیتا ۔ تم مجھے ایکسٹو کا ایڈریس بتاؤ میں اس سے بات کروں گی کہ وہ تمہیں شادی کی اجازت دے دے ۔ مجھے اس کے ہیڈ کوارٹر کا ایڈریس بتاؤ تاکہ ہم آج ہی ہمیشہ کے لئے ایک جان ہو جائیں"۔۔۔ لڑکی نے جذباتی لہجے میں کہا۔

" اگر یہ بات ہے تو میں آج ہی اس کالے چوہے کو گولی مار دوں گا"۔۔۔ سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ارے ۔ گڈ آئیڈیا ۔ یہ تو اور بھی اچھی بات ہے ۔ تم فوراً جا کر ایکسٹو کو ختم کرو ۔ میرے پاس گاڑی ہے"۔۔۔ لڑکی نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

" تمہارے پاس گاڑی ہے ۔ کیا واقعی"۔۔۔ سلیمان نے حیرت سے

کہا۔

" ہاں ۔ ہاں ۔ تم میری گاڑی لے جاؤ اور ایکسٹو کو ختم کر کے جلدی آؤ"۔۔۔ لڑکی نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔

" جلدی کیسے آ سکتا ہوں ۔ وہ ایکسٹو کوئی جانور تو نہیں ہے کہ جلدی سے اسے ذبح کر کے واپس آ جاؤں گا"۔۔۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ بہرحال یہاں سے فوراً چل دو"۔۔۔ لڑکی نے بے تاب ہو کر کہا اور پرس سے چابی نکال کر سلیمان کی طرف بڑھا دی۔

" اوہ ۔ کیا اس چابی سے ایکسٹو کو قتل کرنا ہے"۔۔۔ سلیمان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" اوہ ۔ نہیں ڈیئر ۔ یہ کار کی چابی ہے ۔ نیچے فٹ پاتھ کے ساتھ کھڑی ہے"۔۔۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرے پاس ایک گولی تو پڑی ہے ۔ وہ میں نے عمران صاحب کے ریوالور سے نکال کر چھپا لی تھی مگر میرے پاس ریوالور نہیں ہے چلو ہاتھ سے مار کر کام چلا لوں گا ۔ کام تو گولی ہی کرتی ہے ریوالور تو نہیں"۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

" نہیں ۔ وہ اس طرح نہیں مرے گا"۔۔۔ لڑکی نے جلدی سے کہا۔

" اوہ ۔ تمہارا مطلب ہے اس چوہے کو چوہے مار گولی سے مارنا پڑے گا"۔۔۔ سلیمان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں ۔ ریوالور کی گولی سے مگر ریوالور میں ڈال کر ۔ گولیوں

سے بھرا ہوا ریوالور تمہیں میری کار میں ڈیش بورڈ کے خانے میں پڑا مل جائے گا ۔ اب تم جاؤ"۔۔۔ لڑکی نے سلیمان کا داہنا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دباتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں اس کے جسم پر ریوالور کی ساری گولیاں برسا دوں گا ۔ ایکسٹو کا ایڈریس بتاؤ"۔۔۔ سلیمان نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ کیا تمہیں اس کا ایڈریس معلوم نہیں ہے"۔۔۔ لڑکی نے یکدم اچھلتے ہوئے کہا۔

" مجھے کیا معلوم ۔ میں نے تو آج تک اس ظالم کی صورت تک نہیں دیکھی"۔۔۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" مذاق مت کرو ۔ تم ایکسٹو کا پتہ جانتے ہو"۔۔۔ لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" شادی سے پہلے میں کیسے مذاق کر سکتا ہوں سویٹ پارٹ"۔۔۔ سلیمان نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

" سویٹ پارٹ نہیں ۔ سویٹ ہارٹ"۔۔۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ اب تم میری اور میں تمہارا ہوں ۔ تم میرے دل کا ٹکڑا ہو"۔۔۔ سلیمان نے سویٹ پارٹ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" تو پھر ایکسٹو کے ہوتے ہوئے ہماری شادی کیسے ہو سکتی ہے"۔۔۔ لڑکی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" جیسے دادا جان کی موجودگی میں میرے ماں باپ کی ہو گئی تھی اور دادا جان کو آج تک پتہ نہیں چل سکا"..... سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا۔

" کیوں ۔ کیا وہ شادی کے بعد تمہارے ماں باپ سے نہیں ملے یا تم لوگ ان سے ملنے نہیں گئے"..... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" نہ وہ ہم سے ملنے آئے ہیں اور نہ ہم ان کے پاس جا سکتے ہیں"..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ کیا کوئی خاص مجبوری ہے"..... لڑکی نے گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" مجبوری یہی ہے کہ وہ قبر میں آرام کر رہے ہیں اور ہم ان سے ملنے کے لئے ان کی قبر کھود کر ان کی روح کو دکھ نہیں پہنچانا چاہتے"..... سلیمان نے ٹھنڈا سانس لے کر کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

" بہرحال ۔ میں رات کو آؤں گی"..... لڑکی نے اٹھتے ہوئے کہا اور میز پر رکھی ہوئی اپنی کار کی چابی اٹھا لی۔

" اچھا ۔ کیا میں کھجلا عروسی تیار رکھوں"..... سلیمان نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔

" کھجلا عروسی ۔ کیا مطلب"..... لڑکی نے چونک کر کہا۔

" وہ ۔ وہ ۔ اب کیا بتاؤں"..... سلیمان نے اپنا سر کھجاتے ہوئے کہا مگر اسے سمجھ نہ آئی کہ وہ حجلہ عروسی کو کھجلا عروسی کہہ گیا ہے۔

" تم اس پورے گھر کو سجاؤ ۔ میں رات کو یادگار بناؤں گی ۔ ایسی رات اس فلیٹ پر دوبارہ کبھی نہیں آئے گی"..... لڑکی نے سر ہلاتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ کیا واقعی ۔ کیا واقعی مجھے ایسی رات دوبارہ کبھی نصیب نہیں ہو گی"..... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں ۔ نہ تمہیں اور نہ عمران کو دیکھنا نصیب ہو گی"..... لڑکی نے دانت چباتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ کال بیل بجنے لگی۔

" اوہ ۔ ٹھہر جاؤ ۔ شاید صاحب آ گئے ہیں ۔ ان سے تمہارا تعارف کرا کے کھجلہ عروسی کے لئے رقم اینٹھوں گا"..... سلیمان نے تیزی سے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

صفدر کی کار ایکسٹو کے بتائے ہوئے ایڈریس کی طرف دوڑ رہی تھی ۔ وہ رابرٹ کے بنگلے سے رابرٹ کے بے ہوش آدمیوں کو خاور کی کار میں منتقل کرنے کے بعد اپنی کار میں وہاں سے روانہ ہوا تھا اور خاور دانش منزل چلا گیا تھا لیکن اپنے فلیٹ کے پاس پہنچتے ہی صفدر کو واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کا نیا حکم ملا تھا اور ایکسٹو نے ایڈریس بتاتے ہوئے یہ بھی امکان ظاہر کیا تھا کہ شاید جولیا مجرموں کے اس ٹھکانے پر قید ہے ۔ یہ ایڈریس مال روڈ کے ایک بنگلے کا تھا ۔ وہ دس منٹ بعد اس سڑک پر پہنچا اور دائیں جانب تیسری گلی میں مڑ گیا ۔ اس گلی میں آمنے سامنے بنگلے بنے ہوئے تھے ۔ مطلوبہ بنگلہ دائیں جانب کا پانچواں بنگلہ تھا ۔

اس بنگلے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس نے بنگلے کا سرسری جائزہ لیا ۔ بنگلے کا بیرونی گیٹ بند تھا اور ستون پر لگی ہوئی نیم پلیٹ پر

ڈاکٹر ہاشم خان کا نام لکھا ہوا تھا ۔ کچھ آگے جا کر صفدر نے کار سائیڈ پر روکی اور انجن بند کر کے نیچے اتر آیا ۔ پھر سڑک کراس کر کے وہ اس بنگلے والے ہاتھ پر آیا ۔ چھٹے بنگلے کی سائیڈ میں ایک گلی تھی ۔ اس گلی میں بھی دور تک بنگلے دکھائی دے رہے تھے جبکہ فرنٹ کے بنگلوں کے عقب میں ایک پتلی سی گلی تھی ۔ وہ گلی میں داخل ہو کر اس پتلی گلی کے پاس پہنچا ۔ یہ گلی بالکل سنسان تھی اور جا بجا گندگی کے ڈھیر دکھائی دے رہے تھے ۔

صفدر اس گلی میں داخل ہوا اور پہلے بنگلے کے عقبی کمپاؤنڈ کی دیوار میں ایک زنگ آلود گیٹ تھا جس میں لگی گرل سے اندر جھانکا جا سکتا تھا جبکہ ڈاکٹر ہاشم خان والے بنگلے کی دیوار میں عقبی گیٹ نہیں تھا اور سپاٹ دیوار کم از کم بارہ فٹ بلند تھی ۔ اس پر چڑھنا آسان نہ تھا ۔ چنانچہ اس نے پہلے بنگلے کے گیٹ پر لگی ہوئی گرل سے اندر جھانکا ۔ بنگلہ عقب میں ویران تھا اور اس پر سرسبز لان تھا جس کے گرد تین فٹ بلند گھنے پودوں کی باڑ تھی ۔ اس بنگلے کی چار دیواری کی بائیں دیوار اور ڈاکٹر ہاشم خان کے بنگلے کی دیوار مشترکہ تھی ۔ بیرونی دیوار کی نسبت اندرونی دیوار کی بلندی کم تھی اور صفدر کے اندازے کے مطابق آٹھ فٹ سے زیادہ بلند نہ تھی ۔ دیوار کے ساتھ ساتھ آم کے گھنے پیڑ دکھائی دے رہے تھے جن کی شاخیں ڈاکٹر ہاشم خان کے بنگلے کے اندر جھکی ہوئی تھیں ۔

صفدر نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر آہنی گیٹ پر احتیاط سے چڑھا اور

اندر اتر گیا ۔ بنگلے کی عمارت کے عقب میں کوئی دروازہ یا کھڑکی نہیں تھی اس لئے وہ تیزی سے گراسی لان کے گرد واقع باڑ کی آڑ لیتا ہوا ڈاکٹر ہاشم خان کے بنگلے کی طرف بڑھا ۔ پھر باڑ کی نکڑ پر پہنچ کر اس نے عمارت اور ڈاکٹر ہاشم خان کے بنگلے کی دیوار کے درمیان واقع راستے کی طرف دیکھا جو فرنٹ سے لان کی طرف آنے کے لئے تھا ۔ اس راستے میں ایک اسٹیشن ویگن کھڑی تھی مگر کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا ۔ چنانچہ وہ اطمینان سے اس جانب بڑھا اور ویگن کے قریب پہنچ گیا ۔ یہاں سے بنگلے کے فرنٹ کا گیٹ نظر نہیں آ رہا تھا ۔ ویگن اور ڈاکٹر ہاشم خان کے بنگلے کی دیوار کے درمیان صرف تین فٹ جگہ خالی تھی اور وہاں آم کا پیڑ تھا ۔ صفدر نے پیڑ کے تنے پر ایک جگہ پاؤں جما کر خود کو بلند کیا اور ڈاکٹر ہاشم خان کے بنگلے میں جھانکنے لگا ۔

ڈاکٹر ہاشم خان کے بنگلے کا گیٹ بند تھا اور گیٹ کے پاس کرسی پر ایک مشین گن بردار بیٹھا تھا جو شکل سے مقامی لگتا تھا ۔ صفدر کے بالمقابل بنگلے کی عمارت کا پہلو تھا جس میں ایک دروازہ دکھائی دے رہا تھا ۔ اس طرف کوئی ذی روح موجود نہ تھا ۔ چنانچہ وہ احتیاط سے دیوار پر چڑھا اور دوسری طرف آہستہ سے اتر گیا ۔ چوکیدار کا رخ گیٹ کی طرف تھا اور وہ ایک سگریٹ سلگا رہا تھا ۔ چنانچہ صفدر اطمینان سے عمارت کے پہلو کے دروازے کے پاس پہنچ گیا ۔ لکڑی کا دروازہ بند تھا ۔

صفدر نے آہستہ سے ہینڈل گھمایا تو دروازہ اندر سے لاک نہیں

تھا ۔ اس نے ذرا سا دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو سامنے ایک طویل راہداری دکھائی دی جس میں متعدد کمرے تھے جبکہ دائیں جانب وہ راستہ تھا جو گیٹ کی طرف جاتا تھا ۔ راہداری میں اس وقت کوئی نہیں تھا اور اندر بالکل خاموشی تھی ۔ صفدر نے جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں پکڑا اور کوئی آواز پیدا کئے بغیر دروازہ کھول کر اندر آ گیا اور پھر دروازہ بند کر کے آگے بڑھنے لگا ۔

تمام کمروں کے دروازے بند تھے ۔ اس نے پہلے دروازے پر رک کر کی ہول سے اندر جھانکا ۔ یہ کمرہ فرنیچر سے محروم تھا اور اس میں کوئی ذی روح موجود نہ تھا ۔ پھر صفدر نے دوسرے کمرے کے دروازے پر آ کر کی ہول سے آنکھ لگائی لیکن وہ بھی ویران پڑا تھا ۔ چنانچہ وہ دبے پاؤں آگے بڑھا مگر تیسرا کمرہ بھی خالی تھا ۔ صفدر قدموں کی آہٹ پیدا کئے بغیر اس کمرے کی نکڑ پر پہنچا جہاں سے باہر جانے کا راستہ تھا مگر اسی لمحے اس راستے سے ایک آدمی نمودار ہوا تو صفدر نے فوراً ہی اس کی کنپٹی پر ریوالور کی نال لگا دی ۔

"خبردار ۔ کوئی آواز نکالے بغیر ہاتھ بلند کر لو ورنہ فائر کھول دوں گا"۔۔۔ صفدر نے غراتے ہوئے کہا ۔ وہ آدمی سفید فام غیر ملکی تھا ۔ صفدر کی دھمکی سن کر اس نے فوراً ہی ہاتھ بلند کر لئے لیکن اس کے چہرے پر حیرت اور غصے کے تاثرات تھے ۔

"اس طرف آ جاؤ"۔۔۔ صفدر نے پیچھے ہٹتے ہوئے سرگوشی میں کہا تو سفید فام چونکا اور صفدر کی طرف بڑھا ۔ صفدر کے ریوالور کا رخ اس

کے سینے کی طرف تھا۔ کمرے کے دروازے کے سامنے رک کر صفدر نے ایک ہاتھ سے دروازے کا ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا جسے وہ پہلے ہی غیر آباد دیکھ چکا تھا۔ اس میں ایک پرانی سی میز اور دو کرسیاں رکھی تھیں۔ میز پر شراب کی ایک خالی بوتل اور ایک گلاس بھی نظر آ رہا تھا۔ اس کے علاوہ کمرے میں کوئی چیز نہیں تھی۔ صفدر نے ریوالور کی نال سے سفید فام کو کمرے میں داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ سفید فام کمرے میں داخل ہوا تو صفدر بھی اس کی پشت سے ریوالور کی نال لگائے اندر آ گیا اور ہاتھ پیچھے کر کے دروازہ بند کر دیا۔ سفید فام میز کے پاس پہنچ کر رکا اور پلٹ کر صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔

"تمہارے علاوہ اس عمارت میں کون کون ہے"... صفدر نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"کوئی نہیں ہے۔ مگر تم کون ہو اور عمارت میں کیسے داخل ہوئے"... سفید فام نے غصے سے صفدر کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"بکو مت۔ اپنا نام بتاؤ"... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"کارٹر"... سفید فام نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"جولیا کس کمرے میں ہے"... صفدر نے پوچھا۔

"یہاں کوئی جولیا نہیں ہے اور نہ میں اس نام سے واقف ہوں"... کارٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارا باس نارمن کہاں ہے۔ یہ تو تمہیں معلوم ہو گا"... صفدر نے کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ وہ یہاں نہیں رہتا"... کارٹر نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔

"جوناتھن سے بھی انکار کر دو گے۔ وہی جو پہاڑوں کی طرف بھیجا گیا تھا"... صفدر نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ جوناتھن۔ مگر۔ مگر تم کون ہو"... کارٹر نے مضطربانہ لہجے میں پوچھا۔

"اس عمارت کا ایڈریس اسی نے بتایا تھا اور وہ اب قانون کی گرفت میں ہے اس لئے اب تم شرافت سے بتاؤ کہ جولیا کس کمرے میں ہے اور عمارت میں اور کون کون ہے"... صفدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ ٹھیک اسی لمحے باہر سے ہلکی سی آہٹ بلند ہوئی تو صفدر نے ایک لمحے کے لئے دروازے کی طرف دیکھا اور اسی لمحے کارٹر نے یکدم ہاتھ گراتے ہوئے میز پر پڑی بوتل اٹھا کر صفدر کے سر پر دے ماری صفدر نے دوبارہ اس کی طرف دیکھا اور پھرتی سے سر جھکا لیا جس کے نتیجے میں بوتل دروازے سے جا ٹکرائی اور دھماکے سے ٹوٹ گئی۔

"اب تم نے دوبارہ حرکت کی تو گولی سینے کے پار ہو جائے گی"... صفدر نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا اور فائر کر دیا۔ بے آواز گولی کارٹر کی ران میں لگی اور اس کے منہ سے کربناک چیخ نکلی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ صفدر نے آگے بڑھ کر اس کی کنپٹی سے ریوالور لگایا اور جھک کر اس کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس کا ریوالور نکال لیا۔ وہ ابھی سیدھا ہوا ہی تھا کہ اچانک دروازہ

کھلا اور ایک مشین گن بردار نے اندر جھانکا۔ صفدر کو دیکھ کر وہ چونکا ہی تھا کہ صفدر کے ریوالور نے شعلہ اگلا اور وہ پیشانی میں سوراخ لئے کٹے ہوئے شہتیر کی مانند فرش پر آگرا۔

راہداری سے کسی کے دوڑتے قدموں کی آہٹیں بلند ہو رہی تھیں صفدر لپک کر دروازے کی آڑ میں دیوار سے لگ گیا اور پھر جونہی دوڑتا ہوا آدمی ہاتھ میں مشین پسٹل لئے اندر آیا صفدر کی ٹھوکر اس کے پسٹل پر پڑی اور اس آدمی کے ہاتھ سے مشین پسٹل چھوٹ کر کارٹر کے قریب جا گرا۔ صفدر نے تیزی سے اس آدمی کی کنپٹی سے ریوالور لگا دیا۔ وہ بھی سفید فام تھا مگر سر سے گنجا تھا۔

"ہاتھ بلند کر لو ورنہ جہنم میں پہنچ جاؤ گے"۔۔۔ صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم۔ تم کون ہو"۔۔۔ سفید فام نے کن انکھیوں سے صفدر کی طرف دیکھ کر ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔

"یہ جولیا کا ساتھی ہے چارلس"۔۔۔ کارٹر نے کراہتے ہوئے سفید فام سے کہا۔

"لیکن یہ اندر کیسے آگیا"۔۔۔ چارلس نے غصے سے پوچھا۔

"بکو مت۔ جولیا کہاں ہے۔ جلدی بتاؤ"۔۔۔ صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ یہاں نہیں ہے"۔۔۔ چارلس نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی سوال کرتا کارٹر نے تیزی سے قریب پڑا ہوا

مشین پسٹل اٹھایا اور صفدر پر فائر کھول دیا۔ شور مچاتی کئی گولیاں صفدر کی طرف لپکیں لیکن صفدر غافل نہیں تھا۔ اس نے کارٹر کو پسٹل اٹھاتے دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ وہ یکدم چارلس کے عقب میں جھک گیا اور کمرہ چارلس کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ مشین پسٹل کی گولیاں دیوار پر پڑی تھیں مگر ایک دو چارلس کے پہلو میں بھی گھس گئی تھیں اور وہ گرنے ہی لگا تھا کہ صفدر نے اس کے جسم کی آڑ سے کارٹر پر فائر کھول دیا اور وہ چیختا ہوا فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ صفدر نے اٹھ کر اس پر ایک اور فائر کیا۔ گولی کارٹر کے سر میں لگی اور اس کا تڑپتا ہوا جسم ہمیشہ کے لئے ساکت ہوتا چلا گیا۔

تنویر کی رپورٹ سن کر بلیک زیرو کو خوشی ہوئی تھی کہ اس نے جولیا کو آزاد کرانے کے لئے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی اور کئی مجرموں کو ہلاک کر ڈالا لیکن نارمن بھی مارا گیا تھا جس کا اسے افسوس ہوا تھا کیونکہ اس سے زیرو لینڈ والوں کے مشن اور ٹھکانوں کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکتی تھیں۔ عمران جوزف کے ہمراہ لاک اپ میں بند نارمن کے ساتھیوں سے معلومات حاصل کرنے میں مصروف تھا۔ وہ ان سے فارغ ہو کر واپس آپریشن روم میں آیا تو بلیک زیرو نے اسے تنویر کی رپورٹ سے آگاہ کیا جس پر عمران نے اطمینان کا اظہار کیا اور تنویر کی کارکردگی کی تعریف کی۔

" تو کیا نارمن کے حکم پر چارلس جولیا کو لے کر وہاں نہیں پہنچا"..... عمران نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

" نہیں۔ تنویر نے دس منٹ تک اس کا انتظار کیا تھا اور پھر وہ یہ سوچ کر وہاں سے چل دیا کہ نارمن کے پہلے حکم پر چارلس نے جولیا

کو اس کے فلیٹ پہنچا دیا ہو گا۔ تنویر کو میں نے بازو کے زخم کی مینڈیج کرانے کی ہدایت کر دی تھی"..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ مجھے پوائنٹ تھری پر جانا چاہئے"..... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" پوائنٹ تھری تو وہی عمارت ہے جہاں تنویر نے نارمن اور اس کے آدمیوں کو ہلاک کیا ہے"..... بلیک زیرو نے کہا۔

" گویا چارلس والی عمارت کوئی دوسری ہے جہاں جولیا کو بے ہوش رکھا گیا ہے"..... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں۔ کیا قیدیوں سے پتہ نہیں چلا"..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

" نہیں۔ وہ صرف نارمن کے ساتھی ہیں۔ مادام اور ماسٹر کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ تم جولیا کے فلیٹ فون کر کے معلوم کرو کہ اسے وہاں پہنچا دیا گیا ہے یا نہیں"..... عمران نے کہا۔

" نہیں۔ میں نے ابھی نعمانی کو کال کر کے پوچھا تھا۔ وہ جولیا کے فلیٹ کی نگرانی کر رہا ہے"..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تنویر کے سامنے نارمن نے چارلس کو جولیا کے بارے میں ہدایات دیتے وقت اسے کوئی ایسا اشارہ دیا ہو گا اس لئے چارلس نے جولیا کو آزاد نہیں کیا"..... عمران نے متفکر لہجے میں کہا اور ٹھیک اسی لمحے بلیک زیرو کے واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا تو اس نے چونکتے ہوئے واچ ٹرانسمیٹر پر نگاہ ڈالی اور ونڈ بٹن باہر

کھینچ دیا۔

" ہیلو چیف ۔ صفدر کالنگ ۔ اوور "..... واچ ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

" یس ۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو ۔ اوور "..... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

" چیف ۔ مس جولیا یہاں مل گئی ہیں ۔ اوور "..... صفدر نے کہا تو عمران نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔

" گڈ ۔ کیا وہ ہوش میں ہے "..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

" نو سر ۔ وہ بے ہوش ہے ۔ اس عمارت میں چارلس سمیت کل تین افراد موجود تھے اور تینوں ہلاک ہو گئے ہیں ۔ مس جولیا عمارت کے ایک کمرے میں بے ہوش پڑی تھیں ۔ اوور "..... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ تم جولیا کو اس کے فلیٹ پر لے جاؤ اور اسے ہوش میں لاؤ ۔ ہوش آنے پر وہ مجھے کال کرے ۔ اوور اینڈ آل "..... بلیک زیرو نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

" چلو ۔ جولیا کی فکر ختم ہوئی ۔ اب ہمیں سنگ ہی اور تھریسیا سے نپٹنا ہے "..... عمران نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

" صفدر کو نارمن کے کمرے کی الماری سے چند کاغذات ملے تھے جو اس نے خاور کے ہاتھ بھیجے ہیں ۔ آپ بھی دیکھ لیں "..... بلیک زیرو نے کہا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس میں سے چند کاغذ نکال کر

عمران کے سامنے رکھ دیئے۔

" تم نے دیکھے ہیں ۔ کیا ہے ان میں "..... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا اور میز سے کاغذ اٹھا لئے۔

" ان میں نارمن کے مختلف ٹھکانوں کے ایڈریس ہیں جنہیں سیٹ کہا جاتا ہے اور کچھ گاڑیوں کی فہرست ہے "..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ان کاغذات کا جائزہ لیا ۔ چند لمحوں بعد اس نے بلیک زیرو کی طرف کاغذ بڑھا دیئے۔

" ان میں جن ٹھکانوں پر صفدر، تنویر اور صدیقی کارروائی کر چکے ہیں انہیں چھوڑ دو اور باقی ٹھکانوں پر ایک ایک ممبر کو نگرانی کے لئے بھیج دو ۔ ہو سکتا ہے انہی میں سے کسی ٹھکانے پر سنگ ہی اور تھریسیا موجود ہوں "..... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

" کیا آپ جا رہے ہیں "..... بلیک زیرو نے احتراماً اٹھتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں ۔ میں اب فلیٹ پر جا رہا ہوں ۔ لباس تبدیل کروں گا اور جولیا کی مزاج پرسی کروں گا اس کے فلیٹ پر جا کر ۔ اگر وہ پہلے رپورٹ دے تو تم مجھے کال کر لینا "..... عمران نے کہا۔

" بہت بہتر ۔ قیدیوں سے مزید پوچھ گچھ تو نہیں کرنی "..... بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ نئے قیدیوں کے لئے لاک اپ میں جگہ چاہیئے اس لئے موجودہ قیدیوں کو عرش بالا کی طرف روانہ کر دینا "..... عمران نے

معنی خیز لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے اس کی بات کا مطلب سمجھ کر
اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران آپریشن روم سے باہر آیا اور برآمدے میں
بیٹھے جوزف کو گیراج سے ایک گاڑی نکالنے کا حکم دیا۔ دانش منزل
میں ہر وقت دو گاڑیاں موجود رہتی تھیں جنہیں ضرورت کے وقت ہی
استعمال کیا جاتا تھا۔ عمران کی سپورٹس کار تباہ ہو چکی تھی اور نئی
گاڑی لینے کے لئے وقت نہیں تھا۔ جوزف نے سفید رنگ کی مرسڈیز
گیراج سے نکال کر عمران کے سامنے روکی اور پھر کار سے اتر کر کپڑے
سے اس کی ونڈ سکرین صاف کرنے لگا۔

چند منٹ بعد عمران نے اپنے فلیٹ کے باہر فٹ پاتھ کے ساتھ
کار روکی اور انجن بند کر کے آس پاس کا جائزہ لینے لگا۔ کار سے اتر کر وہ
عمارت کے گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے بھی آس پاس کا جائزہ لے رہا
تھا۔ چنانچہ اس نے گیٹ سے چند قدم آگے کھڑی سبز رنگ کی
کیڈلاک میں بیٹھے ڈرائیور کو دیکھ لیا۔ وہ سفید فام تھا اور عمارت
کے گیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران پر اس کی نظر نہیں پڑی تھی
پھر وہ عمران سے ناواقف تھا۔ چنانچہ عمران فوراً ہی ایڑیوں کے بل
گھوم کر واپس چل دیا۔ دو قدم چل کر وہ سڑک پر اترا اور فٹ پاتھ
کے ساتھ کھڑی گاڑیوں کے عقب میں ہو کر سفید فام کی کار کی طرف
بڑھنے لگا۔

سفید فام اب بھی گیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ شاید وہ کسی کا
منتظر تھا۔ عمران نے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے چہرہ مخالف

سمت میں کر لیا اور پھر اس کی کار کے عقب میں لگی نمبر پلیٹ دیکھتا
ہوا چند قدم آگے جا کر فٹ پاتھ پر آیا اور اس جانب سے عمارت کے
گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ عمارت کے اندر آ کر وہ سیڑھیوں کے پاس
پہنچا اور واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے صدیقی کو کال کرنے لگا۔ اس وقت
سیڑھیوں کے پاس کوئی نہ تھا۔

یس چیف۔ نعمانی اٹنڈنگ یو۔ اوور".... چند لمحوں بعد نعمانی
کی آواز سنائی دی تو عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں اسے چند
ہدایات دیں اور پھر ٹرانسمیٹر آف کیا ہی تھا کہ اس پر سگنل موصول
ہوئے۔ عمران نے چونکتے ہوئے واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ دوسری طرف
سے بلیک زیرو کال کر رہا تھا۔

جولیا کو ہوش آ گیا ہے اور اس نے فون پر بتایا ہے کہ کال بیل
پر جب اس نے فلیٹ کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ باہر کھڑے ایک اجنبی
نے اس کے چہرے پر کسی آلے سے گیس فائر کی تھی اور وہ بے ہوش
ہو گئی تھی۔ پھر اسے کسی اجنبی کمرے میں ہوش آیا جس کا دروازہ بند
تھا۔ اس نے دروازہ پیٹا تو کوئی جواب نہ ملا لیکن دو تین منٹ کے
بعد دروازہ کھول کر ایک آدمی نے اس پر دوبارہ گیس فائر کی اور وہ
بے ہوش ہو گئی۔ اس کی بے ہوشی کے دوران اس کی کلائی سے
ٹرانسمیٹر واچ اتار لی گئی تھی اس لئے وہ کال نہ کر سکی تھی۔ اوور"....
بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

گویا اس کے اغوا کا مقصد مجھے فریب دے کر ٹائم بم سے

ہلاک کرنا تھا۔ اوور"..... عمران نے آہستہ سے کہا۔

"جی ہاں۔ اور سنگ ہی نے نارمن کو جولیا کی لاش کے ٹکڑے کر کے آپ کے فلیٹ کے باہر پھینکنے کا جو آرڈر دیا تھا وہ بھی ہمیں مصروف رکھنے کے لئے تھا تاکہ ہم جولیا کی تدفین کے دوران ان لوگوں کی طرف سے غافل رہیں اور وہ اپنا مشن مکمل کر لیں۔ اوور"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ میری زندگی میں اگر وہ کامیاب ہو گئے تو وہ دن میں میرا آخری دن ہو گا۔ اوور اینڈ آل"..... عمران نے جبڑے بھینچے ہوئے کہا اور پھر واچ ٹرانسمیٹر آف کر کے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

اوپر آ کر عمران نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ وہ جانتا تھا کہ سلیمان حسب عادت پہلی کال بیل کو سماعت کی خرابی سمجھ کر توجہ نہیں دے گا۔ چنانچہ چند سیکنڈ بعد اس نے دوبارہ کال بیل بجانے کے لئے بٹن پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ خلاف توقع دروازہ کھل گیا۔ اندر کھڑے سلیمان کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ عمران کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ گزشتہ روز سلیمان نے نوکری کے بہانے اس سے روپے اینٹھ لئے تھے اور آج شاید وہ کسی اور چکر میں اس کی پرس خالی کروانا چاہتا تھا۔

"کیا بات ہے۔ باورچی کی اولاد"..... عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بچے بعد میں پیدا ہوں گے صاحب۔ پہلے تو آپ سلامی کے لئے

...کا نوٹ جیب سے نکال لیں"..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس۔ سلامی۔ کیسی سلامی"..... عمران نے بوکھلا کر پوچھا۔

"کیا اپنی ہونے والی بھابی کو سلامی نہیں دیں گے۔ مفت میں اس کا چہرہ دیکھیں گے"..... سلیمان نے دانت چباتے ہوئے کہا۔

"بھابی۔ کس کی بھابی"..... عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"آپ مجھے بھائی سمجھتے ہیں نا اس لئے میری بیوی آپ کی بھابی نہیں ہو گی تو کیا بھانجی ہو گی"..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی۔ مگر تمہاری بھابی ہے کہاں"..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میری نہیں آپ کی بھابی۔ اندر ہے لیکن منہ دکھائی دیئے بغیر آپ اسے نہیں دیکھ سکتے"..... سلیمان نے ہاتھ پھیلا کر عمران کا راستہ روکتے ہوئے کہا۔

"مگر منہ دکھائی تمہیں کیوں دوں۔ اسی کو دوں گا۔ ہٹو"..... عمران نے ناگوار لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں ہی لوں گا۔ حجلہ خصوصی بنانے کے لئے سامان لاؤں گا اس رقم سے"..... سلیمان نے جلدی سے کہا۔

"حجلہ خصوصی نہیں حجلہ عروسی۔ ہٹو۔ یہ میرا کام ہے۔ ابھی جا کر پانچ چھ ہزار کا سامان لاؤں گا اور خود تمہاری دلہن کے لئے حجلہ عروسی تیار کروں گا بلکہ تم دوڑ کر بینڈ باجے والوں کو بلا لاؤ تاکہ دنیا

کو بھی پتہ چل جائے کہ تم دولہا بن چکے ہو"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیب سے پرس نکال لیا۔

" اچھا صاحب ۔ لیکن سہرے کے بغیر میں دولہا نہیں لگوں گا ۔ سہرا خریدنے کے لئے بھی دو ہزار دیجئے "۔ سلیمان نے خوش ہو کر کہا۔

" سہرے کے لئے تم بھاگ کر قریبی باغ سے پھول توڑ لاؤ ۔ تازہ پھولوں کی خوشبو تمہاری دلہن کو مسرور دے گی"..... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور پرس جیب میں رکھ لیا۔

" ٹھہریئے صاحب ۔ میں پہلے اندر جا کر اسے گھونگھٹ نکالنے کے لئے کہتا ہوں"..... سلیمان نے تیزی سے کہا اور پھر پلٹ کر وہ کمرے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک کوئی چیز ہلکی سی دھپ کی آواز کے ساتھ اس کے قریب آ گری اور دوسرے ہی لمحے وہاں یکدم گہرا سیاہ دھواں پھیلتا چلا گیا۔

" صاحب ۔ آگ ۔ دھواں ۔ شاید کچن میں ہانڈی جل گئی ہے"... سلیمان نے چیختے ہوئے کہا اور پھر کھانسنے لگا جبکہ عمران نے سانس روک لیا ۔ بند جگہ ہونے کے سبب دھواں پورے فلیٹ میں بھر گیا اور اتنا گہرا سیاہ تھا کہ اس میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے رہا تھا ۔ ڈیڑھ دو منٹ بعد دھواں کم ہونے لگا لیکن سلیمان ابھی تک کھانس رہا تھا ۔ دھواں کم ہونے پر عمران کمرے کی طرف دوڑ پڑا ۔ اس نے ایک منٹ میں ہی دونوں کمرے کھنگال ڈالے لیکن وہاں کسی لڑکی کا وجود تلاش کرنے میں وہ ناکام رہا۔

کمرے میں کھڑا سنگ ہی ہاتھ میں موجود لائٹر منہ کے قریب کئے لائٹر سے نکلنے والی آواز سن رہا تھا۔

" ماسٹر ۔ یہاں کمرے میں نارمن اور اس کے دو ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہیں ۔ ان کے علاوہ عمارت میں کوئی نہیں ہے ۔ اوور"..... لائٹر نما ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

" اوہ ۔ یہ تم نے بہت بری خبر سنائی ہے پارکر ۔ اوور"..... سنگ ہی نے چونکتے ہوئے کہا۔

" یس ماسٹر ۔ مجھے بھی ان کے مرنے کا دکھ ہے ۔ اوور"..... دوسری طرف سے پارکر کی آواز سنائی دی۔

" ان کی موت کا دکھ محسوس کرنے کی بجائے یہ سوچو کہ ہمارے پاس ساتھیوں کی کمی ہو گئی ہے ۔ ہمارے کئی آدمی مارے گئے ہیں اور کئی سیکرٹ سروس کی قید میں پہنچ چکے ہیں ۔ جو باقی رہ گئے ہیں

ان پر بھروسہ اس لئے نہیں کیا جا سکتا کہ گرفتار شدگان سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے ان کے ایڈریس معلوم کر کے ان کی نگرانی شروع کرا دی ہو گی۔ اوور"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا جسے پارکر نے ماسٹر کے نام سے مخاطب کیا تھا۔

" لیکن سر۔ اصل مقصد تو ان کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو الجھائے رکھنا ہے۔ اوور"۔۔۔۔ پارکر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" خیر۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تم وہاں سے نکل آؤ لیکن دھیان رکھنا۔ ہو سکتا ہے عمارت کی نگرانی کی جا رہی ہو۔ اوور"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا۔

" رائٹ سر۔ اور کوئی حکم۔ اوور"۔۔۔۔ پارکر نے پوچھا۔

" نہیں۔ تھریسیا کے آنے پر ہی تمہیں نئی ہدایات ملیں گی۔ تم اپنے ٹھکانے پر پہنچ کر انتظار کرو۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور صوفے پر بیٹھ کر سگریٹ سلگا کر کش لینے لگا۔ چند ہی لمحے گزرے تھے کہ لائٹ نما ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا تو سنگ ہی نے چونکتے ہوئے میز سے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کے پیندے میں انگوٹھے سے دباؤ ڈال دیا۔

" ہیلو سنگ ہی۔ تھریسیا کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے تھریسیا کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ سنگ ہی رسیونگ یو۔ تم کہاں ہو۔ اوور"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا۔

" آ رہی ہوں۔ راستے میں ہوں۔ تم سناؤ۔ نارمن کا پتہ چلا۔ اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے تھریسیا نے پوچھا۔

" ہاں۔ وہ پوائنٹ تھری پر مارا گیا ہے جبکہ پوائنٹ ون پر بھی اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہیں اور اس کے کئی آدمی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی قید میں بھی پہنچ چکے ہیں۔ اوور"۔۔۔۔ سنگ ہی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اس کا مطلب ہے ان کے ذریعے سیکرٹ سروس والے دوسرے ٹھکانوں سے بھی باخبر ہو چکے ہوں گے۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے پریشان لہجے میں کہا۔

" ظاہر ہے۔ ایکسٹو ان سے سب کچھ اگلوا چکا ہو گا۔ میں نے اسی لئے تم سے کہا تھا کہ پہلے ایکسٹو اور اس کی ٹیم کو ختم کریں۔ اوور"۔۔۔۔ سنگ ہی نے غراتے ہوئے کہا۔

" اطمینان رکھو۔ اس مرتبہ سب کچھ ہو جائے گا۔ میں آ کر بات کرتی ہوں تم سے۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ تھریسیا نے سخت لہجے میں کہا تو سنگ ہی نے ٹرانسمیٹر آف کر کے میز پر رکھ دیا۔ تقریباً تین منٹ بعد دوبارہ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا تو سنگ ہی نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو ماسٹر۔ راجر کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے راجر کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ ماسٹر رسیونگ یو۔ کیا خبر ہے۔ اوور"۔۔۔۔ سنگ ہی نے

غراہٹ آمیز لہجے میں پوچھا۔

" ماسٹر۔ وہ آ چکا ہے اور اس وقت اپنے بنگلے میں موجود ہے۔ اوور"..... راجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ تم اس کی نگرانی جاری رکھو اور اگر وہ کہیں جائے تو اس کا تعاقب کرو۔ اوور اینڈ آل"..... سنگ نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اسی لائٹر سے سگریٹ سلگانے لگا۔ پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کسی کو کافی بھیجنے کی ہدایت کی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی کمرے میں داخل ہوئی تو وہ رسیور رکھ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

" ہیلو سنگ ہی"..... لڑکی نے اندر آتے ہوئے خوش دلی سے کہا۔

" ہیلو تھریسیا۔ تمہارے مشن کا کیا ہوا"..... سنگ ہی نے بے تابی سے پوچھا۔

" کون سے مشن کا۔ ایکسٹو کا ایڈریس"..... تھریسیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ کیا سلیمان نے بتا دیا ہے"..... سنگ ہی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ میرا اندازہ غلط نکلا۔ وہ اتنا احمق انسان ہے کہ الٹا مجھ سے ایکسٹو کا ایڈریس پوچھنے لگا تاکہ وہ مجھ سے شادی کی اس سے اجازت لے سکے"..... تھریسیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ تو کیا عمران وہاں نہیں تھا"..... سنگ ہی نے چونکتے ہوئے

پوچھا۔

" نہیں۔ وہ اس وقت وہاں پہنچا جب میں وہاں سے روانہ ہونے والی تھی۔ اس وقت اگر میں اس سے ٹکرانے کی کوشش کرتی تو ہمارا مشن لیٹ ہو جاتا۔ میرے زخمی ہونے یا پکڑے جانے کی صورت میں تم تنہا کچھ نہ کر سکتے تھے"..... تھریسیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" بہرحال رپورٹ ملی ہے کہ ہمارا شکار اس وقت اپنے بنگلے پر ہے"..... سنگ ہی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں میک اپ تبدیل کر کے جاتی ہوں"..... تھریسیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے کافی کی ٹرے اٹھا رکھی تھی۔ قریب آ کر اس نے کافی کے برتن میز پر رکھے اور خالی ٹرے لے کر واپس باہر چلا گیا۔ سنگ ہی اور تھریسیا کافی پینے لگے۔ کافی پینے کے بعد تھریسیا نے خالی کپ میز پر رکھا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو تھریسیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"..... تھریسیا نے کہا۔

" کارٹر بول رہا ہوں مادام"..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" یس۔ کیا بات ہے"..... تھریسیا نے کہا۔

" مادام۔ ایک نقاب پوش نجانے کس طرح اندر گھس آیا تھا۔

ہم نے اسے گرفتار کر لیا ہے"۔۔۔ کارٹر نے کہا۔

" اوہ ۔ کون ہے وہ نقاب پوش"۔۔۔ تھریسیا نے چونکتے ہوئے پوچھا اور تھریسیا کے جملے پر سنگ ہی بھی چونک پڑا۔

" معلوم نہیں مادام ۔ ہم نے ابھی اس سے پوچھ گچھ نہیں کی ۔ ہو سکتا ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر ہو"۔۔۔ کارٹر نے کہا۔

" خیر ۔ جو بھی ہے ابھی معلوم ہو جائے گا ۔ تم اسے یہاں لے آؤ"۔۔۔ تھریسیا نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" کیا ہوا"۔۔۔ سنگ ہی نے بے چینی سے پوچھا۔

" ایک نقاب پوش اندر گھس آیا ہے ۔ مجھے لگتا ہے کہ وہ ایکسٹو ہو گا اور یقیناً اس کے ساتھی بھی باہر موجود ہوں گے"۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

" اوہ ۔ زبردست ۔ تو ایکسٹو خود ہی آ پھنسا ہے"۔۔۔ سنگ ہی نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ کسی خاص پلان کے تحت اندر آیا ہو ۔ تم فوراً یہاں سے نکل جاؤ ۔ ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں پھنس کر رہ جائیں"۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

" نہیں تھریسیا ۔ میں اب ایکسٹو کی گردن توڑ کر ہی جاؤں گا ۔ تم جانا چاہو تو چلی جاؤ"۔۔۔ سنگ ہی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" سنگ ہی ۔ اس بار میں پارٹی لیڈر ہوں اور پارٹی لیڈر کی حیثیت سے میں تمہیں آرڈر دے رہی ہوں کہ فوراً نکل جاؤ ۔ اگر ہم

دونوں ایکسٹو کو ختم کرنے کی کوشش میں اس کی گرفت میں آ گئے تو مشن کون مکمل کرے گا ۔ ہری اپ ۔ پوائنٹ سکس پر میری کال کا انتظار کرنا"۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

" اوکے ۔ لیکن یاد رکھو اگر تم نے ایکسٹو کو ایک منٹ کے لئے بھی زندہ رہنے کی مہلت دی تو خود ماری جاؤ گی"۔۔۔ سنگ ہی نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جولیا کے فلیٹ پر جولیا اور صفدر بیٹھے چائے پی رہے تھے ۔ ہوش میں آنے کے بعد جولیا نے صفدر کو اپنے اغوا کی تفصیل بتائی تھی ۔ صفدر نے اسے ایکسٹو کا پیغام دیا تھا اور جولیا ایکسٹو کو کال کرنے لگی تھی جبکہ صفدر اٹھ کر کچن میں جا گھسا تھا ۔ اسے چائے کی طلب ہو رہی تھی ۔ چنانچہ اس نے اپنے اور جولیا کے لئے چائے بنائی اور اس دوران جولیا ایکسٹو کو رپورٹ دے چکی تھی ۔

" میرا خیال ہے عمران صاحب بھی آپ کے لئے کافی پریشان ہوں گے ۔ انہیں بھی فون پر اپنی خیریت سے مطلع کر دیں "... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" تم اسے بتا دو ۔ میں نے بات کی تو وہ مذاق اڑائے گا "... جولیا نے سر جھٹک کر کہا ۔

" نہیں ۔ آپ خود انہیں اپنی واپسی کی اطلاع دیں گی تو انہیں

زیادہ خوشی ہو گی "... صفدر نے ہنس کر کہا ۔ جولیا نے چائے کا آخری گھونٹ لے کر کپ میز پر رکھا اور فون کا رسیور اٹھا کر عمران کے فلیٹ کے نمبر ملائے ۔ ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا ۔ گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر تیسری بیل پر دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا ۔

" ہیلو ۔ دولہا بھائی کوکنگ سپیشلسٹ بول رہا ہوں "... لاؤڈر سے سلیمان کی آواز ابھری تو صفدر بے اختیار مسکرانے لگا ۔

" سلیمان ۔ عمران ہے "... جولیا نے پوچھا ۔

" ارے آپ ۔ زہے نصیب ۔ آپ کہاں غائب ہو گئی تھیں ۔ کمال ہے میں صاحب سے مجلہ موروثی بنانے کے لئے رقم لے رہا تھا اور آپ دھواں چھوڑنے والی گاڑی کی طرح بھاگ گئیں "... سلیمان نے کہا ۔

" شٹ اپ ۔ عمران سے بات کراؤ "... جولیا نے غراتے ہوئے کہا ۔

" مگر آپ کا صاحب سے کیا رشتہ ۔ آپ تو صدیوں سے میری دیوانی ہیں ۔ یاد کریں جب آپ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا کہ زمین والے ہمیں کیسے جدا کر سکیں گے "... سلیمان نے کہا ۔

" شٹ اپ ۔ میں جولیا ہوں "... جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا ۔

" کیا ۔ مس جولیا ۔ اوہ ۔ کمال ہے ۔ آپ نے پہلے کیوں نہیں

بتایا"..... سلیمان کی بوکھلاہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

" ارے کون سی جولیا ہے"..... اس مرتبہ عمران کی غصیلی آواز لاؤڈر سے سنائی دی۔

" میرے والی نہیں صاحب۔ یہ آپ والی مس جولیانا فلٹر واٹر ہیں میرے والی تو آپ نے منہ دکھائی دیئے بغیر ہی دھواں بنا کر اڑا دی۔ اب وہ آسمان پر میرا انتظار کر رہی ہو گی"..... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

" ہیلو۔ میرے والی جولیا۔ کیسی ہو"..... عمران نے جولیا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہوں۔ سلیمان کو تم نے بہت سر چڑھا رکھا ہے"..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" بے چارے کو غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ چند منٹ پہلے اس کی دلہن دھواں چھوڑ کر بھاگ گئی تھی۔ بہرحال تم سناؤ۔ تمہارے چوہے نے چند منٹ پہلے مجھے فون پر اطلاع دی تھی کہ تم نوٹس دیئے بغیر واپس اپنے فلیٹ پر قبضہ کر چکی ہو اور تمہارا وکیل صفدر سعید بھی وہاں موجود ہے۔ کیا اس نے نکاح کے کاغذات تیار کر لئے ہیں"..... عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ آپ ہوش میں آ جائیں۔ لاؤڈر آن ہے"..... صفدر نے منہ بنا کر اونچی آواز میں کہا جبکہ جولیا سخت غصے میں تھی۔

" ہوش میں کیسے آؤں۔ اس کی یادوں کا دھواں باقی ہے"..... عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔

" دھواں۔ دھواں۔ یہ آپ دونوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کہاں ہے دھواں"..... صفدر نے جولیا سے رسیور لے کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اب کیا بتاؤں پیارے۔ ہم دونوں کی قسمت میں دھواں ہی دھواں ہے۔ سلیمان والی دھواں چھوڑ کر بھاگ گئی۔ جولیا کے منہ سے غصے کا دھواں نکل رہا ہے"..... عمران نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔

" دیکھا۔ میں نے کہا تھا نا کہ اس احمق کو فون کرنا مصیبت مول لینے کے مترادف ہے"..... جولیا نے صفدر سے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اگر صفدر احمق ہے تو اس سے بات مت کرو۔ میں ہوں نا۔ مجھ سے باتیں کرو"..... عمران نے جلدی سے کہا۔

" وہ کون تھی جو دھواں چھوڑ کر بھاگ گئی"..... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

" تھی ایکسٹو کی دیوانی۔ اس کا ایڈریس معلوم کرنے کے لئے سلیمان کو اپنا دیوانہ بنا رہی تھی مگر میرے آتے ہی دھوئیں میں روپوش ہو کر بھاگ گئی۔ اب تم خود سوچو کہ وہ کون ہو سکتی ہے"..... عمران نے کہا۔

" تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا"..... صفدر نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ میرا بھی یہی خیال ہے ۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ میری طرف سے مایوس ہو کر اب وہ ایکسٹو سے عشق کرنا چاہتی ہے ۔ شاید اسے پتہ چل گیا ہے کہ میں صدیوں سے کہیں اٹکا ہوا ہوں اور ان تلوں میں اتنا تیل نہیں ہے کہ ان سے دو چراغ ہی روشن ہو سکیں ۔ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ جب بھی میرے ہتھے چڑھی میں اس کی چربی کا تیل بنا کر زیرو لینڈ کے حکمرانوں کو بھیج دوں گا تاکہ وہ اس تیل سے اپنے بے حس دلوں کے دیئے جلا سکیں ۔ میں تو بس ایک ہی شمع کا پروانہ ہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سمجھ گیا ۔ اب آپ یہ فرمائیں کہ یہ پروانہ کب آ رہا ہے ۔ شمع تو روشن ہے"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"فی الحال تو واچ ٹرانسمیٹر پر تمہارے چوہے کی کال آ رہی ہے ۔ اس سے نمٹنے کے بعد ہی آسکے گا پروانہ ۔ اوکے"۔۔۔۔ عمران نے تیزی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا تو صفدر نے بھی رسیور رکھا اور جولیا کی طرف دیکھنے لگا جو نظریں جھکائے نجانے کیا سوچ رہی تھی۔

"سن لیا تم نے ۔ کیسے ایکسٹو کی کال سننے کا بہانہ کر کے فون بند کر دیا ہے اس نے"۔۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تھریسیا اس کے فلیٹ پر گئی تھی ۔ نجانے اس مرتبہ زیرو لینڈ والے کس مشن پر آئے ہیں یہاں ۔ بظاہر تو وہ چیف اور عمران صاحب کو ختم کرنے کے چکر میں معلوم ہوتے ہیں"۔۔۔۔ صفدر نے

جولیا کو عمران کے محور سے نکالنے کے لئے بات بدلتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن مجھے بھی تو انہوں نے اغوا کیا تھا"۔۔۔۔ جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ کا اغوا بھی اسی چکر کا نتیجہ ہے ۔ غالباً تھریسیا نے ہی آپ کی آواز میں عمران صاحب کو چلڈرن پارک بلوایا تھا اور وہاں ان کی گاڑی کو ٹائم بم سے اڑا دیا گیا اور آپ کو یرغمال بنا کر رکھا گیا تاکہ"۔۔۔۔ صفدر نے کہا لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ یکدم خاموش ہو گیا جبکہ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو ۔ جولیا سپیکنگ"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ایکسٹو ۔ صفدر سے بات کراؤ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"رائٹ سر"۔۔۔۔ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور رسیور صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

نعمانی ایکسٹو کی کال سن کر عمران کے فلیٹ کی طرف روانہ ہ
لیکن ابھی وہ فلیٹ سے چند قدم پیچھے ہی تھا کہ اس نے سبز رنگ
کیڈلاک کو وہاں سے روانہ ہوتے دیکھا۔ ایکسٹو کے بتائے ہوئے نمبر
بھی کیڈلاک کی عقبی نمبر پلیٹ پر دیکھ کر نعمانی نے وہاں رکنے کی
بجائے رفتار میں اضافہ کر دیا۔ اس میں صرف ایک آدمی ڈرائیونگ
سیٹ پر دکھائی دے رہا تھا جس کے بارے میں ایکسٹو نے بتایا تھا
کہ وہ سفید فام شخص ہے اور شاید عمران کے فلیٹ کی نگرانی کر رہا
ہے۔ چنانچہ نعمانی اس کا تعاقب کرنے لگا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد سبز
کیڈلاک تال پور روڈ پر مڑ گئی۔ اسی لمحے نعمانی کی واچ ٹرانسمیٹر پر
سگنل ہونے لگا تو اس نے فوراً ہی واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو نعمانی۔ ایکسٹو کالنگ۔ اوور"... ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی
مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس چیف۔ نعمانی اٹنڈنگ یو۔ اوور"... نعمانی نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

"کیا تم ابھی تک عمران کے فلیٹ پر نہیں پہنچے۔ اوور"... ایکسٹو
نے پوچھا۔

"پہنچا تھا چیف۔ لیکن میرے وہاں پہنچتے ہی گرین کیڈلاک وہاں
سے روانہ ہونے لگی تو میں اس کا تعاقب کرنے لگا۔ اوور"... نعمانی
نے کہا۔

"کیا اس گاڑی میں کوئی لڑکی بھی ہے۔ اوور"... ایکسٹو نے
پوچھا۔

"نہیں چیف۔ مجھے صرف ڈرائیور کا سر نظر آ رہا ہے۔ اوور"...
نعمانی نے کہا۔

"بہرحال احتیاط سے تعاقب کرنا۔ ہو سکتا ہے وہ لڑکی کیڈلاک
کی عقبی نشست پر دراز ہو۔ وہ تھریسیا بھی ہو سکتی ہے اور تعاقب سے
باخبر ہونے پر وہ تمہیں ختم کرنے کی کوشش کر سکتی ہے اس لئے
محتاط رہنا۔ اوور اینڈ آل"... ایکسٹو نے کہا اور پھر سلسلہ منقطع
ہونے پر نعمانی نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور تیس چالیس قدم
آگے دوڑتی ہوئی سبز کیڈلاک کو دیکھتا ہوا تھریسیا کے بارے میں
سوچنے لگا۔

سبز کیڈلاک اور اس کے درمیان دو گاڑیاں حائل تھیں اس لئے
کیڈلاک والے کو اپنے تعاقب کا شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ مزید تین چار

منٹ بعد ایک چوراہے سے سبز کیڈلاک سوسائٹی کالونی کی طرف مڑ گئی جبکہ درمیان والی گاڑیاں سیدھی چلی گئیں ۔ نعمانی بھی اسی جانب مڑ گیا اور رفتار کم کر کے اس نے کیڈلاک سے اپنا فاصلہ بڑھا دیا کیونکہ اب دونوں کے درمیان کوئی گاڑی حائل نہیں تھی ۔ چند لمحوں بعد سبز کیڈلاک بائیں ہاتھ کی ایک گلی میں مڑ گئی۔

نعمانی نے رفتار کم کر دی اور گلی کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس نے گلی میں جھانکا تو سبز کیڈلاک کے آگے سیاہ رنگ کی کار دکھائی دی جو ایک بنگلے کے گیٹ سے اندر داخل ہو رہی تھی اور کیڈلاک گیٹ سے باہر رکی ہوئی تھی لیکن اس کا رخ گیٹ کی طرف ہی تھا ۔ نعمانی نے چند قدم آگے آ کر کار سائیڈ پر روکی اور کار سے اتر کر گلی کی طرف دوڑا ۔ گلی کی نکڑ پر پہنچ کر اس نے گلی میں جھانکا تو سبز کیڈلاک بھی اسی بنگلے میں داخل ہو رہی تھی ۔ اس بنگلے کی سائیڈ میں ایک چھوٹی سی گلی تھی ۔ نعمانی کے دیکھتے ہی دیکھتے کیڈلاک بنگلے میں داخل ہو گئی اور بنگلے کا گیٹ بند ہو گیا ۔ نعمانی نے اطمینان کا سانس لیا اور واپس پلٹ کر اپنی کار میں آ بیٹھا ۔ اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور ایکسٹو کو کال کرنے لگا۔

" ہیلو چیف ۔ نعمانی کالنگ ۔ اوور "..... نعمانی نے ایکسٹو کو کال کرتے ہوئے کہا۔

" یس ۔ ایکسٹو کالنگ ۔ اوور "..... چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی ۔

" چیف ۔ وہ گاڑی سوسائٹی کالونی کی تیسری گلی کے ایک بنگلے میں گئی ہے ۔ میں نے گلی کے باہر سے اسے دیکھا ہے ۔ اوور "..... نعمانی نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" گلی میں جا کر بنگلے کا جائزہ لو ۔ اس کا نمبر یا نیم پلیٹ چیک کر کے اور اندر کی پوزیشن دیکھ کر مجھے اطلاع دو ۔ اوور "..... ایکسٹو نے کہا۔

" رائٹ سر ۔ کیا بنگلے کے اندر جا کر معلوم کروں ۔ اوور "..... نعمانی نے پوچھا۔

" اگر آسانی سے اور کسی کی نگاہ میں آئے بغیر اندر جا سکو تو ٹھیک ہے ۔ اوور اینڈ آل "..... ایکسٹو نے کہا اور پھر سلسلہ منقطع ہو گیا تو نعمانی نے واچ ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر کچھ سوچ کر اس نے ڈیش بورڈ کے خانے میں رکھا ہوا سیاہ نقاب نکالا اور اسے جیب میں ڈال کر کار سے نیچے اتر آیا ۔ اب اس کا رخ گلی کی طرف تھا ۔ وہ گلی میں داخل ہوا اور نارمل انداز میں چلتا ہوا اس بنگلے کی طرف بڑھنے لگا۔

بنگلے کے گیٹ کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس نے گیٹ پر نگاہ ڈالی تو اس پر کوئی نیم پلیٹ نہیں تھی ۔ البتہ گیٹ کی سائیڈ میں دیوار پر بنگلے کا نمبر اور بلاک نمبر لکھا ہوا تھا جو اس نے ذہن نشین کر لیا ۔ گیٹ مکمل طور پر بند تھا ۔ نعمانی چند قدم آگے دوسرے بنگلے کے گیٹ تک جا پہنچا ۔ اس گیٹ پر بھاری تالا لگا دیکھ کر وہ چونک پڑا جس کا مطلب تھا کہ اس بنگلے میں کوئی موجود نہیں ہے ۔ نعمانی آگے

بڑھا تو بنگلے کی دیوار پر برائے فروخت کے الفاظ دیکھ کر وہ رک گیا۔ دیوار پر رابطہ کا فون نمبر بھی لکھا ہوا تھا لیکن نعمانی کو بنگلہ خریدنے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ اپنے ذہن میں ایک اور پلان بنا چکا تھا۔

چنانچہ وہ چند قدم آگے جا کر پلٹا اور ادھر ادھر دیکھتا ہوا واپس چل دیا۔ یہ رہائشی اسٹریٹ تھی اور دونوں جانب صرف رہائشی بنگلے تھے اس لئے آمد و رفت بہت کم تھی اور آس پاس کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا جو اس کی طرف متوجہ ہوتا۔ چنانچہ نعمانی اطمینان سے ویران بنگلے کے گیٹ پر پہنچا اور جیب سے ایک کی رنگ نکالا جس میں ایک ماسٹر کی تھی۔ اس نے تالے کے سوراخ میں ماسٹر کی ڈالی اور چند لمحوں کی کوشش کے بعد تالا کھل گیا۔ اس نے کوئی کھٹکا کئے بغیر گیٹ کھولا اور اندر داخل ہو کر ایک نظر میں کمپاؤنڈ اور برآمدے کا جائزہ لیتے ہوئے گیٹ بند کر دیا۔

عمارت مکمل طور پر ویران دکھائی دے رہی تھی۔ برآمدے میں اور اندر تاریکی تھی۔ کمپاؤنڈ کی بائیں دیوار کی دوسری جانب کیڈلاک والے بنگلے کی دیوار تھی جو آٹھ فٹ کے قریب بلند تھی۔ نعمانی محتاط قدموں سے آگے بڑھا اور عمارت کی دوسری جانب پہنچ گیا دونوں بنگلوں کی درمیانی دیوار کے پاس سیمنٹ کے چند بلاک پڑے ہوئے تھے۔ اس نے بلاکوں کو دیوار کے ساتھ اوپر نیچے رکھا اور پھر ان پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہوا تو اس کا چہرہ دیوار کی سطح تک پہنچ گیا۔

دوسری جانب چند فٹ کے فاصلے پر دوسرے بنگلے کی عمارت تھی اور اس میں ایک بند دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ فرنٹ کی جانب اس بنگلے کا گیٹ نظر آ رہا تھا جہاں ایک مشین گن بردار کھڑا تھا۔ سیاہ رنگ کی کار غالباً برآمدے کے سامنے کھڑی تھی اس لئے نظر نہیں آ رہی تھی۔ البتہ سبز رنگ کی کیڈلاک نظر آ رہی تھی جو گیٹ سے ذرا آگے کھڑی تھی۔ اس بنگلے کے عقبی کمپاؤنڈ میں بھی کوئی ذی روح نظر نہ آ رہا تھا۔ چنانچہ نعمانی اطمینان سے دیوار پر چڑھا اور دوسری جانب لٹک کر اس نے دیوار سے ہاتھ ہٹا لئے۔ زمین اس کے پیروں سے تقریباً دو فٹ نیچے تھی۔ وہ ہلکی سی دھپ کی آواز کے ساتھ پیروں کے بل زمین پر گرا اور تیزی سے اٹھ کر اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا اور پھر دبے قدموں عمارت کی سائیڈ میں واقع دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے ہینڈل پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ نعمانی نے چہرے پر نقاب لگایا اور اندر جھانکا۔ یہ ایک راہداری تھی جس میں دائیں بائیں کئی کمرے تھے۔ کمروں کے دروازے بند تھے۔ دو تین دروازوں کے نیچے سے روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ نعمانی اندر آیا اور دروازہ اس نے آہستہ سے بند کر دیا اور پھر دبے پاؤں بائیں ہاتھ کے تیسرے کمرے کی طرف بڑھا جس میں روشنی ہو رہی تھی۔ ابھی وہ اس دروازے کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ دفعتاً اس کے عقب میں ایک تحکمانہ مگر غراہٹ آمیز آواز بلند

ہوئی۔

" خبردار ۔ ہاتھ بلند کر لو ورنہ کھوپڑی اڑا دوں گا"۔۔۔ کسی نے سخت لہجے میں کہا تو نعمانی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو بائیں ہاتھ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس کے باہر کھڑا ایک سفید فام اسے خونخوار نگاہوں سے گھور رہا تھا ۔ اس کے ہاتھوں میں ایک مشین گن تھی جو اس نے نعمانی پر تان رکھی تھی۔

" ریوالور پھینک کر ہاتھ اٹھا لو ورنہ میں فائر کر دوں گا"۔۔۔ سفید فام نے غراتے ہوئے کہا تو نعمانی نے ریوالور فرش پر پھینکا اور ہاتھ اٹھا دیئے ۔ ٹھیک اسی لمحے ایک اور روشن کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی نے باہر آ کر نعمانی کو گھورتے ہوئے جیب سے ریوالور نکال کر اس پر تان لیا۔

" یہ کون ہے ہارس"۔۔۔ ریوالور بردار نے گن بردار سے پوچھا۔

" معلوم نہیں کارٹر ۔ شاید یہ ادھر سے آیا ہے"۔۔۔ گن بردار نے راہداری کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ ۔ کون ہو تم"۔۔۔ ریوالور بردار نے نعمانی کو گھورتے ہوئے کہا۔

" ڈاکو"۔۔۔ نعمانی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" نقاب پوش ڈاکو"۔۔۔ گن بردار نے چونکتے ہوئے کہا۔

" نہیں ہارس ۔ یہ ڈاکو ہوتا تو رات کے اندھیرے میں اندر گھستا یقیناً یہ انٹیلی جنس یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا آدمی ہے"۔۔۔ ریوالور

بردار نے کہا۔

" تمہارا خیال درست معلوم ہوتا ہے کارٹر کیونکہ اس کا لباس کافی مہذبانہ ہے"۔۔۔ گن بردار نے سر ہلا کر کہا۔

" تم اندر چلو مسٹر"۔۔۔ ریوالور بردار نے نعمانی سے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اپنے کمرے کی طرف اشارہ کر دیا ۔ نعمانی آگے بڑھا اور ہارس نامی گن بردار نے اس کی پشت سے گن لگا دی ۔ نعمانی تیسرے کمرے میں داخل ہوا ۔ وہ دونوں بھی اندر آ گئے تھے ۔ اس کمرے میں ایک میز اور چند کرسیاں رکھی تھیں جبکہ میز پر فون اور شراب کی بوتل نظر آ رہی تھی۔

" ہارس ۔ اس کا خیال رکھو ۔ ذرا بھی حرکت کرے تو چھلنی کر دینا ۔ میں مادام کو اطلاع دیتا ہوں۔ کارٹر نے ہارس سے سخت لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس نے میز پر رکھے فون کا رسیور اٹھاتے ہوئے ریوالور میز پر رکھ دیا ۔ پھر وہ نمبر ملا کر انتظار کرنے لگا جبکہ نعمانی خاموش کھڑا تھا ۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ان دونوں سے اسی کمرے میں نمٹ لینا چاہیئے ۔ کارٹر فون پر کسی مادام کو اس کے بارے میں بتا رہا تھا۔

" معلوم نہیں مادام ۔ ہم نے ابھی اس سے پوچھ گچھ نہیں کی ۔ ہو سکتا ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر ہو"۔۔۔ کارٹر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر اس نے رسیور رکھا اور ریوالور اٹھا کر نعمانی کی طرف بڑھنے لگا۔

" باہر چلو"... کارٹر نے کہا۔

" کیا مادام نے اسے طلب کیا ہے"... ہارس نے کارٹر سے مخاطب ہو کر کہا تو کارٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ نعمانی پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھا اور ہارس نے اس کے پہلو سے گن لگا دی۔ عقب میں کارٹر نے اسے ریوالور کی زد میں لے رکھا تھا۔ اس کمرے سے باہر آ کر وہ راہداری میں آگے بڑھنے لگے۔ پھر وہ دائیں ہاتھ کے ایک اور روشن کمرے کے دروازے پر آ کر رکے جو برآمدے کی طرف جانے والے راستے کی دوسری جانب تھا۔ وہاں سے گزرتے ہوئے نعمانی کو برآمدے کے باہر کھڑی سیاہ کار دکھائی دی جس کے پیچھے سبز رنگ کی کیڈلاک کھڑی تھی۔ کارٹر نے بڑھ کر دروازے پر دستک دی اور پھر دروازہ کھول کر نعمانی کو اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ نعمانی کمرے میں داخل ہوا تو وہ دونوں بھی اندر آ گئے۔

اس کمرے میں ایک صوفے پر ایک نوجوان اور خوبصورت مقامی لڑکی سوٹ میں ملبوس بیٹھی تھی جبکہ میز پر کافی کے برتن اور فون کے علاوہ انٹرکام بھی نظر آ رہا تھا۔ کارٹر نے نعمانی کو اس سے تین قدم کے فاصلے پر روک دیا۔ یقیناً وہی مادام تھی۔

" تم کون ہو مسٹر نقاب پوش"... مادام نے نعمانی کو غور سے دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا۔

" تمہارا کیا اندازہ ہے"... نعمانی نے لاپروائی سے کہا۔ ہارس اور کارٹر اس کے دائیں بائیں دو دو قدم دور کھڑے تھے۔

" ابھی بتاتی ہوں۔ کارٹر اس کے چہرے سے نقاب اتارو"... مادام نے کارٹر سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" مادام۔ یہ خود کو ڈاکو کہہ رہا تھا"... ہارس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ یہ مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو معلوم ہوتا ہے"... مادام نے تیزی سے کہا۔

" اوہ۔ ایکسٹو"... کارٹر نے نعمانی کے قریب پہنچ کر چونکتے ہوئے کہا اور اس کے چہرے سے نقاب نوچ لیا۔

" نہیں۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا رکن ہے"... مادام نے نعمانی کی شکل دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا اور اس مرتبہ نعمانی بھی چونک پڑا۔

" اوہ۔ کیا آپ اسے پہچانتی ہیں مادام"... ہارس نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

" اندازہ ہے۔ اور مجھے لگتا ہے یہ تمہاری غفلت کے نتیجے میں یہاں پہنچا ہے"... مادام نے کارٹر کی طرف دیکھ کر غصے سے کہا۔

" مم۔ میں سمجھا نہیں مادام"... کارٹر نے یکدم سہم کر کہا۔

" میں نے تم سے کہا تھا کہ کوئی میرا تعاقب کرنے کی کوشش کرے تو اسے فنا کر دینا لیکن تم صرف میری طرف متوجہ رہے اور یہ تمہارا تعاقب کرتا رہا۔ کیوں مسٹر۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں"... مادام نے کارٹر کو جواب دینے کے بعد نعمانی سے پوچھا۔

" ہاں ۔ تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا"..... نعمانی نے مسکراتے ہوئے بے خوف لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ تو تم نے مجھے پہچان لیا ہے"..... تھریسیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ تم اور سنگ ہی ہمارے لئے نئے نہیں ہو ۔ تمہارا آواز وہی ہے جو ماضی میں کئی کیسوں کے دوران سنتا رہا ہوں ۔ اب بھی میں تمہاری آواز پر غور کر رہا تھا تو یاد آگیا کہ تم تھریسیا کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتیں"..... نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" بہرحال آئندہ پہچاننے کی تمہیں ضرورت نہیں پڑے گی ۔ میں نے تمہارے لئے موت کی سزا مقرر کر دی ہے"..... تھریسیا نے سرد لہجے میں کہا اور نعمانی کے رگ و پے میں سنسناہٹ سی پھیلتی چلی گئی۔

" مادام ۔ اڑا دوں اسے"..... ہارس نے تھریسیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کیا تم مجھے اپنے چیف ایکسٹو کا ایڈریس بتا سکتے ہو تاکہ تمہیں زندہ چھوڑا جا سکے"..... تھریسیا نے ہارس کو جواب دینے کی بجائے نعمانی سے پوچھا۔

" ہرگز نہیں ۔ بلکہ کبھی بھول کر بھی دوبارہ مجھ سے یہ سوال نہ کرنا"..... نعمانی نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

" غراؤ مت ۔ اگر تم نے ایکسٹو کا ایڈریس نہ بتایا تو تمہارے

ٹکڑے کر دیئے جائیں گے"..... تھریسیا نے غراتے ہوئے کہا۔

" تم اس کے سوا کر بھی کیا سکتی ہو"..... نعمانی نے کہا۔

" کارٹر، ہارس ۔ اسے دوسرے کمرے میں لے جاؤ اور اس کی بوٹی بوٹی الگ کر دو ۔ جب تک یہ ایکسٹو کا ایڈریس نہ بتا دے تمہارے ہاتھ رکنے نہیں چاہئیں ۔ لے جاؤ اسے"..... تھریسیا نے غراتے ہوئے کہا اور صوفے سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

تھریسیا کے جانے کے بعد کارٹر اور ہارس، نعمانی کو کمرے سے باہر لائے اور اسی لمحے باہر سے کسی گاڑی کے سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی ۔ نعمانی سمجھ گیا کہ تھریسیا وہاں سے روانہ ہو رہی ہے ۔ وہ سوچنے لگا کہ کاش وہ ایکسٹو کو اس کے بارے میں اطلاع دے سکتا ۔ کارٹر اور ہارس بے حد چوکنا دکھائی دے رہے تھے اور ہارس نے نعمانی کی پشت سے مشین گن لگا رکھی تھی لیکن نعمانی اب حرکت میں آنے کا فیصلہ کر چکا تھا ۔ کارٹر اپنے کمرے کے دروازے پر رکا اور اس کے اشارے پر نعمانی کمرے میں داخل ہو گیا ۔ وہ دونوں بھی اندر آگئے ۔ نعمانی ہاتھ اٹھائے اندر رکھی ہوئی میز کے پاس جا کر رک گیا۔

" ہارس ۔ اسے باندھنے کے لئے رسی لے آؤ"..... کارٹر نے ہارس سے مخاطب ہو کر کہا تو ہارس پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا ۔ ٹھیک اسی لمحے باہر سے اس کی تیز کراہ سنائی دی ۔ کارٹر نے چونک کر کھلے دروازے کی طرف دیکھا اور اسی لمحے نعمانی نے پھرتی سے پلٹ کر اس پر جست لگا دی اور کارٹر کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا ۔ وہ

لڑکھڑایا اور نعمانی نے اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی اچھل کر اس کے سینے پر فلائنگ کک مار دی ۔ کارٹر کراہتا ہوا سینے پر ہاتھ رکھے پیچھے ہٹا ہی تھا کہ نعمانی نے اس کا فرش پر گرا ہوا ریوالور اٹھا کر اس پر تان لیا ۔ اسی لمحے کوئی دروازے میں آیا اور نعمانی نے پھرتی سے ریوالور کا رخ اس کی طرف کر دیا لیکن وہاں کھڑے شخص کی شکل دیکھ کر نعمانی نے فوراً ہی دوبارہ کارٹر پر ریوالور تان لیا کیونکہ دروازے میں صفدر کھڑا تھا ۔

" گن بردار کو تو میں نے ختم کر دیا ہے اور کون کون ہے یہاں "..... صفدر نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا ۔ اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ریوالور تھا ۔

" شاید صرف ایک آدمی اور ہے اور وہ بھی گیٹ پر "..... نعمانی نے کارٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" اس کی کھوپڑی میں بھی سوراخ کر آیا ہوں "..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ وہ ایکسٹو کی ہدایت پر وہاں پہنچا تھا اور عمارت کی عقبی گلی سے دیوار پھاند کر اندر آیا تھا ۔ عمارت کے پہلو سے فرنٹ کی جانب آ کر اس نے گیٹ پر کھڑے گن بردار کو بے آواز ریوالور سے نشانہ بنایا تھا اور برآمدے سے راہداری میں داخل ہوتے ہی اسے اس کمرے سے نکلتا ہوا ہارس دکھائی دیا تھا ۔ ہارس نے بھی اسے دیکھ لیا تھا اور اس کی طرف گن سیدھی کرنے ہی لگا تھا کہ صفدر نے فائر کھول دیا تھا ۔

خاور ایکسٹو کی کال ملتے ہی چل دیا تھا ۔ اس کا فلیٹ سوسائٹی کالونی کے قریب ہی واقع تھا اس لئے وہ پانچ منٹ میں ہی اس گلی کے پاس جا پہنچا جس کی دوسری جانب نعمانی کی کار کھڑی تھی مگر اسی لمحے اس گلی سے سبز رنگ کی کیڈلاک کو باہر آتے دیکھ کر اس نے فوراً ہی بریک لگائی اور گلی سے چند قدم پیچھے رک گیا ۔ کیڈلاک سڑک پر آ کر آگے بڑھتی چلی گئی ۔ اس میں صرف ایک آدمی سوار تھا ۔

ایکسٹو نے خاور کو بتایا تھا کہ نعمانی ایک سفید فام کا تعاقب کرتا ہوا سوسائٹی کالونی میں پہنچ چکا ہے ۔ ایکسٹو نے سفید فام کی کار کا رنگ اور نمبر بھی بتا دیا تھا اور اب وہی گاڑی گلی سے نکل کر جا رہی تھی جس کا ڈرائیور شوگرانی معلوم ہوتا تھا ۔ چنانچہ جونہی اس کی کار قدرے دور پہنچی خاور نے بھی اپنی کار آگے بڑھائی اور سبز کیڈلاک کا احتیاط سے تعاقب کرنے لگا ۔ تقریباً دس منٹ تک سبز کیڈلاک

مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آخرکار طارق روڈ پر پہنچی اور گلستان ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔

شام ہو رہی تھی اور ٹریفک کا اژدھام تھا۔ خاور کو یقین تھا کہ کیڈلاک والا اپنے تعاقب سے بے خبر رہا ہے۔ اس نے ہوٹل کے باہر فٹ پاتھ کے ساتھ کار روکی اور کار سے اتر کر تیزی سے ہوٹل کے گیٹ کی طرف بڑھا۔ وہ ہوٹل کے احاطے میں داخل ہوا تو سبز کیڈلاک بائیں جانب پارکنگ میں کھڑی دکھائی دی لیکن اس میں کوئی نہ تھا جبکہ ایک دراز قامت شخص ہال کے دروازے میں داخل ہو رہا تھا اور اس نے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔

خاور کو شبہ ہوا کہ کیڈلاک والا شخص وہی ہے۔ چنانچہ وہ تیزی سے ہال کی طرف لپکا۔ ہال میں داخل ہوتے ہی اسے وہ آدمی سیڑھیاں چڑھتا دکھائی دیا۔ یقیناً وہ فرسٹ فلور پر جا رہا تھا۔ وہ سیڑھیوں کے موڑ پر غائب ہوا تو خاور اطمینان سے سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا کیونکہ اگر وہ تیز چلتا تو ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو اس کی جلد بازی پر حیرت ہوتی۔

خاور سیڑھیاں چڑھ کر فرسٹ فلور پر آیا۔ اس فلور کی راہداری میں اس وقت کوئی نہ تھا۔ تمام کمروں کے دروازے بند دکھائی دے رہے تھے۔ اسے یقین تھا کہ نیلے سوٹ والا یہیں کسی کمرے میں ہوگا کیونکہ دوسرے فلور پر جانے کے لئے وہ لفٹ استعمال کر سکتا تھا جو اس وقت گراؤنڈ فلور پر موجود تھی۔ چنانچہ خاور دبے پاؤں ایک

یک دروازے پر پہنچ کر سن گن لینے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ بائیں ہاتھ کے آخری کمرے کے دروازے پر پہنچا اور دروازے سے کان لگایا ہی تھا کہ وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"ہیلو تھریسیا۔ سنگ ہی کالنگ۔ اوور"... اندر سے ایک آواز سنائی دی۔ خاور نے آواز سننے کے بعد مزید تصدیق کے لئے کی ہول سے آنکھ لگا کر اندر جھانکا تو کمرے میں وہی شوگرانی شخص دکھائی دیا جس نے نیلا سوٹ پہنا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں لائٹ مناٹر انسمیٹر تھا۔ خاور سنگ ہی کی شکل سے واقف تھا لیکن اس وقت اس نے مونچھیں لگا رکھی تھیں۔ یقیناً اس نے ہوٹل کی طرف آتے ہی اپنی شکل بدلنے کے لئے مونچھیں بھی لگا لی تھیں اور نتھنوں میں سپرنگ بھی جن سے اس کی ناک اوپر کو اٹھی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ خاور نے ی ہول سے کان لگا دیا۔

"اوہ۔ گویا ہمارا ایک اور ٹھکانہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نگاہ میں آ گیا ہے۔ بہرحال تم نے اچھا کیا کہ وہاں سے نکل آئی ہو۔ میں میک اپ کر کے یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔ پھر شام کے بعد تمہیں ں کروں گا۔ اوور اینڈ آل"... سنگ ہی کی آواز سنائی دی اور پھر موشی چھا گئی۔ خاور دبے پاؤں دروازے سے ہٹا اور سیڑھیوں کی رف بڑھ گیا۔ اس پر ہیجان سا طاری تھا اور وہ فوراً ایکسٹو کو سنگ ی کے بارے میں اطلاع دینے کے لئے بے چین تھا۔ چنانچہ وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے ہال میں آیا اور اس گوشے کی جانب بڑھ گیا جس

طرف واش رومز بنے ہوئے تھے ۔ ایک واش روم میں داخل ہو کر اس نے پانی کا نل کھول دیا اور پھر واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کو کال کرنے لگا۔

" ہیلو چیف ۔ خاور سپیکنگ ۔ اوور "..... خاور نے ایکسٹو کو کال کرتے ہوئے کہا۔

" یس ۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو ۔ اوور "..... چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی تو خاور تفصیل سے اسے رپورٹ دینے لگا۔

" ٹھیک ہے ۔ وہ میک اپ کے بعد وہاں سے روانہ ہو تو انتہائی محتاط ہو کر اس کا تعاقب کرنا اور مجھے رپورٹ دینا ۔ سنگ ہی کے بارے میں تم اچھی طرح جانتے ہو کہ وہ کتنا خطرناک اور عیار آدمی ہے ۔ وہ جس مشن پر آیا ہے اس کے متعلق معلوم کرنا بہت ضروری ہے ۔ اگر اس پر ابھی ہاتھ ڈال دیا جائے تو تھریسیا خاموشی سے اپنا مشن مکمل کر کے نکل جائے گی اس لئے فی الحال تم اس کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھو تاکہ اس کے مشن کے بارے میں کوئی اندازہ قائم کیا جا سکے ۔ اوور "..... ایکسٹو نے رپورٹ سننے کے بعد کہا۔

" رائٹ سر ۔ میں خیال رکھوں گا ۔ اوور "..... خاور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اپنی حفاظت سے غافل نہ رہنا ۔ اور ہاں ۔ ہو سکتا ہے دوبارہ تعاقب کرنے پر سنگ ہی تمہاری گاڑی دیکھ کر پہچان جائے کہ پہلے بھی وہ تمہاری گاڑی کو دیکھ چکا ہے اس لئے اپنی گاڑی کی بجائے کسی

ٹیکسی میں اس کا پیچھا کرنا ۔ اوور اینڈ آل "..... ایکسٹو نے کہا اور پھر سلسلہ منقطع ہو گیا ۔ خاور نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کیا اور واش روم سے نکل آیا ۔ لیکن وہ دوبارہ سنگ ہی کے کمرے کی طرف جانے کی بجائے ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ ہوٹل سے باہر آنے پر سڑک کی دوسری جانب کھڑی خالی ٹیکسی دیکھ کر اس نے سڑک پار کی اور ٹیکسی کے قریب آ گیا ۔ وہ دروازہ کھول کر عقبی سیٹ پر بیٹھا تو ڈرائیور نے آئینے میں اس کی طرف دیکھا۔

" کہاں چلنا ہے جناب "..... ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا۔

" چند منٹ ٹھہرو ۔ ایک دوست آنے والا ہے "..... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد سبز رنگ کی کیڈلاک ہوٹل سے نکلی ۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا نیلے سوٹ والا سنگ ہی اب نئی شکل میں دکھائی دے رہا تھا ۔ ہوٹل سے باہر آ کر سنگ ہی بائیں جانب روانہ ہو گیا۔

" چلو ۔ اب سبز کار کے پیچھے چلو ۔ اسے اپنے تعاقب کا احساس نہیں ہونا چاہئے ۔ پیمنٹ کے علاوہ انعام بھی دوں گا "..... خاور نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔

" بہت بہتر جناب ۔ اس کے باپ کو بھی پتہ نہیں چلے گا "..... ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھاتے ہوئے کہا ۔ اتنی دیر میں سنگ ہی کی کار کافی فاصلے پر پہنچ چکی تھی ۔ ٹیکسی ڈرائیور ٹیکسی کی رفتار بڑھانے لگا اور پھر بیس پچیس قدم پیچھے رہ کر وہ سنگ ہی کا تعاقب

کرنے لگا۔ دس بارہ منٹ بعد سنگ ہی کی کار شہر سے باہر جانے والی سڑک پر پہنچ گئی۔ اس پر برائے نام ٹریفک تھی اور سڑک کے اطراف میں گھنے درخت نظر آ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد سنگ ہی کی کار رک گئی۔

" روکو۔ روکو"۔۔۔ خاور نے تیزی سے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا تو اس نے فوراً بریک لگا دی لیکن ٹیکسی رکتے رکتے بھی سبز کیڈلاک کے قریب پہنچ گئی۔ اسی لمحے سنگ ہی اپنی کار سے اترا اور ٹیکسی کی طرف بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور دکھائی دے رہا تھا اس کا رخ ٹیکسی کی طرف تھا۔ یہ دیکھ کر خاور نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ ٹیکسی ڈرائیور نے یکدم پلٹ کر اپنے ہاتھ میں دبا ہوا ریوالور خاور کے سینے سے لگا دیا تھا۔

" کوئی حرکت مت کرنا مسٹر ورنہ فائر کھول دوں گا"۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے خونخوار لہجے میں کہا تو خاور اپنی جگہ پر ساکت ہو کر رہ گیا۔

" ہاتھ بلند کر لو۔ جلدی کرو"۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے غراتے ہوئے کہا اور خاور نے گہرا سانس لے کر ہاتھ اٹھا دیئے۔ اس دوران سنگ ہی ان کے قریب آ پہنچا تھا۔

" اوہ تم۔ عمران کے ساتھی باہر آ جاؤ لیکن ہاتھ مت گرانا"۔ سنگ ہی نے چونکتے ہوئے سخت لہجے میں خاور سے کہا تو خاور کو حیرت کا جھٹکا لگا۔ سنگ ہی اسے پہچانتا تھا۔ خاور نے ایک ہاتھ سے دروازہ کھولا اور ٹیکسی سے اتر کر دوبارہ دونوں ہاتھ بلند کر لئے۔

ٹیکسی ڈرائیور بھی نیچے اتر آیا تھا۔

" ہونہہ۔ تو تم اس کے آدمی ہو"۔۔۔ خاور نے ٹیکسی ڈرائیور کو گھورتے ہوئے کہا۔

" مجھ سے بات کرو مسٹر۔ تمہاری بدقسمتی ہے کہ تم نے میرا تعاقب کرنے کے لئے میرے آدمی کی ٹیکسی اینگج کی اور اس نے مجھے لائٹ کے ذریعے سگنل دے دیا جس کا مطلب یہی تھا کہ میرا تعاقب کیا جا رہا ہے"۔۔۔ سنگ نے کہا اور پھر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو اشارہ کیا تو ٹیکسی ڈرائیور ٹیکسی میں بیٹھا اور ٹیکسی موڑ کو واپس شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسی لمحے خاور نے تیزی سے اپنا ایک پاؤں اٹھایا اور ٹھوکر سنگ ہی کے ریوالور والے ہاتھ پر پڑی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا۔ ساتھ ہی خاور نے اس کے منہ پر گھونسا مار دیا اور سنگ ہی لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ خاور نے پھرتی سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالا لیکن سنگ ہی نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے ریوالور پر ٹھوکر ماری اور خاور کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔

سنگ ہی نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر خاور پر چھلانگ لگائی لیکن خاور تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور سنگ ہی اس کی چھوڑی ہوئی جگہ پر آ گرا۔ خاور نے پھرتی سے پلٹ کر اس کی پسلیوں میں ٹھوکر ماری لیکن ظاہر ہے سنگ ہی اس سے زیادہ پھرتیلا تھا۔ اس نے کروٹ لی اور خاور کی ٹھوکر ہوا میں پڑی جس سے اس کا توازن بگڑ گیا

اور وہ لڑکھڑایا لیکن سنگ ہی نے اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی اٹھ کر اس پر حملہ کر دیا۔ اس کا گھونسا خاور کے پہلو میں لگا اور خاور کے منہ سے بے ساختہ کراہ نکل گئی اور وہ سڑک پر آگرا لیکن فوراً ہی اچھل کر وہ کھڑا ہوا اور اس نے گھوم کر سنگ ہی پر چھلانگ لگا دی۔ سنگ ہی لڑکھڑا کر جیسے ہی سڑک پر گرا خاور اس کے اوپر آگرا۔

سنگ ہی نے تیزی سے خاور کی گردن دونوں ہاتھوں میں دبوچتے ہوئے پلٹا کھایا اور خاور اس کے اوپر سے بائیں جانب آگرا لیکن اس سے پہلے کہ سنگ ہی اٹھتا خاور نے پاؤں گھمایا اور اس کی ٹھوکر سنگ ہی کے پہلو میں لگی۔ سنگ ہی پھر گر پڑا۔ خاور تیزی سے اٹھا اور اس نے سنگ ہی پر چھلانگ لگا دی۔ سنگ ہی نے بجلی کی سی تیزی سے تڑپ کر دوسری جانب کروٹ لی اور خاور منہ کے بل سڑک پر آگرا اور سنگ ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ خاور نے بھی اٹھنے کی کوشش کی لیکن سنگ ہی نے تیزی سے جھک کر خاور کی ریڑھ کی ہڈی پر کھڑی ہتھیلی کا وار کر دیا۔

یہ ضرب اتنی کاری تھی کہ خاور کے حلق سے ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح چیخ نکلی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کمر کی ہڈی کے دو ٹکڑے ہو گئے ہوں۔ اگلے ہی لمحے اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ اسے کچھ ہوش نہ رہا لیکن ہوش میں آنے پر درد کی شدت سے وہ کراہنے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا اور خود کو ایک درخت کے تنے کی آڑ میں زمین پر دراز پا کر

اس کی یادداشت لوٹ آئی۔ یہ درخت اسی سڑک کے کنارے تھا جہاں خاور کی سنگ ہی سے فائٹ ہوئی تھی لیکن اب سڑک سنسان تھی اور شام کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔

خاور کی کمر سے درد کی شدید ٹھیسیں اٹھ رہی تھیں۔ سنگ ہی کی ضرب سے شاید اس کی ریڑھ کی ہڈی کا کوئی مہرہ اپنی جگہ چھوڑ گیا تھا اور خاور اپنے جسم کو حرکت دینے سے لاچار تھا۔ نجانے سنگ ہی نے اسے بے کار کرنے کے بعد گولی مارنے کی بجائے اسے اٹھا کر درخت کی آڑ میں ڈالنے کی زحمت کیوں کی تھی۔ بہرحال خاور نے زندہ بچ جانے پر خدا کا شکر ادا کیا اور واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن کھینچ دیا۔

"ہیلو چیف۔ خاور کالنگ۔ اوور"... خاور نے ایکسٹو کو کال کرتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو۔ خیریت تو ہے۔ اوور"... چند لمحوں بعد ایکسٹو کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سر۔ سنگ ہی سے ٹکراؤ ہو گیا تھا۔ اس نے میری ریڑھ کی ہڈی پر کاری ضرب لگائی تھی جس سے میں حرکت کرنے کے قابل نہ رہا اور درد کی شدت سے بے ہوش ہو گیا تھا۔ اب ہوش آیا ہے۔ بڑی مشکل سے ٹرانسمیٹر آن کر سکا ہوں۔ اوور"... خاور نے کراہتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے قدرے تفصیل سے سنگ ہی کے تعاقب اور ٹکراؤ کی تفصیل بتا دی۔

"میں چوہان کو بھیج رہا ہوں تمہاری مدد کے لئے۔ اوور اینڈ

آل"..... دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو خاور نے بھی واچ کا ونڈ بٹن دبا دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد شہر سے آنے والی ایک گاڑی کی ہیڈ لائٹس چمکیں اور وہ گاڑی سڑک پر اس کے سامنے آکر رک گئی۔ اس کا ڈرائیور باہر نکل کر ہیڈ لائٹس کی روشنی میں اس کی طرف بڑھا تو اس کی شکل دیکھ کر خاور نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ وہ چوہان ہی تھا۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی آواز دے کر چوہان کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

تھریسیا نے میک اپ کو فائنل ٹچ دیا اور آئینے میں اپنے چہرے کا جائزہ لینے لگی۔ اس میک اپ میں وہ ایک ادھیڑ عمر عورت دکھائی دے رہی تھی لیکن اس کا چہرہ اب بھی خوبصورت دکھائی دے رہا تھا وہ ڈریسنگ ٹیبل سے ہٹ کر صوفے پر آ بیٹھی۔ اس کے آگے میز پر ٹیلی فون، سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر رکھا ہوا تھا جبکہ صوفے کی سائیڈ میں اس کا پرس بھی موجود تھا۔ اس نے گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے پیکٹ سے ایک سگریٹ نکالا اور پیکٹ قریب رکھے ہوئے پرس میں رکھ لیا۔ پھر اس نے لائٹر سے سگریٹ سلگایا اور ایک دو کش لینے کے بعد فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ملانے کے بعد وہ انتظار کرنے لگی۔

"ہیلو۔ فلپ سپیکنگ"..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"تھریسیا بول رہی ہوں فلپ"..... تھریسیا نے باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ یس مادام ۔ حکم فرمائیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے ساتھی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں آ رہی ہوں ۔ ہوشیار رہنا"۔۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

"بہت بہتر مادام ۔ کیا آپ تنہا جائیں گی"۔۔۔۔ فلپ نے پوچھا۔

"ہاں ۔ کیا گاڑی آ گئی ہے"۔۔۔۔ تھریسیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یس مادام ۔ برآمدے کے آگے کھڑی ہے ۔ فیول بھی فل ہے"۔۔۔۔ فلپ نے کہا۔

"اوکے ۔ میں آ رہی ہوں ۔ باہر کی کیا پوزیشن ہے"۔۔۔۔ تھریسیا نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے پوچھا۔

"نارمل ہے مادام ۔ دور تک کوئی مشکوک آدمی یا گاڑی موجود نہیں ہے ۔ میں ابھی ابھی دیکھ کر آیا ہوں"۔۔۔۔ فلپ نے جواب دیا تو تھریسیا نے رسیور رکھا ہی تھا کہ میز پر رکھے ٹرانسمیٹر سے مخصوص ٹون ابھرنے لگی تو تھریسیا نے جلدی سے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور پھر اس کے پینڈے میں ابھری ہوئی جگہ پر انگوٹھے سے دباؤ ڈال دیا۔

"ہیلو تھریسیا ۔ سنگ ہی کالنگ ۔ اوور"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے سنگ کی ہی آواز سنائی دی۔

"یس ۔ تھریسیا رسیونگ یو ۔ میں بہت دیر سے تمہاری کال کا انتظار کر رہی تھی ۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

"سوری ۔ ایک شخص میرے پیچھے لگ گیا تھا اس لئے مجھے یہاں

پہنچنے میں دیر ہو گئی ۔ اوور"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا۔

"اوہ ۔ کون تھا وہ ۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"عمران کا کوئی ساتھی تھا ۔ اوور"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا اور پھر تفصیل بتانے لگا۔

"پھر ۔ کیا تم نے اسے ختم کر دیا ۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے پوچھا۔

"نہیں ۔ معذور کر کے چھوڑ دیا ہے ۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا ۔ اوور"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا۔

"چھوڑ کیوں دیا ۔ کیا اس پر رحم آ گیا تھا تمہیں ۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"رحم نہیں ۔ محض اس لئے چھوڑ دیا کہ وہ ہوش میں آ کر ایکسٹو کو اپنی مدد کے لئے بلا سکے اور ایکسٹو اس کی حالت کے پیش نظر آج رات کے لئے ہماری طرف سے غافل ہو جائے ۔ اوور"۔۔۔۔ سنگ ہی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بہرحال ۔ اب کیا پوزیشن ہے ۔ میں روانہ ہو رہی ہوں ۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

"آ جاؤ ۔ میں ڈرائیور کی جگہ لے چکا ہوں ۔ اوور"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا۔

"اوکے ۔ راجر کہاں ہے ۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے صوفے سے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ باہر موجود ہے ۔ آپریشن کے دوران کوئی خطرہ ہوا تو سگنل

دے دے گا۔اوور اینڈ آل"... سنگ ہی نے کہا اور پھر سلسلہ منقطع ہونے پر تھریسیا نے بھی ٹرانسمیٹر آف کیا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ایک منٹ بعد اس کی سیاہ رنگ کی سوزوکی کار سڑک پر دوڑ رہی تھی اور وہ خود ہی ڈرائیونگ کر رہی تھی۔پرنس چوک پر پہنچ کر اس نے کار ایئرپورٹ کو جانے والی سڑک پر موڑ دی۔وہ وقفہ وقفہ سے بیک مرر میں پیچھے کا جائزہ لے رہی تھی لیکن ٹریفک کا رش اور عقب میں آنے والی گاڑیوں کی ہیڈ لائٹس کی چمک میں اسے یہ اندازہ کرنے میں دشواری ہو رہی تھی کہ کوئی گاڑی اس کے تعاقب میں ہے یا نہیں۔

چند منٹ بعد اس نے کار ایک کے چوراہے سے بائیں جانب موڑ دی۔اس سڑک پر دور تک بڑے بڑے بنگلے دکھائی دے رہے تھے۔مین روڈ اور بنگلوں کے درمیان ایک سروس روڈ تھی جو بنگلوں کے آگے سے گزر رہی تھی۔ایک موڑ سے اس نے کار سروس روڈ پر ڈال دی اور پھر چند بنگلوں کے بعد نظر آنے والی سٹریٹ پر مڑ گئی۔اس پر دونوں جانب بنگلے تھے لیکن کوئی گاڑی نظر نہیں آ رہی تھی۔تھریسیا نے بائیں ہاتھ پر واقع ساتویں بنگلے کے گیٹ سے چند قدم پیچھے کار روکی اور انجن بند کر کے کار سے نیچے اتر آئی۔

چند لمحوں بعد وہ اس بنگلے کے گیٹ پر کھڑی کال بیل بجا رہی تھی تقریباً دس سیکنڈ بعد گیٹ کے بالائی حصے میں ایک چھوٹا سا خانہ کھل گیا۔بنگلے کے اندر بھی روشنی ہو رہی تھی اور باہر بھی ایک بلب جل

رہا تھا۔گیٹ کے خانے سے ایک آدمی نے اس کی طرف دیکھا۔

"جی۔آپ کو کس سے ملنا ہے"... اس آدمی نے پوچھا۔

"پروفیسر ہاشمی صاحب کی بیگم سے"... تھریسیا نے بارعب لہجے میں کہا۔

"آپ کون ہیں اور کس سلسلے میں بیگم صاحبہ سے ملاقات کرنا چاہتی ہیں"... اندر موجود آدمی نے شائستہ لہجے میں کہا۔

"انہیں میرا نام بتاؤ۔میں ڈاکٹر سلطانہ ہوں"... تھریسیا نے کہا تو اندر موجود شخص نے کھڑکی نما خانہ بند کر دیا اور پھر تقریباً دو منٹ بعد گیٹ کھل گیا۔اندر وہی آدمی کھڑا تھا۔اس کے کندھے سے مشین گن جھول رہی تھی۔اس نے سر سے تھریسیا کو اندر آنے کا اشارہ کیا تو تھریسیا اندر آئی تو اس شخص نے گیٹ بند کر دیا۔

"تشریف لائیے"... اس شخص نے عمارت کے برآمدے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور تھریسیا اس کے پیچھے چل دی۔وسیع کمپاؤنڈ سے گزر کر گن بردار برآمدے میں داخل ہوا۔چند لمحوں بعد وہ راہداری کے تیسرے دروازے پر رکا اور اس کے اشارے پر تھریسیا پردہ ہٹا کر کمرے میں داخل ہو گئی۔یہ ڈرائینگ روم تھا جو اعلیٰ فرنیچر سے آراستہ تھا۔سامنے صوفے پر ایک ادھیڑ عمر اور باوقار عورت بیٹھی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔تھریسیا کو دیکھ کر وہ مسکرا دی۔تھریسیا نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے سلام کیا۔

"ہیلو ڈاکٹر۔تشریف رکھیئے"... ادھیڑ عمر عورت نے کہا اور

بائیں جانب اشارہ کر دیا۔

" تھینک یو مسز ہاشمی ۔ کیسی طبیعت ہے آپ کی "..... تھریسیا نے بائیں جانب سنگل صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

" ٹھیک ہے ۔ بس کبھی کبھی دورہ پڑتا ہے ۔ آپ کہاں سے تشریف لائی ہیں "..... مسز ہاشمی نے پوچھا۔

" میں پولی کلینک میں کل سے ڈیوٹی پر آئی ہوں ۔ اس سے پہلے سی ایم ایچ میں تھی ۔ مرگی جیسے موذی مرض پر میں نے کافی ریسرچ کی ہے اور اس کے علاج کے لئے ایکریمیا میں ایک سالہ کورس بھی کیا ہے ۔ مجھے آج کلینک انچارج نے بتایا کہ ملک کی ایک نامور شخصیت پروفیسر ہاشمی کی بیگم بھی اس مرض میں عرصہ دراز سے مبتلا ہے اور گزشتہ روز بھی آپ کلینک پر تشریف لائی تھیں ۔ یہ معلوم ہونے پر میں نے فیصلہ کیا کہ ڈیوٹی ٹائم ختم ہونے پر آپ سے ملوں گی اور علاج کے سلسلے میں اپنی خدمات پیش کروں گی "..... تھریسیا نے کہا۔

" بہت بہت شکریہ ڈاکٹر ۔ آپ نے بڑی زحمت کی ہے میرے لئے آپ کے لئے کیا منگواؤں ۔ چائے یا کولڈ ڈرنک "..... مسز ہاشمی نے انتہائی شکر گزار لہجے میں کہا۔

" تکلف کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں کلینک سے چائے پی کر چلی تھی ۔ پروفیسر صاحب غالباً آرام کر رہے ہوں گے "..... تھریسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ وہ بارہ بجے سے پہلے آرام نہیں کرتے ۔ آفس سے آتے ی ریسرچ کے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں "..... مسز ہاشمی نے کہا۔

" کاش میں اس عظیم شخص سے شرف ملاقات حاصل کر سکتی ۔ میں عرصہ سے ان کی مداح ہوں "..... تھریسیا نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

" مگر وہ تو کسی سے نہیں ملتے "..... مسز ہاشمی نے کہا۔

" مجھے انہیں دیکھنے کا بہت شوق ہے ۔ اگر آپ ایک منٹ کے لئے مجھے ان کا دیدار کرا دیں تو آپ کی احسان مند رہوں گی "..... تھریسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" احسان کیسا ۔ آپ نے محض میری تکلیف کا سن کر یہاں آنے کی زحمت گوارا کی ہے تو میں آپ کی بات کیسے ٹال سکتی ہوں ۔ اگرچہ ان کی یہ سخت ہدایت ہے کہ اگر کام کے دوران صدر مملکت بھی آجائیں تو انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے "..... مسز ہاشمی نے کہا۔

" اوہ ۔ تو پھر میری وجہ سے وہ آپ سے خفا ہوں گے "..... تھریسیا نے کہا۔

" نہیں ۔ میں انہیں ڈسٹرب نہیں کروں گی ۔ دروازے سے آپ کو دکھاؤں گی ۔ آئیے "..... مسز ہاشمی نے اٹھتے ہوئے کہا تو تھریسیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی ۔ مسز ہاشمی راہداری والے دروازے کی بجائے بائیں جانب والے درمیانی دروازے کی طرف بڑھی ۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر آ گئی ۔ یہ بیڈ روم تھا ۔ اس میں بیڈ کے سرہانے کی جانب

ایک آہنی الماری تھی ۔ مسز ہاشمی اس الماری کے قریب آئی اور الماری کھول کر اس میں ہاتھ ڈالا اور پھر الماری بند کر کے پیچھے ہٹی ۔ دوسرے ہی لمحے الماری اپنی جگہ سے بائیں جانب سرک گئی ۔ اب سامنے سپاٹ دیوار پر ایک ابھری ہوئی جگہ دکھائی دے رہی تھی ۔ مسز ہاشمی نے اس ابھری ہوئی جگہ پر انگوٹھے سے دباؤ ڈالا تو دوسرے ہی لمحے وہاں سے دیوار کا ایک حصہ دائیں جانب ہٹتا چلا گیا اور دروازہ نما خلا کے اندر سیڑھیاں دکھائی دینے لگیں ۔ سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں اور نیچے تہہ خانے میں روشنی تھی۔

مسز ہاشمی نے پلٹ کر تھریسیا کو پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور سیڑھیاں اترنے لگی ۔ تھریسیا بھی اس کے پیچھے سیڑھیاں اترنے لگی ۔ دس بارہ سیڑھیاں اتر کر وہ دونوں تہہ خانے میں پہنچ گئیں ۔ سامنے ایک کشادہ راہداری تھی جس میں دو بڑے بڑے کمرے تھے ۔ ان میں آہنی دروازے تھے اور وہ بند تھے ۔ مسز ہاشمی پہلے دروازے پر رکی اور پھر دروازے کے پہلو میں نصب ایک بٹن دبا دیا ۔ دوسرے ہی لمحے دروازہ کوئی آواز پیدا کئے بغیر سلائیڈ ڈور کی طرح ایک جانب سرک گیا۔

سامنے ایک ہال نما کمرہ تھا ۔ جہاں ایک بڑی سی میز پر مختلف سائنسی آلات دکھائی دے رہے تھے ۔ ایک دراز قامت شخص دروازے کی طرف پشت کئے میز کے آگے کھڑا کسی کام میں مصروف تھا ۔ مسز ہاشمی نے تھریسیا کی طرف دیکھ کر اس آدمی کی طرف اشارہ

کیا اور اس کے کان کے قریب منہ کر کے اسے آہستہ سے بتایا کہ وہ پروفیسر ہاشمی ہیں ۔ تھریسیا نے سر ہلایا اور پیچھے ہٹ کر سائیڈ پر ہو گئی مسز ہاشمی نے دوبارہ بٹن دبایا اور دروازہ پہلے کی طرح کوئی آواز پیدا کئے بغیر بند ہو گیا۔

" آئیے "... مسز ہاشمی نے واپس سیڑھیوں کی طرف بڑھتے ہوئے تھریسیا سے کہا ۔ تھریسیا نے اس کے پیچھے قدم اٹھاتے ہوئے اپنا پرس کھولا اور اس میں سے چھوٹی سی پرفیوم سپرے ٹائپ کی شیشی نکال لی اور پھر شیشی کا رخ مسز ہاشمی کے سر کی طرف کر دیا۔

" ایک منٹ پلیز "... تھریسیا نے سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر رکتے ہوئے کہا تو مسز ہاشمی نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا ہی تھا کہ تھریسیا نے شیشی پر نصب چھوٹا سا بٹن دبا دیا ۔ شیشی سے سفید رنگ کی گیس کی لہر نکل کر مسز ہاشمی کے چہرے سے ٹکرائی ۔ ایک لمحہ کے لئے اس کی آنکھوں میں تحیر نمودار ہوا مگر دوسرے ہی لمحے وہ لڑکھڑائی اور فرش پر گرتی چلی گئی ۔ تھریسیا نے فوراً ہی پرس سے لائٹر نما ٹرانسمیٹر نکالا اور آن کر دیا۔

" ہیلو سنگ ہی ۔ تھریسیا کالنگ ۔ اوور "... تھریسیا نے آہستہ آواز میں کہا۔

" میں آ گیا ہوں تھریسیا ۔ اوور "... ٹرانسمیٹر سے سنگ ہی کی آواز سنائی دی تو تھریسیا نے بے اختیار سر اٹھا کر اوپر دیکھا ۔ تہہ خانے کے دہانے میں ایک آدمی کھڑا تھا جس کے جسم پر ڈرائیور کی یونیفارم اور

ہاتھ میں ریوالور تھا۔ وہ سنگ ہی تھا لیکن میک اپ میں تھا۔ تھریسیا نے سر کے اشارے سے اسے نیچے آنے کا اشارہ کیا اور لائٹر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اب تھریسیا کے لئے پروفیسر ہاشمی سے ڈائری کا حصول کوئی مشکل کام نہیں تھا جبکہ سنگ ہی بھی اس کے ساتھ تھا۔ البتہ پروفیسر ہاشمی کو ٹریس کرنا تھریسیا کے لئے خاصا مشکل ثابت ہونا تھا کیونکہ وہ نہ تو کسی سے ملتے تھے اور نہ ہی انہوں نے اپنی جان پہچان بڑھائی تھی۔ وہ اپنے ہمسایوں سے بھی نہیں ملتے تھے اور نہ ہی انہوں نے اپنی کوٹھی کے باہر اپنے نام کی نیم پلیٹ لگوائی تھی۔ کوٹھی کے باہر ان کے بیٹے کے نام کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی جو ایکریمیا میں سیٹل تھا اور وہاں کی ایک یونیورسٹی میں شماریات کا پروفیسر تھا۔

شادمان کالونی میں داخل ہو کر عمران نے پانچویں گلی میں کار موڑی اور سائیڈ پر روک کر انجن بند کر دیا اور پھر کار سے اتر کر پیدل ہی آگے بڑھنے لگا۔ رات کے آٹھ بجے تھے اور کالونی میں گاڑیوں کی آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھی۔ اس کشادہ گلی میں دونوں جانب بنگلے بنے ہوئے تھے۔ سٹریٹ لائٹس جل رہی تھیں اس لئے گلی میں تاریکی نہیں تھی۔ بنگلوں کے اندر اور باہر بھی روشنیاں تھیں۔ عمران میک اپ میں تھا اور شکل سے ایکریمین لگ رہا تھا۔ وہ بائیں ہاتھ کے تیسرے بنگلے کے گیٹ پر پہنچا تو گیٹ بند تھا۔ اس نے گیٹ پر ہاتھ مارا اور ہاتھ جیب میں ڈال کر انتظار کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد گیٹ میں چھوٹی سی کھڑکی کھلی اور اس میں سے ایک شخص کا چہرہ نظر آیا۔ اس کی گھنی مونچھیں اور چھوٹی سی داڑھی تھی اور شکل سے وہ مقامی لگتا تھا۔

"تم کون ہو"... عمران کو دیکھ کر اس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کارٹر ہوں۔ گیٹ کھولو"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس سے ملنا ہے"... گارڈ نے پھر پوچھا۔

"شاید تم مجھے نہیں جانتے۔ مجھے ماسٹر نے طلب کیا ہے۔ میں پوائنٹ سکس سے آرہا ہوں"... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو گارڈ چونکا اور اس نے کھڑکی بند کر کے گیٹ کھول دیا۔ عمران اندر آگیا۔ گارڈ کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ سامنے برآمدے میں ایک سفید فام کھڑا عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران نے محسوس کر لیا تھا کہ گارڈ کی داڑھی اور مونچھیں مصنوعی ہیں۔ یقیناً وہ میک اپ میں تھا۔ اس نے گیٹ بند کر دیا۔ عمران برآمدے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ برآمدے میں کھڑا سفید فام اسے اجنبی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"ہیلو"... عمران نے قریب پہنچ کر سفید فام سے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"ہیلو۔ تم کون ہو"... سفید فام نے ہاتھ ملاتے ہوئے پوچھا۔

"کارٹر۔ میں پوائنٹ سکس پر تھا۔ ماسٹر نے ٹرانسمیٹر پر مجھے یہاں پہنچنے کا حکم دیا ہے"... عمران نے کہا تو سفید فام چونکا اور پھر سر ہلاتے ہوئے اس نے عمران کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اس کے پیچھے تھا۔ سفید فام ایک کمرے میں داخل ہوا جو بائیں جانب پہلا کمرہ تھا۔ اس میں ایک میز اور چند کرسیاں رکھی تھیں۔ میز پر ٹیلی فون، شراب کی بوتل اور سگریٹ کا

پیکٹ نظر آرہا تھا۔

"آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا"... عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے فلپ کہتے ہیں۔ بیٹھو"... سفید فام نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود بھی عمران کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ماسٹر نے تمہیں کس سلسلے میں طلب کیا ہے"... فلپ نے گلاس میں شراب ڈالتے ہوئے پوچھا اور پھر گلاس عمران کے آگے رکھ دیا۔

"یہ انہوں نے نہیں بتایا۔ صرف اتنا ہی کہا تھا کہ ایک اہم مشن پر مجھے بھیجا جائے گا"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پیو۔ میں ماسٹر کو تمہاری آمد کی اطلاع دیتا ہوں"... فلپ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ میں ابھی دو پیگ پی کر آرہا ہوں۔ اور پی تو آؤٹ ہو جاؤں گا اور ماسٹر کے سامنے اس حالت میں گیا تو وہ مجھے گولی مار دیں گے۔ آپ تو جانتے ہیں کہ وہ سست آدمی کو ذرا بھی پسند نہیں کرتے"... عمران نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"فکر مت کرو۔ ماسٹر یہاں موجود نہیں ہے"... فلپ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا مادام بھی نہیں ہے"... عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں ۔ وہ بھی کسی مشن پر گئی ہیں ۔ ماسٹر کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہیں"۔۔۔ فلپ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور گلاس اٹھا کر خود گھونٹ لینے لگا۔

"ہو سکتا ہے مشن کے بارے میں مجھے مادام ہدایات دیں ۔ کیا وہ آنے والی ہیں"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"شاید تھوڑی دیر میں آ جائیں ۔ میں ان کی کال کا منتظر ہوں"۔۔۔ فلپ نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں بھی انتظار کر لیتا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"حیرت ہے کہ ماسٹر نے مجھے تمہاری آمد کے بارے میں نہیں بتایا"۔۔۔ فلپ نے گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"شاید انہوں نے ضروری نہ سمجھا ہو"۔۔۔ عمران نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"خبردار ۔ ہاتھ باہر رکھو"۔۔۔ فلپ نے یکدم غراتے ہوئے کہا تو عمران نے اس کی طرف دیکھا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا ۔ فلپ کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ریوالور نظر آ رہا تھا جس کا رخ عمران کی طرف تھا۔

"اوہ ۔ میں تو چیونگم نکال رہا تھا مسٹر فلپ"۔۔۔ عمران نے ہاتھ جیب سے نکالتے ہوئے کہا جس میں ایک چیونگم دبا ہوا تھا۔

"اس کے باوجود مجھے تم پر شک ہے ۔ ہاتھ بلند کر کے کھڑے ہو جاؤ"۔۔۔ فلپ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"کمال ہے ۔ ابھی تو آپ ٹھیک تھے ۔ اچانک مجھ پر کیوں شبہ ہو گیا"۔۔۔ عمران نے منہ بنا کر کہا اور ہاتھ بلند کر کے کھڑا ہو گیا۔

"اچانک نہیں ۔ مجھے اسی وقت تم پر شک ہو گیا تھا جب تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم پوائنٹ سکس سے آئے ہو اور تمہارا نام کارٹر ہے"۔۔۔ فلپ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"تو اس میں شک کرنے والی کیا بات ہے"۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"بات یہ ہے کہ کارٹر پوائنٹ سکس پر نہیں بلکہ پوائنٹ فور پر ہوتا تھا اور وہاں کارٹر اور چارلس دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں مارے گئے ہیں ۔ اب تم کیسے زندہ ہو کر یہاں آ گئے"۔۔۔ فلپ نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"میں کارٹر کی روح ہوں ۔ کیا تم روحوں پر یقین رکھتے ہو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے تم روح ہو یا بدروح"۔۔۔ فلپ نے غصے سے کہا اور دوسرے ہی لمحے اس نے میز کی سائیڈ میں نصب کوئی بٹن دبا دیا جس کے نتیجے میں باہر سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی ۔ بیل شاید برآمدے میں نصب تھی ۔ اس کا مطلب تھا کہ فلپ اپنے کسی آدمی کو بلا رہا تھا ۔ چند لمحوں بعد باہر سے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں ۔ عمران خاموش کھڑا فلپ کی طرف دیکھ رہا تھا ۔ فلپ کے ریوالور کا رخ عمران کے سینے کی طرف تھا اور وہ دونوں آمنے سامنے

کھڑے تھے جبکہ کمرے کا دروازہ ان کے پہلو کی جانب تھا۔

" مسٹر فلپ ۔ مذاق چھوڑیئے ۔ میرے پاس ٹرانسمیٹر لائٹر ہے ۔ آپ اس پر ماسٹر سے بات کر لیں"۔۔۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا اور ہاتھ نیچے کر کے جیب میں ڈالا لیکن دوسرے ہی لمحے فلپ نے اس پر فائر کر دیا ۔ عمران غافل نہیں تھا ۔ اسے پہلے ہی اندازہ تھا کہ فلپ اس پر فائر کر سکتا ہے ۔چنانچہ جونہی اس نے فلپ کو ریوالور کا ٹریگر دباتے دیکھا عمران اپنی جگہ سے اچھلا اور دو فٹ دور جا گرا ۔ بے آواز گولی پیچھے دیوار میں جا لگی ۔ عمران تیزی سے اٹھا ہی تھا کہ فلپ نے دوسرا فائر کر دیا لیکن اس مرتبہ بھی گولی نے دیوار کا پلستر ہی خراب کیا تھا۔

عمران سنگ آرٹ کا مظاہرہ کر کے خود کو بچانے میں کامیاب رہا تھا ۔ فلپ نے غصے سے جبڑے بھینچے اور تیسرا فائر کر دیا ۔ اس دوران عمران اپنی جیب سے گیس پسٹل نکال چکا تھا ۔ چنانچہ اس نے خود کو بچاتے ہوئے فلپ کے چہرے پر گیس پسٹل سے فائر کر دیا ۔ فلپ نے تیسری گولی ضائع ہونے پر حیرت سے اپنے ریوالور کی طرف دیکھا ہی تھا کہ لڑکھڑا کر فرش پر آ گرا ۔ اسی لمحے باہر سے وہی شخص کمرے میں داخل ہوا جس نے عمران کے لئے گیٹ کھولا تھا ۔ اس نے عمران کے ہاتھ میں پسٹل دیکھا تو بے اختیار چونک پڑا اور عمران نے اطمینان سے گیس پسٹل کا رخ اس کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔

کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے باوردی ڈرائیور نے گلی سے نکلتے ہی رفتار میں اضافہ کر دیا ۔ وہ سنگ ہی تھا جس نے پروفیسر ہاشمی کے ڈرائیور کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی جبکہ عقبی نشست پر بیٹھی تھریسیا بار بار گردن موڑ کر پیچھے آتی گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی ۔ سنگ ہی آئینے میں اس کی یہ حرکت دیکھ رہا تھا۔

" کیا بات ہے ۔ کیا ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے"۔۔۔ سنگ ہی نے پوچھا۔

" اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی ہوں"۔۔۔ تھریسیا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" بے فکر رہو ۔ ہمارے پیچھے راجر آ رہا ہے ۔ کوئی ایسی بات ہوئی تو وہ فوراً مجھے لائٹ سگنل دے دے گا"۔۔۔ سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پھر بھی ہمیں اپنے طور پر چوکنا رہنا چاہئے ۔ ایسا نہ ہو کہ جیتی ہوئی بازی ہار جائیں"۔۔۔ تھریسیا نے سخت لہجے میں کہا۔

" ناممکن ۔ ہمارے کسی آدمی کو ہمارے مشن کے بارے میں علم نہیں ہے ۔ صرف فلپ کو معلوم ہے اور نارمن کے ماتحت راجر کو لیکن راجر کو بھی اس سے زیادہ علم نہیں کہ اسے صرف پروفیسر ہاشمی کے بنگلے کی نگرانی کے لئے استعمال کیا گیا ہے"۔۔۔ سنگ ہی نے سامنے دیکھتے ہوئے پریقین لہجے میں کہا تو تھریسیا نے اس کی تائید میں سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد سنگ ہی نے ایک کالونی کی گلی میں کار موڑ دی اور تیسرے بنگلے کے گیٹ پر بریک لگاتے ہوئے ہارن بجایا ۔ اس کے پیچھے سبز رنگ کی کیڈلاک کار بھی آ کر رک گئی تھی جس میں ایک مقامی شخص سوار تھا اور وہ راجر ہی تھا ۔ چند لمحوں بعد گیٹ کھلا اور گیٹ کھولنے والا گیٹ کے بائیں طرف ہٹتا چلا گیا ۔ سنگ ہی اور راجر کی کاریں اندر آئیں اور گیٹ کھولنے والے گن بردار نے دوبارہ گیٹ بند کر دیا ۔ سنگ ہی نے برآمدے کے سامنے کار روکی اور تھریسیا کے ساتھ کار سے اتر آیا ۔ راجر نے سنگ ہی کی کار کے پیچھے اپنی کار روک دی تھی اور وہ بھی انجن بند کر کے کار سے نیچے اتر آیا تھا۔

" راجر ۔ تم باہر جا کر نگرانی کرو ۔ بہت محتاط رہنا ۔ کوئی بھی آدمی اس عمارت کی طرف متوجہ دکھائی دے تو مجھے سگنل دے دینا ۔ ہم تھوڑی دیر بعد یہاں سے روانہ ہو جائیں گے"۔۔۔ سنگ ہی نے پلٹ

ر راجر سے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر تھریسیا کے پیچھے برآمدے میں ۔ خل ہو گیا ۔ وہ دونوں چلتے ہوئے راہداری کے تیسرے کمرے میں داخل ہوئے اور سنگ ہی نے دروازہ بند کر دیا ۔ تھریسیا سامنے والے صوفے پر جا بیٹھی جبکہ سنگ ہی نے اس کے بائیں جانب بیٹھ کر پنی جیب سے ایک درمیانہ سائز کی ڈائری نکال لی۔

" تم نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے نا اسے"۔۔۔ تھریسیا نے اپنے پرس سے سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر نکالتے ہوئے سنگ ہی سے پوچھا۔

" ہاں ۔ اب مزید دیکھ رہا ہوں کہ اس میں کس چیز کے فارمولے درج ہیں"۔۔۔ سنگ ہی نے ڈائری کھولتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں ہیڈ کوارٹر کو کامیابی کی خوشخبری سناتی ہوں"۔۔۔ تھریسیا نے کہا اور سگریٹ سلگانے کے بعد اس نے جھک کر صوفے کے نیچے ہاتھ ڈالا ۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں سنہری رنگ کا ایک لاکٹ تھا ۔ یہ لاکٹ زنجیر کے بغیر تھا اور اس کی سطح کے درمیان ایک چوکور سرخ نگینہ نصب تھا ۔ تھریسیا نے سیدھے ہو کر اپنے بالوں میں لگی ایک ہیئر پن نکالی اور پھر اس پن کا ایک سرا لاکٹ کی عقبی جانب دھاتی سطح پر تین بار ٹچ کیا تو فوراً ہی لاکٹ کا سرخ نگینہ رنگت بدلنے لگا ۔ چند لمحوں میں نگینہ نیلا ہو گیا تھا۔

" ہیلو کمانڈر ۔ تھریسیا کالنگ ۔ فرام پاکیشیا ۔ اوور"۔۔۔ تھریسیا نے لاکٹ منہ کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

" یس ۔ ہیڈ کوارٹر رسیونگ یو ۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد لاکٹ سے ایک بلند آواز سنائی دی ۔

" کمانڈر کو اطلاع دی جائے کہ آپریشن پاکیشیا مکمل ہو گیا ہے ۔ پروفیسر ہاشمی کی ایجاد کا فارمولا ہم نے حاصل کر لیا ہے اور اب ہم واپسی کے لئے تیار ہیں ۔ اوور"۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

" گڈ نیوز ۔ ابھی کمانڈر تک یہ اطلاع پہنچا دی جائے گی ۔ پھر آپ کو کال کر کے واپسی کا پروگرام طے کر لیا جائے گا ۔ اوور"۔۔۔ لاکٹ سے آواز ابھری ۔

" اوکے ۔ ہم آج رات بلکہ دو گھنٹے کے اندر اندر یہاں سے روانہ ہونا چاہتے ہیں کیونکہ ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے خطرہ ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ فارمولا ہمارے ہاتھ سے نکل جائے ۔ اوور"۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

" آپ کو دس منٹ تک ہدایات مل جائیں گی ۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ لاکٹ سے آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو لاکٹ کا نگینہ خود بخود سرخ ہو گیا ۔ تھریسیا نے لاکٹ اپنی جیب میں رکھ لیا۔

" میرا خیال ہے نمبر نائن کو بھی تیار رہنے کی ہدایت کر دو اور ایک بوتل بھی منگوا لو ۔ میں روانگی سے پہلے ایک دو پیگ لینا چاہتا ہوں ۔ سارا دن کی بھاگ دوڑ نے میرے اعصاب سست کر دیئے ہیں"۔۔۔ سنگ ہی نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

" مشن کی کامیابی کی خوشی میں ایک پیگ میں بھی لوں گی"۔۔۔ تھریسیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو سنگ ہی اس کی بات سن کر مسکرانے لگا ۔ تھریسیا نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ملانے لگی۔

" ہیلو ۔ فلپ سپیکنگ"۔۔۔ چند لمحوں بعد فلپ کی آواز سنائی دی ۔

" تھریسیا بول رہی ہوں فلپ ۔ واپسی کے لئے تیار ہو جاؤ اور ایک بوتل اور دو گلاس میرے کمرے میں پہنچا دو"۔۔۔ تھریسیا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" فلپ کے بیج کا کیا بنے گا ۔ اسپیس راکٹ بیج کے بغیر اس کی شناخت نہیں کرے گا"۔۔۔ سنگ ہی نے تھریسیا سے کہا۔

" ابھی ہیڈ کوارٹر سے کال آئے گی تو میں اطلاع دے دوں گی"۔۔۔ تھریسیا نے بے پروائی سے کہا اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سفید فام فلپ شراب کی بوتل اور دو گلاس اٹھائے اندر داخل ہوا ۔ سنگ ہی اس کی طرف متوجہ ہو گیا ۔ فلپ اس کی طرف دیکھے بغیر قریب آ گیا تھا۔

" مشن مکمل ہو گیا ہے مادام"۔۔۔ فلپ نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

" ہاں فلپ ۔ میں نے اسپیس راکٹ منگوانے کے لئے ہیڈ کوارٹر کو کال کی ہے"۔۔۔ تھریسیا نے شراب کی بوتل اٹھاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ کیا واقعی مشن مکمل ہو گیا ہے مادام"۔۔۔ فلپ نے خوشی کا

اظہار کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"کیا تمہیں شک ہے فلپ"..... سنگ ہی نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں مسٹر سنگ ہی"..... دفعتاً دروازے کی طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی تو سنگ ہی اور تھریسیا نے چونکتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا اور بے اختیار اچھل پڑے۔ دروازے میں ایک سیاہ پوش ہاتھ میں ریوالور لئے کھڑا تھا اور اس کی نقاب سے جھانکتی آنکھیں ان دونوں پر مرکوز تھیں۔

"اوہ۔ ایکسٹو"..... سنگ ہی کے منہ سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

"ہاں۔ یہ اصلی ایکسٹو ہے"..... فلپ نے یکدم آواز بدل کر کہا اور جھپٹ کر میز پر رکھی ہوئی ڈائری اٹھا لی۔

"اوہ۔ عم۔ عم۔ عمران"..... تھریسیا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ وہ اپنی جگہ سے اچھل پڑی تھی۔

"آہستہ سویٹ ہارٹ۔ میں بہرہ نہیں ہوں"..... فلپ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو عمران ہی تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور اسی لمحے سنگ ہی نے یکدم اس کے ہاتھ سے ڈائری کھینچ لی مگر عمران نے فوراً ہی اس کے منہ پر گھونسا مار دیا اور ڈائری سنگ ہی کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر جا گری اور سنگ ہی صوفے سمیت الٹ گیا۔

"خبردار تھریسیا۔ تم اپنی جگہ سے ذرا بھی حرکت مت کرنا"..... ایکسٹو نے تھریسیا سے کہا جو صوفے کے قریب کھڑی تھی۔ تھریسیا نے

صوفے سے چند قدم کے فاصلے پر فرش پر پڑی ڈائری کی طرف دیکھا اور پھر ایکسٹو کو گھورنے لگی۔ ایکسٹو آگے بڑھا اسی لمحے سنگ ہی نے دونوں پیروں سے صوفہ عمران پر اچھال دیا اور ساتھ ہی اس نے ڈائری کی طرف جست لگائی لیکن عمران نے صوفے سے خود کو بچاتے ہوئے سنگ ہی پر چھلانگ لگائی اور اس کے اوپر آگرا۔ سنگ ہی نے فرش پر منہ کے بل گرتے ہی تیزی سے پلٹا کھایا اور عمران اس کے اوپر سے فرش پر لڑھک گیا۔ سنگ ہی بجلی کی سی تیزی سے عمران کے سینے پر سوار ہو گیا اور دونوں ہاتھ عمران کے گلے پر جما دیئے۔

"تھریسیا۔ ڈائری لے کر نکل جاؤ"..... سنگ ہی نے عمران کا گلا دبا کر چیختے ہوئے کہا لیکن تھریسیا ایکسٹو کے ریوالور کی زد میں تھی جو دروازے سے ہٹ کر قریب آ پہنچا تھا۔ عمران نے یکدم سنگ ہی کا سر دونوں ہاتھوں میں جکڑ کر اپنی طرف جھکایا اور جھٹکے سے اس کا چہرہ اپنے سر سے ٹکرا دیا۔ سنگ ہی کے منہ سے بے ساختہ کراہ نکلی اور عمران کے گلے سے اس کے ہاتھ ہٹ گئے۔

عمران نے تیزی سے کروٹ لی اور سنگ ہی بائیں جانب لڑھک گیا لیکن اس نے پھرتی سے اٹھتے ہوئے اپنی جیب سے ریوالور نکالا اور عمران پر فائر کر دیا۔ بے آواز گولی عمران کی طرف لپکی لیکن عمران کروٹ بدل کر اپنی جگہ چھوڑ گیا اور گولی میز پر رکھی شراب کی بوتل کو جا لگی۔ دوسرے ہی لمحے بوتل کی کرچیاں اڑیں اور کمرے میں پھیل گئیں۔ اس کے ساتھ ہی ایکسٹو نے سنگ ہی پر فائر کھول دیا۔

گولی سنگ کے ریوالور والے ہاتھ پر لگی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا۔

عمران نے پھرتی سے اٹھتے ہوئے سنگ ہی پر چھلانگ لگائی اور اس کے اوپر آگرا۔ ایکسٹو کے فائر کرتے ہی تھریسیا اپنی جگہ سے فٹ بال کی مانند اچھلی اور ایکسٹو کے ہاتھ پر ٹھوکر جماتی ہوئی دوسری طرف جا گری۔ ایکسٹو کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا لیکن اس نے فوراً ہی رخ بدل کر تھریسیا کے پہلو میں زوردار ٹھوکر جمائی اور وہ اٹھنے کی کوشش میں کراہتے ہوئے دوسری جانب الٹ گئی۔ ایکسٹو اس کی طرف لپکا ہی تھا کہ تھریسیا نے فوراً ہی فرش پر لٹو کی طرح گھوم کر دونوں ایڑیاں ایکسٹو کی ٹانگوں پر مار دیں اور ایکسٹو بے اختیار جھک گیا۔ تھریسیا نے دوبارہ اس کے جھکے ہوئے سر پر ایڑیاں مارنے کی کوشش کی لیکن ایکسٹو نے فوراً ہی دونوں ہاتھوں سے اس کی پنڈلیاں پکڑ لیں اور اسے فرش پر گھمانے لگا۔

دوسری طرف عمران سنگ ہی کی پشت سے لپٹا ہوا اسے فرش پر رگید رہا تھا۔ سنگ ہی کے سینے پر اس نے اپنے دونوں ہاتھ باندھے ہوئے تھے اور سنگ ہی کے بازو بھی اس کے گھیرے میں جکڑے ہوئے تھے۔ سنگ ہی اس کے ہاتھوں کو کھولنے کے لئے پورا زور لگا رہا تھا۔

"اس مرتبہ تم بڑی دیر بعد میرے قابو میں آئے ہو۔ پروفیسر ہاشمی کی ایجاد کا فارمولا تم زیرو لینڈ لے جانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

یہ میری قوم کی امانت ہے"..... عمران نے سنگ کی پیشانی فرش سے ٹکراتے ہوئے غرا کر کہا۔

"میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا"..... سنگ ہی نے غراتے ہوئے کہا۔

"اور میں تمہاری کھوپڑی کے ٹکڑے کر ڈالوں گا"..... عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا اور سنگ ہی کی زخمی پیشانی فرش پر ٹکرانے کے لئے عقب سے اس کے سر پر اپنے سر کی ٹکر مار دی۔ اس مرتبہ سنگ ہی کے حلق سے دبی دبی سی چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے اپنے جسم کو بائیں جانب جھٹکا دیا اور عمران کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ ساتھ ہی وہ بائیں جانب الٹ گیا۔ سنگ ہی نے پھرتی سے سیدھے ہوتے ہوئے عمران کے جبڑے پر گھونسا مار دیا اور اٹھ کر ڈائری کی طرف لپکا ہی تھا کہ عمران نے اس کا پاؤں پکڑ کر کھینچ لیا۔ سنگ ہی منہ کے بل فرش پر گرا اور اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ عمران نے پھرتی سے اس پر چھلانگ لگائی لیکن سنگ ہی نے تیزی سے سیدھے ہو کر عمران کو دونوں پاؤں پر روکا اور پوری قوت سے اچھال دیا۔

تھریسیا نے تیسرے چکر پر ہاتھ بڑھا کر میز کی ٹانگ پکڑ لی اور میز الٹ کر اس کے پہلو میں آگری۔ ایکسٹو نے فوراً ہی اس کی ٹانگیں چھوڑیں اور اس کے پہلو میں ٹھوکر مار دی۔ تھریسیا چیختی ہوئی دوسری طرف کروٹ بدل گئی۔ ایکسٹو نے جھک کر اس کے سر کے بال

مٹھی میں جکڑ لئے لیکن جھٹکا دیتے ہی بالوں کی پوری وگ اس کے
ہاتھ میں آ گئی اور اسی لمحے تھریسیا نے اس کی طرف کروٹ لیتے ہوئے
ایکسٹو کی پنڈلی پر کھڑی ہتھیلی کی ضرب جما دی ۔ ایکسٹو بے اختیار
لڑکھڑایا اور تھریسیا اچھل کر کھڑی ہو گئی ۔ اس سے پہلے کہ ایکسٹو
اس کی طرف بڑھتا تھریسیا نے بجلی کی سی تیزی سے ساتھ اپنے کان
سے ٹاپس نوچ کر فرش پر دے مارا اور دوسرے ہی لمحے کمرے میں
یکدم گہرا کثیف دھواں پھیلتا چلا گیا۔

عمران سنگ ہی کے پیروں کی ضرب سے اچھل کر عقب میں
پڑے صوفے سے جا ٹکرایا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا کمرے
میں تاریکی پھیل گئی تھی ۔ عمران نے فوراً ہی سنگ ہی پر چھلانگ
لگائی لیکن اسے فرش چاٹنا پڑا ۔ سنگ ہی اپنی جگہ سے غائب تھا۔
عمران منہ کے بل فرش پر گرا لیکن فوراً ہی اٹھ کر اس نے دروازے
کی طرف چھلانگ لگا دی لیکن تاریکی کے باعث اس کا اندازہ غلط تھا
اور وہ دیوار سے جا ٹکرایا ۔ راہداری سے دوڑتے بھاگتے قدموں کی
آہٹیں ابھر رہی تھیں جو دور ہوتی جا رہی تھیں ۔ عمران ٹٹولتا ہوا
دروازے تک پہنچا ۔ دھواں راہداری میں بھی پہنچ چکا تھا ۔ عمران
تیزی سے باہر آیا مگر پھر کسی خیال کے تحت رک گیا۔

چند لمحوں بعد دھواں کم ہونے لگا ۔ وہ کمرے میں آیا اور دروازے
کے ساتھ نصب سوئچ بورڈ کے تمام بٹن آن کرنے لگا لیکن نہ ٹیوب
لائٹ جلی اور نہ ہی پنکھا ۔ شاید شارٹ سرکٹ ہوا تھا ۔ اس نے فو

ی جیب میں ہاتھ ڈالا اور سگریٹ لائٹر نکال کر جلا لیا ۔ لائٹر کے شعلے
سے کمرے میں روشنی ہو گئی تو اس نے فرش پر ادھر ادھر دیکھا لیکن
فرش پر کہیں وہ ڈائری دکھائی نہ دی ۔ عمران نے گری ہوئی میز
سیدھی کر کے اس جگہ کا جائزہ لیا اور اس کی نگاہیں وہاں پڑے ہوئے
ایک لاکٹ پر جم کر رہ گئیں ۔ لاکٹ کے ساتھ چین نہیں تھی ۔
ٹھیک اسی لمحے باہر سے قدموں کی آہٹیں بلند ہوئیں اور عمران نے
تیزی سے وہ لاکٹ اٹھا کر مٹھی میں دبا لیا ۔ لاکٹ میں ایک چوکور
سرخ رنگ کا نگینہ جڑا ہوا تھا ۔ اسی لمحے نقاب پوش ایکسٹو کمرے میں
داخل ہوا۔

"اوہ ۔ کیا ہوا"... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"دونوں نکل گئے"... ایکسٹو کے روپ میں موجود بلیک زیرو نے
گہرا سانس لیتے ہوئے کہا تو غصے کی شدت سے عمران نے جبڑے بھینچ
لئے ۔

ٹیکسی قاسم پورہ کے قریب پہنچی جو شہر کے آخری حصے میں ایک کچی آبادی تھی اور اس کی دوسری جانب نہر کا پل تھا۔

" قاسم پورہ آگیا ہے بیگم صاحبہ ۔ بستی کے اندر جائیں گی یا باہر اتریں گی"... ڈرائیور نے ٹیکسی کی رفتار کم کرتے ہوئے پوچھا۔

" تھوڑا آگے ۔ نہر کے پل پر"... عقبی نشست پر بیٹھی ہوئی تھریسیا نے جواب دیا تو ڈرائیور نے بریک پیڈ سے پاؤں ہٹا لیا۔ پھر پل پر پہنچ کر ٹیکسی روکی ہی تھی کہ اسے گردن میں عجیب سی چبھن محسوس ہوئی شاید کسی مچھر نے کاٹا تھا ۔ ڈرائیور نے بے اختیار ایک ہاتھ اپنی گردن پر پھیرا مگر دوسرے ہی لمحے اس کا سر جھکتا چلا گیا ۔ عقبی نشست پر بیٹھی ہوئی تھریسیا نے ہاتھ میں موجود چھوٹی سی نلکی پرس میں رکھی اور اٹھ کر اسٹیئرنگ پر منہ کے بل پڑے ڈرائیور کو ہلایا لیکن وہ بے ہوش ہو چکا تھا ۔ تب تھریسیا نے ڈرائیور کی بغلوں

میں ہاتھ دے کر اسے اپنی طرف کھینچا اور عقبی سیٹوں کے درمیان آ کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھی۔

تھریسیا نے انجن سٹارٹ کر کے ٹیکسی آگے بڑھا دی ۔ پل کی دوسری جانب سڑک کے دونوں جانب دور تک کھیتوں کے سلسلے تھے جبکہ سڑک کے کنارے گھنے درخت تھے ۔ اس نے ٹیکسی بائیں جانب موڑی اور درختوں کے عقب میں آ کر روک دی ۔ انجن بند کر کے اس نے ٹیکسی کی تمام لائٹس بجھا دیں اور پھر اپنے پرس سے سگریٹ لائٹر نکالا اور اس کے پیندے میں انگوٹھے سے دباؤ ڈال کر منہ کے قریب کر لیا۔

" ہیلو سنگ ہی ۔ تھریسیا کالنگ ۔ اوور"... تھریسیا نے کہا۔

" یس تھریسیا ۔ سنگ ہی رسیونگ یو ۔ اوور"... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے سنگ ہی کی آواز سنائی دی۔

" تم کہاں ہو سنگ ہی ۔ فارمولا تمہارے پاس ہے یا نہیں ۔ اوور"... تھریسیا نے پوچھا۔

" ہاں ۔ اندھیرا ہوتے ہی میں نے فوراً ڈائری کی طرف جست لگائی تھی ۔ تم نے عین وقت پر کام دکھایا ورنہ شاید فارمولا ایکسٹو کے ہاتھ میں چلا جاتا اور ہماری ساری جدوجہد بے کار ہو جاتی ۔ اوور"... سنگ ہی نے کہا۔

" اوہ ۔ شکر ہے ہماری محنت اکارت نہیں گئی ۔ مگر اب تم ہو کہاں ۔ اوور"... تھریسیا نے پوچھا۔

" میں اس وقت جنرل بس اسٹینڈ کے ایک واش روم میں ہوں ۔ مجھے معلوم تھا کہ پوری عمارت پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا قبضہ ہے اور کمپاؤنڈ میں بھی ایکسٹو کے ساتھی ہوں گے اس لئے میں نے وہاں سے گاڑی لینے کا رسک لینے کی بجائے چھت کا رخ کیا اور چھت سے سائیڈ کے ننگے میں واقع اس درخت پر پہنچا جس کی مضبوط شاخ ہماری عمارت کی طرف جھکی ہوئی تھی ۔ اس شاخ کے ذریعے پڑوس کے ننگے میں اترنے کے بعد میں اس کے عقبی کمپاؤنڈ کی دیوار سے عقبی گلی میں پہنچا تھا ۔ وہاں کھڑی اپنی کار لی اور پرنس چوک پر کار چھوڑ کر ٹیکسی کے ذریعے یہاں پہنچا ہوں ۔ تم سناؤ ۔ اوور "..... سنگ ہی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" میں شہر کی شمالی سمت میں شہر سے باہر بڑی نہر کے پاس پہنچ چکی ہوں اور میں نے ٹیکسی ڈرائیور کو بے ہوش کر کے ٹیکسی پر قبضہ کر لیا ہے ۔ اب تم جلدی سے یہاں پہنچو ۔ اوور "..... تھریسیا نے کہا۔

" اوکے ۔ میں دس منٹ میں پہنچ جاؤں گا تمہارے پاس ۔ تم ہیڈ کوارٹر کال کر کے اسپیس راکٹ منگوا لو ۔ شہر میں وسیع پیمانے پر ہماری تلاش شروع ہو گئی ہو گی ۔ اوور "..... سنگ ہی نے کہا۔

" میں ابھی ہیڈ کوارٹر سے بات کرتی ہوں ۔ اوور اینڈ آل "..... تھریسیا نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ پھر اس نے ٹیکسی کی اندرونی لائٹ جلائی اور پرس سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر ایک سگریٹ

سلگانے کے بعد اپنی جیب میں ہاتھ ڈال دیا لیکن دوسرے ہی لمحے چونک کر اس نے تیزی سے سگریٹ ڈیش بورڈ پر نصب ایش ٹرے میں رکھا اور دونوں ہاتھوں سے اپنی جیب کی تلاشی لینے لگی۔

لمحہ بہ لمحہ اس کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی اور اس کے ہاتھ اضطرابی انداز میں حرکت کر رہے تھے ۔ یقیناً اسے کسی اہم چیز کی تلاش تھی ۔ اپنی جیب کی تلاشی کے بعد وہ ٹیکسی سے اتری اور پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر عقبی نشست کا جائزہ لیا ۔ پھر اندر آ کر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کا بے ہوش جسم کھینچ کر سیٹ پر ڈالا اور مطلوبہ چیز تلاش کرنے لگی ۔ ناکام ہو کر اس نے اپنے پرس سے چھوٹی سی ٹارچ نکال کر روشن کی اور عقبی نشست کے نیچے روشنی ڈالنے لگی۔

سیٹ کے نیچے کچھ نہیں تھا ۔ صرف میٹ بچھا ہوا تھا ۔ پانچ منٹ کی مسلسل کوشش کے بعد وہ مایوس ہو کر پھر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھی اور اندرونی لائٹ آف کر کے سوچنے لگی ۔ چند منٹ بعد کسی گاڑی کی آواز سنائی دی اور پھر سڑک پر روشنی محسوس کر کے وہ ٹیکسی سے اتر آئی ۔ پل سے آتی کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس دکھائی دیں اور پھر ایک کار سڑک پر اس کے تقریباً سامنے آ رکی ۔ اس کی ہیڈ لائٹس کے انعکاس میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص کو دیکھ کر اس نے اطمینان کا سانس لیا ۔ وہ سنگ ہی تھا ۔ تھریسیا درخت کی آڑ سے نکل کر کار کی طرف بڑھی تو سنگ ہی نے اس کی طرف دیکھا ۔ تھریسیا اس کے قریب آ گئی ۔ کار میں اور کوئی نہ تھا ۔ وہ پچھلا دروازہ کھول کر

عقبی نشست پر بیٹھ گئی اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔

" چلو ۔ یہ گاڑی کس کی ہے"۔۔۔ تھریسیا نے سنگ ہی سے پوچھا۔

" پوائنٹ سیون پر کال کر کے منگوائی تھی ۔ کہاں چلنا ہے"۔۔۔ سنگ ہی نے پوچھا۔

" سیدھے چلے چلو ۔ بڑی گڑبڑ ہو گئی ہے"۔۔۔ تھریسیا نے پریشان لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ کیا ہوا ۔ کیا تم نے ہیڈ کوارٹر کال کی ہے"۔۔۔ سنگ ہی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں ۔ لاکٹ ٹرانسمیٹر گم ہو گیا ہے"۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

" کیا"۔۔۔ سنگ ہی نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ جب ایکسٹو مجھے فرش پر گھسیٹ رہا تھا شاید اس وقت لاکٹ میری جیب سے نکل گیا ہو گا"۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

" اوہ ۔ اب کیا ہو گا ۔ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ نہ ہو سکا تو ہم کیسے واپس زیرولینڈ جا سکیں گے"۔۔۔ سنگ ہی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" دیکھا جائے گا ۔ تم یہاں سے تو چلو ۔ کچھ دور جا کر ایک راستہ سمندر کی طرف جاتا ہے ۔ وہاں سے ہم کسی کشتی میں سفر کریں گے اور محفوظ جگہ پہنچ کر ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرنے کے لئے کچھ سوچیں گے"۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ہم ملٹری ایئر بیس پر جائیں ۔ وہ یہاں سے چند

کلو میٹر کے فاصلے پر مغرب کی جانب ہے ۔ وہاں سے ایک ہیلی کاپٹر حاصل کرنے کی کوشش کریں گے"۔۔۔ سنگ ہی نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

" اور اگر وہاں پھنس گئے تو پھر ۔ ایکسٹو نے ہمارے فرار کے بعد تمام ایسی جگہوں پر کال کر کے احکامات دے دیئے ہوں گے جہاں سے ہمیں فرار کے لئے کوئی جہاز یا ہیلی کاپٹر دستیاب ہو سکتا ہے"۔۔۔ تھریسیا نے اس کی تجویز پر اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

" ملٹری ایئر بیس پر مجھے کامیابی کا نوے فیصد یقین ہے تھریسیا ۔ فوجی لوگوں کی نفسیات سے میں اچھی طرح واقف ہوں"۔۔۔ سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نفسیات ۔ کیا مطلب ہے تمہارا"۔۔۔ تھریسیا نے حیرت سے پوچھا۔

" ایئر بیس کے افسران کو چھوڑ کر معمولی رینک والے سپاہی، حولدار اور نائیک وغیرہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہیں کئی کئی مہینوں کے بعد چھٹی ملتی ہے ۔ ایسے میں کسی خوبصورت عورت کی پھٹی پرانی تصویر بھی ان کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اسے بڑی چاہت سے دیکھتے ہیں ۔ لہذا تم انہیں اپنے حسن کے جلوؤں سے بہ آسانی فریب دے سکتی ہو"۔۔۔ سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بہت گندے اور کمینے ہو تم سنگ ہی"۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

" ارے ہاں ۔ اس مرتبہ تو تمہیں عمران سے اظہار الفت کا موقع

ہی نہیں ملا"..... سنگ ہی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ تم درست کہتے ہو ۔ اس مرتبہ سپریم کمانڈر نے سخت احکامات دے دیئے تھے اور وارننگ دی تھی کہ اگر میں اس مرتبہ عمران کی وجہ سے مشن میں ناکام رہی تو مجھے زیرو لینڈ میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہو گی اور میری ناکامی کو زیرو لینڈ سے غداری سمجھا جائے گا ۔ چنانچہ میں اپنے پیار کو وطن پر قربان کرنے کا عزم کر کے آئی تھی اس لئے عمران کے فلیٹ پر پہنچ کر بھی میں اس سے ملے بغیر نکل آئی تھی ورنہ شاید اس سے مل کر میرے دل میں دبی ہوئی محبت کی آگ بھڑک اٹھتی"..... تھریسیا نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے تمہاری اسی محبت نے ہمیں ہر مرتبہ ناکامی سے دوچار کیا ہے ۔ تم نے بیسیوں مرتبہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر عین اس وقت عمران کو زندہ چھوڑ دیا جب تم اسے قتل کرنے والی تھیں حالانکہ میں تمہیں ہمیشہ سمجھاتا رہا ہوں کہ اسے عورت سے کوئی رغبت نہیں ہے"..... سنگ ہی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ختم کرو یہ بحث ۔ توجہ سے ڈرائیونگ کرو ۔ یہ میرا انتہائی ذاتی معاملہ ہے جس میں کسی کی مداخلت برداشت نہیں کر سکتی"..... تھریسیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

دانش منزل کے آپریشن روم میں بلیک زیرو کرسی پر بیٹھا عمران کی طرف دیکھ رہا تھا ۔ عمران اس وقت بے حد سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا ۔ سنگ ہی اور تھریسیا پروفیسر ہاشمی کی ڈائری لے کر نکل گئے تھے ۔ اگرچہ یہ اس لحاظ سے عمران کی شکست تھی کہ وہ ان سے ڈائری حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تھا لیکن اس نے کبھی بھی کسی ناکامی پر مایوسی میں مبتلا ہو کر ہمت نہیں ہاری تھی ۔ فلپ کو بے ہوش کرنے کے بعد اس نے نہ صرف میک اپ سے خود کو فلپ کا ہمشکل بنا لیا تھا بلکہ بلیک زیرو اور صفدر کو بھی وہاں طلب کر لیا تھا اور صفدر کو عمارت کے گیٹ پر گارڈ کے روپ میں متعین کیا تھا ۔ اس کے بعد سنگ ہی اور تھریسیا کی آمد پر اس نے ڈکٹا فون پر ان کی باتیں سنی تھیں جو اس نے ان کی آمد سے پہلے ہی ان کے کمرے میں میز کے نیچے چپکا دیا تھا اور اس طرح اسے ان لوگوں کے مشن کے

بارے میں پتہ چل گیا تھا۔

عمران کے دیگر ساتھی سنگ ہی کے مختلف ٹھکانوں پوائنٹ سیون، ایٹ اور نائن پر ماسک میک اپ کر کے اس کے آدمیوں کے روپ میں ڈیوٹی دے رہے تھے اور وہاں موجود سنگ ہی اور اس کے نائب نارمن کے آدمیوں کو گرفتار کر کے دانش منزل پہنچا دیا گیا تھا۔ عمران کو امید تھی کہ سنگ ہی اور تھریسیا نے فرار ہونے کے بعد انہی میں سے کسی ایک ٹھکانے کا رخ کیا ہو گا۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر فلپ کو ہوش میں لا کر اس سے پوچھ گچھ کی تھی اور اذیت ناک تشدد کے بعد فلپ صرف اتنا بتا سکا تھا کہ وہ سنگ ہی اور تھریسیا کے ہمراہ اسپیس راکٹ میں مشن پر آیا تھا۔ وادی میں اس کا مخصوص بیج گم ہو گیا تھا جس کے بغیر وہ واپس زیرو لینڈ نہیں جا سکتا کیونکہ اسپیس راکٹ کی کمپیوٹر میموری میں اس کا بیج نمبر سیف کیا گیا ہے اور جب تک اس بیج کو راکٹ کی مخصوص پاکٹ میں نہ ڈالا جائے وہ راکٹ میں سوار نہ ہو سکتا۔

عمران نے تھریسیا کے کمرے میں فرش پر ملنے والے سرخ نگینے والے لاکٹ کے بارے میں فلپ سے معلوم کیا تھا اور اس نے بتایا تھا کہ وہ لاکٹ دراصل لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہے جس پر تھریسیا ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرتی ہے۔ فلپ کو لے کر عمران دانش منزل آ گیا تھا اور اب اسے نعمانی کی رپورٹ کا انتظار تھا جسے اس نے پروفیسر ہاشمی کے بنگلے پر ان کی خیریت معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا

تقریباً پانچ منٹ بعد ہی واچ ٹرانسمیٹر پر نعمانی کی کال آ گئی اور بلیک زیرو اس کی رپورٹ سننے لگا۔

نعمانی نے بتایا کہ پروفیسر ہاشمی اور اس کی بیگم تہہ خانے میں واقع لیبارٹری میں بے ہوش پڑے ہیں۔ گیٹ پر موجود گارڈ نے بتایا کہ ڈاکٹر سلطانہ نامی عورت مسز ہاشمی سے ملنے آئی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ عورت مسز ہاشمی کی گاڑی میں وہاں سے رخصت ہوئی جسے مسز ہاشمی کا ڈرائیور چلا رہا تھا۔ نعمانی نے ڈرائیور کے کوارٹر میں جا کر دیکھا تو ڈرائیور بے ہوش پڑا تھا جبکہ مسز ہاشمی کی گاڑی بنگلے سے تھوڑی دور سڑک کے کنارے خالی کھڑی تھی۔

" ٹھیک ہے۔ تم چوکیدار کو ہدایت کرو کہ وہ پولیس کو فون کر دے اور تم خود واپس آ جاؤ۔ اوور اینڈ آل "..... بلیک زیرو نے نعمانی کو ہدایت کی اور واچ ٹرانسمیٹر آف کر کے عمران کی طرف دیکھا ہی تھا کہ دوبارہ واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا اور اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو چیف۔ صدیقی کالنگ۔ اوور "..... واچ ٹرانسمیٹر سے صدیقی کی آواز سنائی دی جو پوائنٹ سیون پر گزشتہ دو گھنٹوں سے سنگ ہی کے ساتھی گورڈن کے میک اپ میں موجود تھا۔

" یس۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور "..... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

" سر۔ میں جنرل بس اسٹینڈ جا رہا ہوں۔ سنگ ہی کی کال آئی تھی

کہ میں فوراً وہاں پہنچوں ۔ اوور"۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ اس پر نگاہ رکھو ۔ میں عمران کو بھیج رہا ہوں ۔ اوور"۔۔۔ بلیک زیرو سے پہلے عمران نے ایکسٹو کی آواز میں کہا۔

" او کے چیف ۔ اوور"۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

" تم گاڑی کا نمبر بتا دو اور بس اسٹینڈ پہنچتے ہی عمران کو ٹرانسمیٹر پر کال کر دینا ۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور صدیقی کے نمبر بتانے پر بلیک زیرو نے واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" کیا آپ خود جا رہے ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

" ہاں ۔ تھریسیا کے بارے میں کوئی اطلاع ملے تو مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کر لینا"۔۔۔ عمران نے تیزی سے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا کمپاؤنڈ میں دانش منزل کی کار کھڑی تھی جو اب اس کے استعمال میں تھی ۔ چند لمحوں بعد وہ جنرل بس اسٹینڈ کی طرف کار دوڑا رہا تھا جو شہر سے باہر مغربی سمت میں واقع تھا ۔ ابھی اس نے نصف فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ اس کے واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا اور اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو عمران صاحب ۔ صدیقی کالنگ ۔ اوور"۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

" یس ۔ عمران اٹنڈنگ یو ۔ کیا تم جنرل بس اسٹینڈ پہنچ گئے ہو ۔ اوور"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" جی ہاں ۔ آپ کہاں ہیں ۔ اوور"۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

" تقریباً پانچ منٹ کے فاصلے پر ہوں ۔ اوور"۔۔۔ عمران نے کہا۔

" میں سنگ ہی کی بتائی ہوئی جگہ کے قریب پہنچ چکا ہوں ۔ آپ ٹرانسمیٹر آن رکھیئے گا تاکہ مجھے دوبارہ کال نہ کرنا پڑے ۔ اوور"۔۔۔ صدیقی نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا ۔ دو تین لمحوں بعد گاڑیوں کے شور کے ساتھ ہی گاڑی کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

" چلو ۔ ہری اپ"۔۔۔ دروازہ بند ہونے کی آواز کے فوراً بعد سنگ ہی کی آواز ابھری ۔ گویا وہ صدیقی کی کار میں بیٹھ چکا تھا۔

" کہاں چلنا ہے سر"۔۔۔ صدیقی کی آواز سنائی دی۔

" بڑی نہر کی طرف جانا ہے ۔ غالباً وہ شمالی سمت میں ہے"۔۔۔ سنگ کی آواز ابھری۔

" یس سر ۔ قاسم پورہ بستی سے آگے نہر ہے ۔ کیا دوسرے شہر جانا ہے"۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

" نہیں ۔ صرف نہر کے پل تک ۔ لیکن اب زبان بند رکھو ورڈن"۔۔۔ سنگ ہی کی غراہٹ سنائی دی ۔ چنانچہ واچ ٹرانسمیٹر سے ان کی آوازیں آنا بند ہو گئیں مگر عمران کے لئے یہ بھی بہت تھا کہ سنگ ہی کی منزل کا پتہ چل گیا تھا ۔ اس نے رفتار میں اضافہ کر دیا اور جنرل بس اسٹینڈ جانے کی بجائے ایک چوراہے سے دائیں جانب مڑ گیا لیکن وہ حیران تھا کہ سنگ ہی نہر کے پل پر کیوں جانا چاہتا ہے اگر وہ زیرو لینڈ جانا چاہتا تھا تو اسپیس راکٹ کے اترنے کے لئے اس جانب مناسب جگہ نہ تھی کیونکہ اس جانب ملٹری ایئر بیس تھا یا پھر

ساحل سمندر جبکہ راکٹ کو رڈار سے بچانے کے لئے پہاڑی علاقہ ہی بہتر جگہ تھی۔

" بس ۔یہاں روک دو"..... دفعتاً واچ ٹرانسمیٹر سے سنگ ہی کی تحکمانہ آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا کیونکہ جنرل بس اسٹینڈ سے نہر کے پل کی مسافت پندرہ بیس منٹ کی تھی اور ابھی پانچ منٹ ہی گزرے تھے ۔ابھی عمران اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ واچ ٹرانسمیٹر سے صدیقی کی تیز کراہ ابھری اور پھر واچ ٹرانسمیٹر پر مکمل خاموشی پھیل گئی ۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ صدیقی کے گورڈن کے میک اپ میں ہونے کے باوجود سنگ ہی اس سے مشکوک ہو گیا ہو گا ۔اس نے غصے کی شدت سے ہونٹ بھینچ لئے ۔ یقیناً سنگ ہی نے صدیقی کے سر پر ضرب لگائی تھی اور اس نے بے ہوش ہونے سے پہلے واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا تھا کیونکہ اس کی بے ہوشی کے بعد سنگ ہی واچ ٹرانسمیٹر سے ابھرنے والا ٹریفک کا شور سن کر اس کی کلائی سے واچ ٹرانسمیٹر اتار سکتا تھا ۔ عمران نے رفتار میں اضافہ کرتے ہوئے واچ ٹرانسمیٹر پر بلیک زیرو سے رابطہ قائم کیا اور اسے سنگ ہی کے بارے میں بتانے لگا۔

" تم فوراً دو ممبرز کو میرے پیچھے روانہ کر دو ۔ شاید مجھے ان کی ضرورت پڑے ۔اوور"..... عمران نے کہا۔

" ابھی کال کرتا ہوں ۔ تنویر اور نعمانی کو ۔ پھر آپ کو بتاتا ہوں اوور اینڈ آل"..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے واچ ٹرانسمیٹر آف کر

دیا ۔ عمران سوچنے لگا کہ سنگ ہی تنہا اس طرف کیوں جا رہا ہے ۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ تھریسیا بھی نہر کے پاس موجود ہو اور وہ دونوں نہر میں اپنے کسی اور ٹھکانے پر جانے کا ارادہ رکھتے ہوں یا پھر شمالی صوبے میں کسی پہاڑی وادی میں پہنچنا چاہتے ہوں تاکہ وہاں اسپیس راکٹ منگوایا جا سکے ۔ وہ انہی پوائنٹ پر غور کرتا ہوا ڈرائیونگ کرتا رہا ۔ تقریباً دو منٹ بعد واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا تو عمران نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن باہر کھینچا تو بلیک زیرو کی آواز سنائی دی ۔

" ہیلو عمران ۔ طاہر کالنگ ۔اوور"..... بلیک زیرو نے کہا۔

" یس ۔ ممبرز کو بھیج دیا ہے ۔اوور۔ عمران نے پوچھا۔

" جی ہاں ۔ لیکن میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے کہ سنگ ہی ملٹری ایئر بیس جانا چاہتا ہے تاکہ وہاں سے کوئی ہیلی کاپٹر حاصل کر کے فرار ہو جائے ۔ آپ کا کیا خیال ہے ۔اوور"..... بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" میرا خیال ہے کہ وہ اس وقت جلد سے جلد ہماری پہنچ سے دور نکل جانے کی کوشش میں ہے ۔اگر اسے صرف ملٹری ایئر بیس تک جانا ہوتا تو پوائنٹ سیون سے گاڑی نہ منگواتا اور کسی ٹیکسی میں نہر تک سفر کرتا ۔اس نے طویل سفر کرنا ہے اس لئے اس نے ٹیکسی کی بجائے پوائنٹ سیون کے گورڈن سے گاڑی منگوائی ہے ۔ اوور"..... عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

" یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تھریسیا وہاں کسی ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر
کے اس کا انتظار کر رہی ہو ۔ اوور "..... بلیک زیرو نے کہا۔
" تم فوراً ایئر بیس کمانڈر کو فون کر کے خبردار کر دو تاکہ وہ
فوری طور پر وہاں ایئر کرافٹس یا ہیلی کاپٹرز کو چیک کریں اور ایئر
بیس کے آس پاس جو بھی عورت یا مرد دکھائی دے اسے گرفتار کر لیا
جائے ۔ ہری اپ ۔ اوور اینڈ آل "..... عمران نے چونکتے ہوئے تیزی
سے بلیک زیرو کو ہدایت دی اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ بلیک زیرو کی
بات میں کافی وزن تھا اور عمران کسی امکان کو نظرانداز نہیں کرنا
چاہتا تھا ۔ سنگ ہی اور تھریسیا کا پروفیسر کی ڈائری لے کر پاکیشیا سے
فرار ہو جانا وہ کسی صورت بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔
تھوڑی دیر بعد وہ نہر کے پاس پہنچا اور رفتار کم کر کے توجہ سے
دائیں بائیں دیکھنے لگا ۔ پل کی دوسری جانب پہنچتے ہی سڑک کے
کنارے کچی زمین پر اسے گاڑی کے ٹائروں کے نشانات دکھائی دیئے
جو درختوں کے عقب کی طرف جا رہے تھے ۔ اس نے کار روکی اور
نیچے اتر کر درختوں کی طرف بڑھ گیا لیکن درختوں کے عقب میں
کھڑی ٹیکسی کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونکا اور تیزی سے ٹیکسی کی
طرف بڑھتا چلا گیا۔

موٹر بوٹ سمندر کی لہروں پر تیزی سے دوڑ رہی تھی ۔ یہ واحد موٹر
بوٹ تھی جو انہیں ساحل پر کھڑی مچھیروں کی بڑی بڑی کشتیوں کے
پاس دکھائی دی تھی ۔ اس ساحل کے قریب ہی ماہی گیروں کی ایک
بستی تھی جو دن بھر سمندر سے مچھلیاں پکڑ کر بندرگاہ تک پہنچانے کے
بعد رات کو واپس آ جاتے تھے ۔ ساحل پر لنگر انداز تیس چالیس
کشتیوں پر صرف ایک چوکیدار پہرہ دیتا تھا ۔ چنانچہ انہوں نے ساحل
کے قریب کار روکی تو چوکیدار خود ان کے پاس آ گیا ۔ سنگ ہی نے
اس سے کسی موٹر بوٹ کے بارے میں پوچھا تو چوکیدار نے بتایا کہ
وہاں صرف ایک موٹر بوٹ موجود ہے اور اس کا مالک ماہی گیروں کا
ٹھیکیدار ہے جو اپنی موٹر بوٹ پر سارا دن مچھیروں کے آس پاس
گھومنے اور بندرگاہ پر ان کی شکار کی ہوئی مچھلیاں بیچنے کے بعد واپس آتا
ہے۔

سنگ ہی نے چوکیدار کو بتایا کہ انہیں بندرگاہ تک جانے اور پھر واپس آنے کے لئے موٹر بوٹ کی ضرورت ہے۔ اگر وہ موٹر بوٹ کے مالک سے بات کرا کے انہیں ایک گھنٹہ کے لئے بوٹر بوٹ کرایہ پر دلوا دے تو وہ اسے بھاری انعام دیں گے۔ چوکیدار نے بتایا کہ بوٹ کا مالک کبھی راضی نہ ہو گا چاہے وہ ایک گھنٹہ کی کافی بڑی قیمت بھی دیں۔ تب انہوں نے ادھیڑ عمر چوکیدار کو لالچ کے جال میں پھنسایا۔

" دیکھو۔ اگر تم ہمارا ساتھ دو تو ہم تمہیں بھاری انعام کے علاوہ ایک کلوگرام سونا بھی دیں گے جو ہمارے آدمی لانچ پر ہمسایہ ملک سے لا رہے ہیں۔ صرف ایک گھنٹہ کے لئے تم خاموشی سے موٹر بوٹ میں ہمیں یہاں سے لے جاؤ گے اور واپس لاؤ گے اس کے بعد ساری عمر تم اور تمہاری اولاد عیش کی زندگی بسر کرے گی۔ سونا بیچ کر تم چار کشتیاں خرید سکتے ہو یا ان جھونپڑیوں کے پاس اپنا بڑا سا گھر بنا سکتے ہو"..... سنگ ہی نے کہا تو چوکیدار اسی خوشی میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ وہ موٹر بوٹ کو دھکیل کر ساحل سے کچھ دور لایا اور پھر وہ بھی بوٹر بوٹ میں سوار ہو گیا۔ یہاں سے سمندری لہروں کے شور میں موٹر بوٹ کے انجن کی آواز بستی تک نہیں جا سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے انجن سٹارٹ کیا اور بوٹر بوٹ سمندر کے سینے پر دوڑنے لگی۔ اس کا رخ بندرگاہ کی طرف تھا جو وہاں سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر تھی لیکن کچھ دیر بعد سنگ ہی نے چوکیدار کو قریبی جزیرے سرس آئی

لینڈ کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ سرس آئی لینڈ کے بارے میں سنگ ہی کو پہلے ہی معلوم تھا۔

" ہمارے ساتھیوں کی لانچ جزیرے کے پاس ہماری منتظر ہے کیونکہ بندرگاہ پر خطرہ تھا"..... سنگ ہی نے چوکیدار کو مطمئن کرنے کے لئے کہا۔

" کیا موٹر بوٹ میں جزیرے تک جانے کے لئے فیول کافی ہے"..... تھریسیا نے موٹر بوٹ کا رخ تبدیل ہونے کے بعد چوکیدار سے پوچھا۔

"پہنچ تو جائیں گے لیکن واپسی پر فیول کم پڑ جائے گا"..... چوکیدار نے جواب دیا۔

" واپسی کی فکر مت کرو۔ ہم اپنی لانچ میں موجود ڈرم سے فیول لے لیں گے"..... سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جزیرہ وہاں سے تقریباً بیس پچیس میل دور اور گہرے سمندر میں واقع تھا۔ وہ جزیرہ بے آباد تھا۔ اس کے چاروں طرف خطرناک چٹانیں تھیں جو پانی سے سر نکالے کھڑی تھیں۔ یہ چٹانی جزیرہ زیادہ بڑا بھی نہیں تھا اور اس کا رقبہ ایک کلومیٹر سے زیادہ نہ تھا۔ اب تک کئی سیاحوں کی کشتیاں جزیرے کی ساحلی چٹانوں سے ٹکرا کر غرق ہو چکی تھیں اس لئے لوگ ادھر کا رخ نہیں کرتے تھے۔

جزیرے کے کچھ حصہ میں جنگل تھا لیکن زیادہ تر چٹیل سخت زمین یا پھر چٹانیں تھیں لیکن یہ چٹانیں جزیرے کے ساحل کے ساتھ ساتھ

تھیں ۔ کبھی کبھی بحری پولیس یا کوسٹ گارڈز والے کسی مجرم کی تلاش میں اس جزیرے کا رخ کرتے تھے ۔ یہ تمام معلومات ادھیڑ عمر چوکیدار سے حاصل ہوئی تھیں جو کچھ عرصہ پہلے خود بھی ماہی گیری کیا کرتا تھا لیکن اب اس کے چار بیٹے یہی کام کرتے تھے ۔ ستاروں کی روشنی میں جزیرہ ایک دھبے کی مانند دکھائی دینے لگا تو چوکیدار نے بتایا کہ وہ جزیرے سے تقریباً نصف کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں۔

" اس چوکیدار کا کیا کرنا ہے ۔ جزیرہ تو اب قریب آ گیا ہے"... سنگ ہی نے پوچھا۔

" جزیرے پر پہنچ کر اسے بوٹ سمیت غرق کر دینا"... تھریسیا نے بے رحمی سے کہا۔

"بوٹ سمیت ۔ بوٹ ہمارے دوبارہ کام آ سکتی ہے"... سنگ ہی نے چونکتے ہوئے کہا۔

" فیول کہاں سے لو گے ۔ کیا پانی سے چلاؤ گے"... تھریسیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" جیسے تمہاری مرضی"... سنگ ہی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" مرضی کی بات نہیں ۔ بوٹ کی اول تو ہمیں مزید ضرورت ہی نہیں ہے ۔ دوسری بات یہ کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس والے ہماری تلاش میں اس طرف آئے تو موٹر بوٹ ہماری یہاں موجودگی ظاہر کر دے گی اس لئے اس سے جان چھڑانا ضروری ہے"... تھریسیا

نے کہا تو اس کا مطلب سمجھ کر سنگ ہی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" تم ٹھیک کہتی ہو ۔ لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ ہمیں ہیلی کاپٹر کے ذریعے تلاش کرنے اس طرف آ جائیں"... سنگ ہی نے کہا۔

" فضا سے تو ہیلی کاپٹر والے ہمیں دیکھ نہیں سکیں گے اور اگر وہ جزیرے پر اترے تو ہم ان کا مقابلہ کریں گے لیکن اس کا کم از کم رات کے وقت امکان نہیں ہے"... تھریسیا نے کہا اور پھر کچھ دیر بعد وہ جزیرے کے ساحل کے قریب پہنچ گئے ۔ تب سنگ ہی نے موٹر بوٹ کی ہیڈ لائٹس آن کیں اور اس کی روشنی میں ایک ایسی جگہ تلاش کر لی جو دو چٹانوں کے درمیان اتنی کشادہ تھی کہ موٹر بوٹ وہاں سے گزر کر ساحل کے کنارے تک پہنچ سکتی تھی ۔ اس نے بوٹ کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لیا اور بڑی مہارت سے موٹر بوٹ کو اس تنگ جگہ سے گزار کر کنارے تک لے آیا۔

" آپ کے ساتھیوں کی لانچ کہاں ہے"... چوکیدار نے سنگ ہی سے پوچھا۔

" ابھی آ جائے گی"... سنگ ہی نے موٹر بوٹ سے اترتے ہوئے کہا ۔ تھریسیا بھی اس کے ساتھ ساحل پر اتر گئی ۔ چوکیدار موٹر بوٹ کو باندھنے کے لئے کوئی ابھری ہوئی جگہ تلاش کرنے لگا تھا ۔ سنگ ہی نے اپنی جیب سے ریوالور نکالا جس پر سائیلنسر نصب تھا ۔ اس نے اطمینان سے چوکیدار کے سر کا نشانہ لے کر فائر کر دیا اور وہ چیخے بغیر ہی موٹر بوٹ میں گر گیا ۔ تب سنگ ہی نے ساحل پر پڑے چند

بھاری پتھر اٹھا کر موٹر بوٹ میں ڈالے اور پھر موٹر بوٹ کے پیندے میں دو فائر کئے تو اس میں سوراخ ہو گئے جس کے نتیجے میں موٹر بوٹ میں پانی بھرنے لگا اور دو تین منٹ کے بعد موٹر بوٹ پانی میں غائب ہو گئی ۔ موٹر بوٹ سے جان چھڑا کر وہ دونوں جزیرے کی اس سمت بڑھنے لگے جس طرف جنگل تھا اور سیاہ دھبے کی مانند دکھائی دے رہا تھا ۔ ایک فرلانگ کا فاصلہ طے کر کے وہ جنگل کے ابتدائی درختوں کے پاس پہنچے اور پھر ایک مناسب جگہ پر بیٹھ گئے ۔ تھریسیا نے اپنے پرس سے لائٹر نما ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنے لگی ۔

" کسے کال کر رہی ہو "... سنگ ہی نے چونکتے ہوئے پوچھا ۔

" کافرستان میں زیرو لینڈ کے ایجنٹ کو ۔ اب خاموش رہو "... تھریسیا نے کہا اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا ۔

" ہیلو راجیش ۔ ٹی تھرٹی بی کالنگ ۔ اوور "... تھریسیا نے کہا ۔

" یس مادام ۔ راجیش رسیونگ یو ۔ اوور "... چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی ۔

" میں اس وقت پاکیشیا کے ایک بے آباد جزیرے سرس آئی لینڈ سے بات کر رہی ہوں ۔ اوور "... تھریسیا نے کہا ۔

" اوہ ۔ میں بھی حیران ہوں کہ اس ٹرانسمیٹر پر آپ کی کال کیسے پہنچ گئی جبکہ زیرو لینڈ سے صرف لانگ رینج ٹرانسمیٹر کے سگنل ہی یہاں تک پہنچ سکتے ہیں ۔ اوور "... راجیش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

" یہاں مشن کے دوران میرا لانگ رینج ٹرانسمیٹر کھو گیا ہے اور اس کے بغیر ہیڈ کوارٹر سے رابطہ نہیں کیا جا سکتا ۔ مجھے ٹرانسمیٹر چاہیئے تم کتنی دیر میں ٹرانسمیٹر یہاں پہنچا سکتے ہو ۔ اوور "... تھریسیا نے پوچھا ۔

" اس وقت دس بج رہے ہیں مادام ۔ پاکیشیا کے لئے فوری طور پر چارٹرڈ فلائٹ بھی نہیں مل سکتی ۔ صبح پانچ چھ بجے فلائٹ ملے گی اور میں بارہ بجے دوپہر تک وہاں پہنچ سکوں گا ۔ اوور "... راجیش نے کہا ۔

" اوہ ۔ یہ تو بہت دیر ہو جائے گی ۔ اسپیس راکٹ دن کی روشنی میں یہاں نہیں آ سکتا ۔ کوئی ایسی صورت نکالو کہ صبح پانچ بجے تک یہاں پہنچ سکو ۔ سات بجے دن نکل آتا ہے ۔ اوور "... تھریسیا نے کہا ۔

" مادام ۔ واحد صورت یہی ہے کہ میں یہاں کسی ایئر بیس سے ہیلی کاپٹر اڑا کر آپ کی طرف آؤں لیکن ممکن ہے کہ پاکیشیائی فضائی حدود میں داخل ہوتے ہی ہیلی کاپٹر کو گرا دیا جائے ۔ جیسے آپ حکم دیں ۔ اوور "... راجیش نے کہا ۔

" نہیں ۔ ہیلی کاپٹر نہیں تم بھی مارے جاؤ گے ۔ اوور "... تھریسیا نے کہا اور سنگ کی طرف مشورہ طلب نگاہوں سے دیکھنے لگی ۔

" میرا خیال ہے کہ وہ چارٹرڈ فلائٹ سے ہی آ جائے ۔ ہم اگلی رات کو اسپیس راکٹ منگوا لیں گے "... سنگ ہی نے آہستہ سے کہا ۔

" اوکے راجیش ۔ تم چارٹرڈ فلائٹ سے ہی آ جاؤ لیکن پاکیشیا پہنچ کر مجھے کال کر لینا ۔ پھر میں تمہیں مزید ہدایات دوں گی ۔ پاکیشیا

سیکرٹ سروس ہماری تلاش میں ہے ۔ہو سکتا ہے وہ رات کی بجائے صبح کے بعد ہمیں ٹریس کرتے ہوئے اس جزیرے کی طرف توجہ دیں ایسے میں تمہاری بوٹ یا اسٹیمر کو جزیرے کی طرف آتے دیکھ کر وہ مشکوک ہو جائیں گے اور سمجھ جائیں گے کہ ہم یہاں سرس آئی لینڈ پر چھپے ہوئے ہیں ۔ کل رات تک تو ہمیں ہر صورت یہاں رکنا ہی پڑے گا اس لئے تم رات کے اندھیرے میں اس طرف آؤ تو زیادہ مناسب رہے گا ۔اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

"بہتر مادام ۔ میں پاکیشیا پہنچ کر آپ سے رابطہ کروں گا ۔اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے راجیش نے کہا۔

"ارے ہاں ۔یہاں پاکیشیا میں تمہارا کوئی آدمی ہے ۔اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یس مادام ۔ایک پاکیشیائی اسمگلر میرا دوست ہے ۔اس کا پورا گروپ ہے اور وہ لانچوں کے ذریعے ہمسایہ ممالک سے مال لاتا اور لے جاتا ہے ۔اس کے علاوہ شہر میں اس کے دو بڑے گیم کلب ہیں جہاں جرائم پیشہ لوگ جوا کھیلتے ہیں ۔اوور"۔۔۔۔ راجیش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ویری گڈ ۔ہمیں کچھ اسلحہ اور خوراک چاہئے ۔ تم اس سے رابطہ قائم کرو کہ وہ فوری طور پر ہمیں مطلوبہ اشیاء یہاں سرس آئی لینڈ پہنچا دے ۔ کیا وہ ایسا کر سکے گا ۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں مادام ۔صرف اسلحہ ہی نہیں اگر آپ کو آدمیوں کی بھی ضرورت ہو تو وہ بھی دو گھنٹے کے اندر آپ تک پہنچا دیئے جائیں گے ۔آپ مجھے اپنی مطلوبہ اشیاء نوٹ کرا دیں ۔ میں ابھی کالو مکرانی کو فون کرتا ہوں ۔ اوور"۔۔۔۔ راجیش نے کہا تو تھریسیا اسے اپنی ضروریات سے آگاہ کرنے لگی۔

تنویر اور نعمانی کی کاریں عمران کی کار کے پاس آکر رک گئیں تو عمران درختوں کی آڑ سے نکل آیا۔ وہ دونوں کاروں سے اتر آئے تھے۔

" تنویر۔ تم ایئر بیس کی طرف چلے جاؤ"۔۔۔۔ عمران نے قریب آکر تیزی سے کہا۔ اس نے تنویر اور نعمانی کو سنگ ہی کی کار کا رنگ، ماڈل اور نمبر بھی بتا دیا جو اسے صدیقی نے بتایا تھا۔

" نعمانی۔ تم سیدھے جاؤ۔ آگے جا کر ایک کچی سڑک ماہی گیروں کی بستی اور ساحل کی طرف جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ عارضی طور پر اس طرف پناہ لینے گئے ہوں۔ جو بھی پوزیشن ہو چیف کو کال کر کے بتا دینا"۔۔۔۔ تنویر کے بعد عمران نے نعمانی کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کہاں جائیں گے عمران صاحب"۔۔۔۔ تنویر نے عمران سے پوچھا۔

"یہاں ایک ٹیکسی کھڑی ہے اور اس کا ڈرائیور بے ہوش پڑا ہے میں اسے سے پوچھ گچھ کروں گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر پلٹ کر

درختوں کی طرف بڑھ گیا۔ نعمانی اور تنویر اپنی کاروں میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ عمران نے ٹیکسی کے پاس آکر اس کی عقبی سیٹ پر پڑے بے ہوش ڈرائیور کو اٹھایا اور ٹیکسی کے باہر زمین پر لٹانے کے بعد اس کے منہ پر ہاتھ جمایا اور پھر اس کی ناک چٹکی میں لے کر بند کر دی۔ سانس رکتے ہی ڈرائیور کا جسم پھڑپھڑایا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ عمران نے اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹائے اور اپنی جیب سے پنسل ٹارچ نکال کر روشنی اس کے چہرے پر ڈالی تو ڈرائیور بے ساختہ پلکیں جھپکانے لگا۔

" اٹھو۔ خطرہ ٹل گیا ہے۔ شکر ہے تم زندہ ہو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" اوہ۔ میں کہاں ہوں"۔۔۔۔ ڈرائیور نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے حیرت سے پوچھا اور اٹھ بیٹھا مگر اپنی ٹیکسی کو دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

" میرا تعلق خفیہ پولیس سے ہے۔ میں نے اتفاقاً ہی تمہاری ٹیکسی کو دیکھا تھا۔ تم کیسے بے ہوش ہوئے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" اوہ۔ مگر میں نے تو ٹیکسی پل پر روکی تھی"۔۔۔۔ ڈرائیور نے حیرت سے کہا۔

" تو پھر ٹیکسی پل سے یہاں تک کون لایا ہے"۔۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" معلوم نہیں۔ سواری نے مجھے پل پر رکنے کو کہا تھا۔ میں نے

ٹیکسی روکی تو میری گردن پر شاید مچھر نے کاٹا تھا۔ نجانے وہ کیسا ظالم مچھر تھا کہ میرے کھجانے سے پہلے ہی میرا سر چکرایا اور پھر شاید میں بے ہوش ہو گیا تھا"۔۔۔ ڈرائیور نے کہا۔

" مسافر کون تھا۔ اس کا حلیہ بتاؤ"۔۔۔ عمران نے ٹارچ کی روشنی میں اس کی گردن کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

" وہ ایک خوبصورت مگر ادھیڑ عمر عورت تھی۔ لباس بھی اچھا تھا لیکن کچھ مسلا ہوا تھا"۔۔۔ ڈرائیور نے یاد کرتے ہوئے کہا تو عمران کے ذہن میں جھماکے سے ہونے لگے کیونکہ تھریسیا اسی حلیئے میں فرار ہوئی تھی۔ اب ساری کہانی کا عمران کو اندازہ ہو چکا تھا۔ یقیناً تھریسیا ڈرائیور کو بے ہوش کرنے کے بعد یہاں سنگ ہی کا انتظار کرتی رہی تھی اور پھر سنگ ہی کے آنے پر اس کی کار میں بیٹھ کر آگے چلی گئی کیونکہ اگر سنگ ہی کی کار واپس جاتی تو راستے میں عمران کو ضرور نظر آجاتی۔

" ٹھیک ہے۔ اب تم واپس شہر چلے جاؤ"۔۔۔ عمران نے ٹارچ آف کر کے جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور پھر سڑک پر آکر اپنی کار میں بیٹھا اور یو ٹرن لے کر شہر کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا ذہن بے حد الجھا ہوا تھا۔ نعمانی اور تنویر کے آنے سے قبل اس نے واچ ٹرانسمیٹر پر بلیک زیرو کو صدیقی کے بارے میں ہدایات دے دی تھیں کہ سنگ ہی نے صدیقی کو بے ہوش کر کے راستے میں کہیں پھینک دیا ہے اور کسی ممبر کو اس کی مدد کے لئے روانہ کیا جائے۔ پرنس چوک پر پہنچ کر

اس نے اپنے فلیٹ کی طرف جانے والی سڑک پر کار موڑ دی۔ اسی لمحے اس کے واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا اور اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو چیف۔ نعمانی کالنگ۔ اوور"۔۔۔ واچ ٹرانسمیٹر سے نعمانی کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

" سر۔ میں ماہی گیروں کی بستی والے ساحل سے بات کر رہا ہوں اور یہاں سنگ ہی کی کار موجود ہے جس کا نمبر عمران صاحب نے بتایا تھا۔ اس کار میں اس وقت کوئی نہیں ہے اور نہ ہی ساحل پر کوئی آدمی نظر آرہا ہے۔ اوور"۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں عمران کو بھیج رہا ہوں تمہارے پاس۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے تیزی سے کہا اور واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار طوفانی رفتار سے واپس نہر کی طرف دوڑ رہی تھی۔ اسے افسوس ہو رہا تھا کہ اگر وہ وہاں رک کر نعمانی اور تنویر کی رپورٹ کا انتظار کرتا تو وہاں سے ساحل پر جلد پہنچ سکتا تھا۔ سنگ ہی کی کار کا ساحل پر موجود ہونا ظاہر کرتا تھا کہ وہ یا تو وہیں کہیں چھپے ہوئے ہیں یا پھر وہ کشتی کے ذریعے وہاں سے روانہ ہو گئے ہیں۔ پل کراس کرتے ہوئے اسے اچانک خیال آیا کہ اگر سنگ ہی اور تھریسیا ساحل سے کسی طرف گئے ہیں تو انہیں سمندر میں تلاش

کرنا چاہیئے ۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی واچ ٹرانسمیٹر پر بلیک زیرو کو کال کیا۔

" ہیلو طاہر ۔ عمران کالنگ ۔ اوور "..... عمران نے بلیک زیرو کو کال کرتے ہوئے کہا۔

" یس ۔ بلیک زیرو اٹنڈنگ یو ۔ اوور "..... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے اسے ٹیکسی ڈرائیور اور پھر نعمانی کی رپورٹ کے بارے میں بتا دیا۔

" گویا ۔ وہ وہاں سے کوئی کشتی لے کر بھاگے ہیں ۔ اوور "..... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں ۔ لیکن ماہی گیروں کی کشتی وہ خود نہیں چلا سکتے کیونکہ وہ بہت بڑی بڑی ہوتی ہیں اور ان میں انجن بھی نہیں ہوتا ۔ کم از کم دو ملاح انہیں چلا سکتے ہیں ۔ سنگ ہی اور تھریسیا اتنے جفاکش نہیں ہیں کہ چپو چلا سکیں اور بالفرض انہوں نے ملاحوں کو بھی ساتھ لیا ہو تو وہ اتنا طویل سفر نہیں کر سکتے کہ کافرستان کا رخ کریں ۔ اوور "..... عمران نے کہا۔

" لیکن وہ کسی بے آباد ساحل پر تو جا سکتے ہیں ۔ ہو سکتا ہے وہ کشتی کے ذریعے بندرگاہ پہنچیں اور وہاں سے کوئی اسٹیمر لے کر سمندر میں موجود کسی دوسرے ملک جانے والے شپ میں سوار ہو جائیں ۔ اوور "..... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں ۔ اسی خدشے کے تحت میں نے تمہیں کال کیا ہے ۔ تم

فوری طور پر کوسٹ گارڈ کمانڈر کو فون کر کے احکامات دے دو کہ وہ فوراً بحری ناکہ بندی کر کے ان دونوں کو تلاش کریں اور بندرگاہ پر موجود جہازوں اور اسٹیمرز کی بھی تلاشی لی جائے ۔ اوور "..... عمران نے کہا اور پھر اس نے صدیقی کے متعلق پوچھا۔

" میں نے صفدر کو بھیجا تھا ۔ اس نے سبزی منڈی والی سڑک پر صدیقی کو تلاش کر لیا ہے جو فٹ پاتھ پر بے ہوش تھا ۔ اس کے سر کے عقبی حصے میں چوٹ کا نشان تھا ۔ اوور "..... بلیک زیرو نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ تم فوراً بحری پولیس کو چوکنا کر دو ۔ میں ساحل پر پہنچ کر دیکھتا ہوں ۔ ہو سکتا ہے وہ ماہی گیروں کی بستی میں ہی چھپے ہوئے ہوں ۔ وہ کسی بھی غریب ماہی گیر کو پیسوں کا لالچ دے کر فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ اوور اینڈ آل "..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ کچھ دیر بعد اس نے بائیں جانب واقع ماہی گیروں کی بستی کو جانے والی سڑک پر کار موڑ دی ۔ وہ ساحل پر پہنچا تو چند ماہی گیر نعمانی کے گرد جمع تھے ۔ عمران نے ان کے قریب کار روکی اور نیچے اتر آیا تمام لوگ عمران کی طرف متوجہ ہو گئے ۔

" ہاں بھئی ۔ کیا مسئلہ ہے "..... عمران نے نعمانی سے پوچھا اور سنگ ہی کی کار کی طرف دیکھا جو چند قدم کے فاصلے پر کھڑی تھی۔

" عمران صاحب ۔ یہاں سے ایک موٹر بوٹ غائب ہے "..... نعمانی نے کہا۔

" وہ بوٹ میری تھی جناب "..... ایک خوش پوش ماہی گیر نے

تیزی سے کہا۔

" یہ مچھلیاں سپلائی کرتا ہے اور یہاں کا ٹھیکیدار ہے ۔ کشتیوں کی نگرانی کرنے والا چوکیدار بھی غائب ہے ۔ ان کا خیال ہے کہ موٹر بوٹ چوری کرنے والے اس چوکیدار کو قتل کر کے کہیں پھینک گئے ہوں گے"۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

" انسپکٹر صاحب ۔ ہو سکتا وہ اسے سمندر میں ڈبو گئے ہوں"۔۔۔ ٹھیکیدار نے نعمانی سے کہا۔

" سنو ۔ موٹر بوٹ کو ہم تلاش کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ وہ لوگ غیر ملکی ایجنٹ ہیں اور ہم انہی کا کھوج لگاتے ہوئے یہاں پہنچے ہیں لیکن وہ سمندری راستے سے ناواقف ہیں اس لئے وہ چوکیدار کو قتل کرنے کی بجائے ساتھ لے گئے ہوں گے ۔ ان ایجنٹوں کی کار تمہاری موٹر بوٹ سے زیادہ قیمتی ہے ۔ تم اس پر قبضہ کر لو"۔۔۔ عمران نے ٹھیکیدار سے کہا۔

" مگر حضور ۔ کار پانی میں تو نہیں چل سکتی نا"۔۔۔ ٹھیکیدار نے بے چارگی سے کہا۔

" دیکھو ۔ یہ کم از کم دس لاکھ روپے کی گاڑی ہے ۔ اسے بیچ کر تم دو تین موٹر بوٹس خرید سکتے ہو ۔ فی الحال اسی پر قناعت کرو"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے نعمانی کو واپس چلنے کا اشارہ کیا اور پلٹ کر اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

رات کے دو بجے تھے جب تھریسیا کے لائٹر نما ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا تو وہ یکدم چونک پڑی ۔ اس کے سامنے بیٹھا سنگ ہی اونگھ رہا تھا ۔ سگنل کی آواز سن کر وہ بھی ہوشیار ہو گیا تھا ۔ تھریسیا اس کے ہمراہ درختوں کے پاس بیٹھی راجیش کی کال کا انتظار کر رہی تھی ۔ تھریسیا نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو مادام ۔ راجیش کالنگ ۔ اوور"۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے راجیش کی آواز سنائی دی۔

" یس ۔ تھریسیا رسیونگ یو ۔ اوور"۔۔۔ تھریسیا نے پروقار لہجے میں کہا۔

" مادام ۔ کالو مکرانی آپ کی مطلوبہ اشیاء لے کر جزیرے کے قریب پہنچنے والا ہے ۔ اوور"۔۔۔ راجیش نے کہا۔

" گڈ ۔ تم نے اسے معاملہ سمجھا دیا تھا نا ۔ اوور"۔۔۔ تھریسیا نے خوش ہو کر کہا۔

" یس مادام ۔ وہ اس معاملے میں بے حد اصول پرست ہے ۔ دس

ہزار ڈالرز کم رقم نہیں ہوتی ۔ اس سے وہ خود بھی سمجھ گیا ہے کہ معاملہ کس قدر سیکرٹ ہے اس لئے ایک گھنٹہ کا سفر اس نے تین گھنٹے مین کیا ہے ۔ اوور"۔۔۔۔ راجیش نے کہا۔

" تین گھنٹے ۔ کیا مطلب ۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں ۔ وہ بارہ بجے روانہ ہوا تھا اور ایک طویل چکر کاٹ کر جزیرے کی مغربی سمت پہنچا ہے ۔ اب آپ فرمائیں کہ سامان کہاں اتارنا ہے ۔ آپ جزیرے پر کس سمت میں ہیں ۔ اوور"۔۔۔۔ راجیش نے پوچھا۔

" ہم شمال کی جانب ہیں ۔ بہرحال تم اسے کہو کہ مغربی ساحل پر سامان اتار کر وہ رخصت ہو جائے ۔ ہم خود ہی وہاں سے اٹھا لیں گے ہمارے بارے میں تو تم نے اسے کچھ نہیں بتایا ۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے سخت لہجے میں کہا۔

" اوہ نہیں مادام ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ میں نے اسے صرف یہ کہا تھا کہ مجھے جزیرے پر کچھ چیزیں بھجوانی ہیں اور بس ۔ معاوضہ کا چیک اسے کل شام سے پہلے مل جائے گا ۔ اوور"۔۔۔۔ راجیش نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں سامان مل جانے کے بعد تمہیں کال کروں گی اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ تھریسیا نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" چلو سنگ ہی ۔ ہمیں مغربی ساحل پر چلنا چاہیئے"۔۔۔۔ تھریسیا نے اٹھتے ہوئے سنگ ہی کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا اور

پھر وہ دونوں جنگل کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے جزیرے کی مغربی سمت بڑھتے رہے ۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ مغربی ساحل پر واقع چٹانوں کے قریب پہنچے اور ایک چٹان کی آڑ میں رک کر ساحل کی طرف دیکھنے لگے ۔ ساحل سے تقریباً بیس پچیس قدم کے فاصلے پر سمندر میں ایک اسٹیمر کھڑا تھا جبکہ ربڑ کی دو چھوٹی چھوٹی کشتیاں ساحل کی طرف آ رہی تھیں ۔ دونوں کشتیوں کے آگے پیچھے ایک ایک آدمی تیر رہا تھا ۔ کشتیوں میں لکڑی کا ایک ایک باکس رکھا ہوا تھا ۔ غالباً پانی میں چھپی خطرناک چٹانوں سے کشتیوں کو بچانے کے لئے ایک تیراک آگے تیرتا ہوا محفوظ جگہ تلاش کر رہا تھا اور پیچھے والا کشتی کو اس کے تعاقب میں دھکیل رہا تھا ۔ اسٹیمر پر کھڑا ایک آدمی طاقتور ٹارچ کی روشنی کشتیوں کے آگے ڈال رہا تھا۔

چند لمحوں بعد پہلی کشتی ساحل کے قریب پہنچی تو دونوں تیراکوں نے کشتی میں رکھا لکڑی کا باکس دو اطراف سے پکڑ کر کشتی سے نکالا اور باکس کو ساحل کے کنارے پر رکھ دیا ۔ پھر وہ دونوں کشتی کو دھکیلتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے اور دوسری کشتی وہاں لائی گئی ۔ اس میں سے بھی دونوں افراد نے باکس اٹھا کر ساحل پر رکھا اور کشتی لے کر واپس اسٹیمر کی طرف تیرنے لگے ۔ تقریباً پانچ منٹ بعد اسٹیمر واپس روانہ ہو گیا ۔ چند لمحوں بعد ستاروں کی روشنی میں اسٹیمر ہیولے کی مانند دکھائی دینے لگا اور پھر چند لمحوں کے بعد ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

سنگ ہی اور تھریسیا چٹان کی آڑ سے نکلے اور ساحل کے اس کنارے پر پہنچ گئے جہاں لکڑی کے دونوں باکس پڑے ہوئے تھے۔ ان باکسوں کے بالائی تختے کیل ٹھونک کر بند کئے گئے تھے۔ سنگ ہی نے اپنی پنڈلی سے بندھا شکاری خنجر کھولا اور اس کے ذریعے دونوں باکسوں کے تختے اکھاڑے۔ ایک باکس میں جدید اسلحہ وغیرہ تھا جبکہ دوسرے میں خشک خوراک کے ڈبے، شراب کی چند بوتلیں اور دوسرا سامان تھا۔

"چلو۔ ایک بکس تم اٹھالو"۔۔۔۔ تھریسیا نے سنگ ہی سے کہا اور جھک کر ایک باکس خود اٹھالیا۔ سنگ ہی نے دوسرا باکس اٹھایا اور دونوں واپس جنگل کی طرف بڑھ گئے۔ کندھوں پر باکس اٹھائے وہ جنگل کے قریب پہنچے اور پھر وہاں بیٹھ کر انہوں نے سب سے پہلے خشک خوراک سے پیٹ بھرا۔ شراب کے دو دو پیگ پیئے اور پھر تھریسیا نے اسلحہ والے باکس میں موجود ٹارچ اٹھائی اور اس کی روشنی میں اسلحہ کا تفصیلی جائزہ لیا۔ اس میں دو مشین گنیں، دو مشین پسٹل، دو ریوالور اور ان کے راؤنڈز کافی تعداد میں موجود تھے تھریسیا مطمئن ہو گئی تھی۔ اس اسلحہ سے وہ کئی گھنٹوں تک دشمن کا مقابلہ کر سکتے تھے اور خوراک کا ذخیرہ بھی دو دن کے لئے کافی تھا جبکہ انہیں صرف کل کا دن وہاں گزارنا تھا۔ ٹارچ کی روشنی میں وہ دونوں باکس اٹھا کر جنگل میں داخل ہوئے اور بیس پچیس قدم دور آ کر ایک جگہ ڈیرا ڈال دیا۔

"اب ہمیں صبح تک آرام کر لینا چاہیئے"۔۔۔۔ تھریسیا نے سنگ ہی سے کہا۔

"تم سو جاؤ۔ میں پہرہ دوں گا۔ یوں بھی جب تک ہم یہاں سے فلائی نہیں کر جاتے مجھے نیند نہیں آئے گی"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا۔ تھریسیا جانتی تھی کہ سنگ ہی سخت اعصاب کا مالک ہے اور مسلسل تین دن تک بھی آرام نہ کرے تو اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ چنانچہ وہ زمین پر لیٹ گئی اور سنگ ہی شراب کی بوتل کھول کر گھونٹ لینے لگا۔ وہاں گہری تاریکی تھی لیکن انہیں اس کی پرواہ نہیں تھی۔ تھریسیا کو جلد ہی نیند آ گئی۔ پھر پرندوں کی چہچہاہٹ سے اس کی آنکھ کھل گئی تو جنگل میں دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ آٹھ بج چکے تھے اور سنگ ہی قریب ہی درخت کے تنے سے پشت لگائے اونگھ رہا تھا۔ اس کے پہلو میں شراب کی بوتل خالی پڑی تھی۔ تھریسیا نے اندازہ لگایا کہ سنگ ہی کو نیند آ رہی ہے۔ چنانچہ اس نے سنگ ہی کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔

دفعتاً اسے راجیش کا خیال آیا جسے اس نے کہا تھا کہ سامان پہنچنے کے بعد وہ اسے کال کرے گی لیکن اسے یاد نہ رہا تھا۔ نجانے راجیش پاکیشیا کے لئے روانہ ہو چکا تھا یا اس کی کال کے انتظار میں رکا ہوا تھا یہ خیال آتے ہی اس نے پرس سے لائٹر نما ٹرانسمیٹر اور سگریٹ کا پیکٹ بھی نکال لیا۔ سگریٹ سلگا کر اس نے کش لیا اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو راجیش ۔ ٹی تھری بی کالنگ ۔ اوور"..... تھریسیا راجیش کو کال کرنے لگی تو سنگ ہی کی آنکھ کھل گئی۔

"اوہ ۔ کیا ہوا"..... سنگ ہی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے تھریسیا سے پوچھا تو تھریسیا نے جواب میں اسے خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا اور بار بار اپنے الفاظ دوہرانے لگی ۔ دو منٹ گزر گئے اور راجیش کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو وہ پریشان ہو گئی۔

"معلوم نہیں راجیش کیوں کال رسیو نہیں کر رہا"..... تھریسیا نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ سو رہا ہو ۔ یہ کافرستانی لوگ سوتے بہت ہیں"..... سنگ ہی نے کہا۔

"نانسنس ۔ اسے چارٹرڈ فلائٹ سے پاکیشیا روانہ ہونا تھا"..... تھریسیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں ۔ غالباً اس نے صبح پانچ بجے کی فلائٹ سے آنا تھا"..... سنگ ہی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ معلوم نہیں وہ وہاں سے روانہ ہوا بھی ہے یا نہیں"..... تھریسیا نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اگر تم یہی معلوم کرنے کے لئے اسے کال کرنا چاہتی ہو تو پھر بارہ بجے ٹرائی کرنا ۔ اس وقت اگر وہ جہاز میں ہے تو وہ تمہاری کال رسیو نہیں کرے گا"..... سنگ ہی نے کہا تو تھریسیا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور اپنی حماقت پر بے اختیار مسکرانے لگی ۔ سنگ ہی

درست کہہ رہا تھا ۔ پھر تقریباً بارہ بجے وہ راجیش کو کال کرنے کا سوچ رہی تھی کہ ٹرانسمیٹر سے سگنل کی آواز ابھرنے لگی ۔ تھریسیا نے تیزی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو مادام ۔ راجیش کالنگ ۔ اوور"..... ٹرانسمیٹر سے راجیش کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ۔ یس راجیش ۔ ٹی تھری بی رسیونگ یو ۔ اوور"..... تھریسیا نے جلدی سے کہا۔

"مادام ۔ میں پاکیشیا پہنچ چکا ہوں اور اس وقت ایئرپورٹ کے قریب موجود ہوں ۔ اوور"..... راجیش نے کہا۔

"رائٹ ۔ تم بندرگاہ پہنچو اور وہاں حالات کا جائزہ لو یا پھر اپنے دوست کے پاس جاؤ اور اس کی مدد سے جزیرے پر پہنچنے کی کوشش کرو لیکن انتہائی احتیاط سے ۔ اگر کوئی خطرہ محسوس کرو تو پھر شام کا اندھیرا پھیلنے پر آ جانا ۔ اوور"..... تھریسیا نے کہا جبکہ سنگ ہی خاموشی سے سن رہا تھا۔

"اوکے مادام ۔ اگر دن میں جزیرے کی طرف روانہ ہونے میں کوئی پرابلم نظر آئی تو میں آپ کو مطلع کر دوں گا ۔ اوور"..... راجیش نے کہا۔

"اوکے ۔ اپنے دوست سے ہمارا معاملہ ہر صورت میں پوشیدہ رکھنا ۔ اوور اینڈ آل"..... تھریسیا نے سخت لہجے میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

پوری رات عمران اور بلیک زیرو نے جاگ کر گزاری تھی جبکہ ان کے ساتھی بندرگاہ پر ڈیوٹی دیتے رہے تھے ۔ کوسٹ گارڈز کے اسٹیمرز بھی سمندر میں دور دور تک گشت کرتے رہے تھے لیکن وہ اس موٹر بوٹ کو تلاش کرنے میں ناکام رہے ۔ ان اسٹیمرز پر عمران کے ساتھی تنویر، نعمانی، خاور اور چوہان بھی سوار تھے جبکہ صدیقی اور صفدر بندرگاہ پر موجود رہے تھے ۔ صفدر بندرگاہ کے اس حصے کی نگرانی کر رہا تھا جہاں پرائیویٹ اسٹیمرز، موٹر بوٹس اور کشتیاں لنگر انداز تھیں جبکہ صدیقی ان لانچوں کی نگرانی کر رہا تھا جو امارات سے آتی اور جاتی تھیں ۔ صبح دس بجے فون کی گھنٹی بجی ۔ اس وقت بلیک زیرو اور عمران چائے پی رہے تھے ۔ بلیک زیرو نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ ایکسٹو سپیکنگ "..... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص

لہجے میں کہا۔

" سلطان بول رہا ہوں "..... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

" السلام علیکم جناب ۔ میں طاہر بات کر رہا ہوں "..... بلیک زیرو نے اس مرتبہ اپنی اصل آواز میں کہا۔

" وعلیکم السلام ۔ میں نے عمران کے فلیٹ فون کیا تھا مگر سلیمان نے بتایا کہ وہ گزشتہ شام سے غائب ہے "..... سر سلطان نے کہا۔

" جی ہاں ۔ انہوں نے رات یہاں گزاری ہے لیجئے بات کیجئے "..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" السلام علیکم ۔ غالباً آپ نے مجھے طلب کرنے کے لئے فون کیا ہے "..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیوں ۔ یہ تم نے کیسے سمجھ لیا "..... سر سلطان نے حیرت سے پوچھا۔

" ظاہر ہے جب آپ کو پروفیسر ہاشمی والی واردات کے بارے میں خبر ملی ہو گی تو آپ مجھ سے بات کرنے کے لئے بے چین ہو گئے ہوں گے "..... عمران نے کہا۔

" واقعی ۔ میں نے انہی کے سلسلے میں فون کیا ہے ۔ گزشتہ رات ان کی ذاتی لیبارٹری سے ان کی وہ ڈائری چوری کر لی گئی ہے جس میں ان کے کئی قیمتی فارمولے درج تھے اور خاص طور پر ان کی تازہ ترین

لیجاد کا فارمولا بھی اس میں تھا"۔۔۔۔ سر سلطان نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"آپ کو کس نے بتایا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تمہارے ڈیڈی نے چند منٹ پہلے فون پر اطلاع دی تھی۔ پھر میں نے پروفیسر ہاشمی کو کال کر کے پوچھا تھا"۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے سارا معاملہ میرے علم میں ہے۔ ڈائری زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کے پاس ہے اور ہم انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ امید ہے اللہ تعالیٰ ہمیں سرخرو کرے گا"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا زیرو لینڈ کے ایجنٹ ابھی یہیں ہیں"۔۔۔۔ سر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ گزشتہ رات میں نے سنگ ہی اور تھریسیا سے پروفیسر ہاشمی کی ڈائری حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ابھی زیرو لینڈ واپس نہیں گئے اور اگر شام تک ان کا کھوج نہ ملا تو پھر میں خود زیرو لینڈ جاؤں گا کیا پروفیسر ہاشمی کے پاس ان فارمولوں کی کاپی نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"صرف تازہ فارمولے کی کاپی نہیں ہے کیونکہ ایک ہفتہ پہلے ان کی ریسرچ مکمل ہوئی تھی اور انہوں نے فی الحال صرف ڈائری میں اس لیجاد کا فارمولا درج کیا تھا۔ ان کا ارادہ تھا کہ دو تین روز تک

ں فارمولے کو حکومت کے حوالے کریں گے"۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"خیر۔ آپ اطمینان رکھیں۔ میں ڈائری واپس حاصل کرنے کے ئے کوئی راہ نکالتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔ بلیک زیرو نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

عمران آنکھیں بند کر کے سوچنے لگا۔ تقریباً بارہ بجے وہ اٹھا اور بلیک زیرو سے میک اپ طلب کر کے اپنی شکل تبدیل کرنے لگا۔ بلیک زیرو کو حیرت تو ہوئی لیکن اس نے کوئی استفسار نہ کیا۔ عمران چند منٹ بعد ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے سے اٹھا تو اس کے خدوخال بدل چکے تھے۔ چہرے پر چھوٹی سی گھنی داڑھی اور لمبی مونچھوں کا اضافہ ہو چکا تھا۔ بایاں گال ابھرا ہوا دکھائی دے رہا تھا جیسے سوجا ہوا ہو۔ چہرے کی رنگت بھی گہری ہو چکی تھی۔ پھر اس نے وارڈروب سے ماؤ کیپ اٹھا کر سر پر جما لی۔

"کیا آپ کہیں جا رہے ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران کو مشین پسٹل جیب میں رکھتے دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں۔ یہاں بیٹھے بیٹھے اونگھنے سے بہتر ہے کہ کچھ ہاتھ پاؤں ہلاؤں۔ ممبرز کی طرف سے کوئی رپورٹ آئے تو مجھے اطلاع دے دینا میں بندرگاہ جا رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بہت بہتر۔ جولیا کے بارے میں کیا حکم ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اسے ایئرپورٹ سے بلا لو۔ تھریسیا اور سنگ ہی نے کسی جگہ سے جانا ہوتا تو اب تک جا چکے ہوتے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ ٹھیک اسی لمحے بلیک زیرو کے واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا تو اس نے فوراً ہی واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو چیف۔ جولیا کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں ایک مشتبہ آدمی کا تعاقب کر رہی ہوں۔ وہ ایئرپورٹ سے شہر کی طرف آ رہا ہے۔ اوور"۔۔۔۔ جولیا نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کون ہے وہ۔ تفصیل بتاؤ اوور"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ چند منٹ پہلے کافرستان سے آنے والی چارٹرڈ فلائٹ سے اترا ہے۔ لاؤنج میں وہ میرے سامنے سے گزرا تو مجھے اس کی داڑھی مصنوعی محسوس ہوئی۔ میں نے اس کا احتیاط سے پیچھا کیا۔ اس نے ایئرپورٹ کی حدود سے باہر آ کر سڑک کے کنارے کھڑے ہو کر ایک سگریٹ سلگایا اور پھر سگریٹ لائٹر منہ کے قریب کر کے بولنے لگا۔ میں کچھ فاصلے پر ایک درخت کی آڑ میں کھڑی تھی اس لئے میں اس کی آواز تو نہ سن سکی لیکن ہونٹوں کی حرکت سے محسوس کیا کہ وہ کسی سے بات کر رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ لائٹر دراصل ٹرانسمیٹر ہے۔ پھر

...نے ایک ٹیکسی روکی اور چل دیا۔ میری گاڑی چونکہ پارکنگ ...میں تھی اس لئے میں نے بھی ٹیکسی لی اور اس کے پیچھے روانہ ہو ...گئی"۔۔۔۔ جولیا نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ عمران نے بلیک زیرو کو مخاطب کیا تو بلیک زیرو نے جولیا سے اس مشتبہ آدمی کی ٹیکسی کا نمبر ...حلیہ وغیرہ دریافت کر لیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں عمران کو کال کر رہا ہوں۔ وہ تم سے رابطہ ...رے گا۔ اسے گائیڈ کرنا۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور ...ٹرانسمیٹر آف کر دیا جبکہ عمران آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔

مکرانی ہوٹل میں داخل ہو کر راجیش ہال کے بائیں کونے
واقع کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ ہال میں اکثر میزیں آباد تھیں لیکن
موجود افراد میں ایک بھی چہرہ ایسا نہ تھا کہ جسے شرفاء میں شمار کیا
سکتا ہو۔ یہ ہوٹل سی پورٹ ایریا میں واقع تھا۔ بندرگاہ پر کام کرنے
والے مزدور پیشہ لوگ زیادہ تر اسی ہوٹل کا رخ کرتے تھے
انہیں منشیات بھی دستیاب تھیں اور جوا کھیلنے کی سہولت بھی
ہوٹل کے تہہ خانے میں جوا خانہ تھا جہاں دن بھر جوا ہوتا رہتا تھا
منشیات استعمال کی جاتی تھیں۔ البتہ ہوٹل کے ہال میں صرف
چائے اور کھانا چلتا تھا۔

اگرچہ یہاں جوئے اور منشیات کا دھندا پولیس کی سرپرستی
چل رہا تھا لیکن ہال میں بیٹھ کر کسی قسم کا نشہ کرنے کی ممانعت تھی
اور جو کوئی اس کی خلاف ورزی کرتا ہوٹل کے ملازم اسے وارننگ

یے جبراً اٹھا کر ہوٹل سے باہر اتنی بے دردی سے پھینک دیتے تھے
یے وہ انسان کی بجائے کوڑا کرکٹ ہو۔ ہوٹل کے مینجر سے لے کر
یٹر تک سب اول درجے کے غنڈے تھے جن میں اکثریت
لینیوں کی تھی۔ اس کی وجہ ہوٹل کا مالک تھا جو خود بھی مکرانی تھا
اپنی قوم کے لوگوں پر ہی اعتماد کرتا تھا۔ اس کا نام کالو تھا لیکن
ل کے ماتحت اسے پرنس کہتے تھے۔ البتہ وہ کالو مکرانی کے نام سے
مشہور تھا۔

جی فرمائیں"..... ادھیر عمر مگر ہٹے کٹے کاؤنٹر مین نے راجیش کو
ہ سے دیکھتے ہوئے پوچھا جس کے ہاتھ میں بریف کیس تھا۔

مجھے کالو سے ملنا ہے"..... راجیش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پرنس سے۔ مگر آپ کون ہیں"..... کاؤنٹر مین نے چونکتے ہوئے
چھا۔

راجیش۔ باقی وہ تمہیں خود ہی سمجھا دے گا"..... راجیش نے
ہا۔

راجیش"..... کاؤنٹر مین نے زیر لب دہرایا اور پھر فون کا رسیور
ڈائل نمبر ملانے لگا۔

یس"..... دوسری جانب سے غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

باس۔ راجیش نامی ایک شخص آپ سے ملنے آیا ہے لیکن نام
سوا کچھ نہیں بتایا"..... کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اوہ۔ اسے احترام کے ساتھ مجھ تک پہنچا دو۔ وہی تو مہمان

خصوصی ہے"..... باس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" رائٹ سر"..... کاؤنٹر مین نے چونکتے ہوئے غور سے راجیش کی طرف دیکھا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے پر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

" معاف کیجئے صاحب ۔ مجھے پرنس نے بتایا تو تھا کہ دوپہر کے وقت ایک مہمان خصوصی نے آنا ہے لیکن پرنس نے نام نہیں بتایا تھا ورنہ میں آپ کو فوراً ان کے پاس پہنچا دیتا ۔ آئیے"..... کاؤنٹر مین نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کاؤنٹر کے عقب سے نکل آیا۔ راجیش اس کے پیچھے چل دیا ۔ کاؤنٹر مین اس کے آگے چلتا ہوا ہال کے آخر میں واقع راہداری میں آیا ۔ اس میں ایک جانب واش روم بنے ہوئے تھے اور دوسری سمت میں کچن اور دو تین کمرے تھے۔

ایک کمرے کے دروازے پر رک کر اس نے دستک کے انداز میں دروازے پر ہاتھ مارا تو جواب میں فوراً ہی اندر سے دروازہ کھول دیا گیا ۔ اندر ایک آدمی دروازے کے پاس مشین گن لئے کھڑا تھا۔ کاؤنٹر مین اور راجیش کمرے میں داخل ہوئے ۔ سامنے والی دیوار میں ایک اور دروازہ دکھائی دے رہا تھا ۔ کاؤنٹر مین نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو دوسری جانب نیچے جانے کے لئے سیڑھیاں تھیں جن سے ہلکا ہلکا شور بلند ہو رہا تھا ۔ وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے پہنچے ۔ وہاں ایک راہداری میں چند بڑے بڑے کمرے تھے جن کے دروازے کھلے تھے۔ ہر کمرے میں پانچ چھ میزوں پر جوا ہو رہا تھا ۔ شراب بھی پی جا رہی

تھی۔

کاؤنٹر مین راہداری کے آخر میں واقع دروازے پر رکا اور دروازے کے پہلو میں نصب ایک بٹن دبا دیا ۔ چند لمحوں بعد دروازہ خود بخود کھل گیا اور وہ دونوں کمرے میں داخل ہو گئے ۔ ایک کمرے میں صوفے کے علاوہ دیوار کے پاس ایک آفس ٹیبل رکھی تھی ۔ ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر ایک دراز قامت مکرانی بیٹھا تھا ۔ اس کے آگے میز پر ایک کنٹرول پینل نصب تھا جبکہ دیواروں پر چار سکرینیں نصب تھیں ۔ ان سکرینوں پر جوئے خانہ کے کمروں کے مناظر دکھائی دے رہے تھے ۔ دراز قامت مکرانی نے راجیش کو دیکھا تو فوراً کرسی سے اٹھا اور مسکراتے ہوئے راجیش کی طرف بڑھا ۔ کاؤنٹر مین انہیں ملتے اور ایک دوسرے کی خیریت معلوم کرتے دیکھتا رہا پھر وہ دونوں صوفوں پر آمنے سامنے بیٹھ گئے۔

" گلو ۔ مہمان کی خاطر تواضع کا انتظام کرو ۔ یہ میرا جگری دوست ہے ۔ پانچ سال پہلے اس نے مجھے کافرستانی پولیس سے چھڑا کر مجھ پر احسان کیا تھا ۔ بہترین کھانا اور بہترین شراب لاؤ اس کے لئے"..... مکرانی نے کاؤنٹر مین سے کہا۔

" اوکے پرنس ۔ شباب کا انتظام بھی کروں"..... کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" بالکل ۔ لیکن ابھی سفر کی تھکاوٹ دور ہونے دو"..... پرنس نے مسکراتے ہوئے کہا تو گلو نے سر ہلایا اور پلٹ کر کمرے سے نکل گیا

باہر آ کر اس نے دروازہ بند کیا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تہہ خانے سے نکل کر ہال میں پہنچا اور ایک ویٹر کو بلا کر ہدایات دینے لگا۔ ویٹر ہال کے عقب میں واقع کچن کے ساتھ بنے ہوئے باتھ روم میں گیا اور واپس آیا تو اس نے ایک ٹرے اٹھا رکھی تھی جس میں شراب کی بوتل کے علاوہ دو گلاس اور ایک پیالے میں برف کے ٹکڑے رکھے تھے۔ وہ ٹرے اٹھائے تہہ خانے والے کمرے کی طرف بڑھا اور دروازے پر دستک دی تو دروازہ کھل گیا۔ وہاں کھڑے شخص نے ویٹر کے اندر آتے ہی دروازہ بند کر دیا۔ ویٹر سیڑھیوں والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ٹھہرو۔ مجھے دو"..... دروازہ کھولنے والے نے تیزی سے کہا تو ویٹر نے پلٹ کر اس کی طرف تو وہ چونک پڑا کیونکہ اس کے اندر داخل ہوتے وقت دروازہ کھولنے والا دروازے کی آڑ میں ہو گیا تھا اور ویٹر اس کی طرف دیکھے بغیر آگے بڑھ گیا تھا۔

"اوہ۔ تم کون ہو"..... ویٹر نے حیرت سے پوچھا۔

"ٹرے فرش پر رکھ دو"..... دروازہ کھولنے والے نے سخت لہجے میں کہا اور جیب سے ریوالور نکال کر اس پر تان لیا۔ ویٹر خوفزدہ ہو گیا اس نے ٹرے فرش پر رکھ دی اور پھر سیدھا ہو کر ریوالور بردار کو گھورنے لگا۔ ریوالور بردار نے دوسرا ہاتھ جیب میں ڈالا اور ایک پسٹل نکال لیا۔ اس نے پسٹل کا رخ ویٹر کی طرف کر کے بٹن دبا دیا۔ پسٹل سے گیس کی لہر نکل کر ویٹر کے چہرے سے ٹکرائی اور دوسرے

ہی لمحے وہ فرش پر آ گرا۔ ریوالور بردار نے گیس پسٹل جیب میں رکھا اور پھر آگے بڑھا اور بے ہوش ویٹر کو اٹھا کر ایک کونے میں رکھے پرانے صوفے کے عقب میں اس انداز میں ڈال دیا کہ دروازے سے اندر آنے جانے والوں کی ویٹر پر نظر نہیں پڑ سکتی تھی۔

" میرا خیال ہے تم غسل کر لو تاکہ سفر کی تھکاوٹ دور ہو جائے"۔۔۔ گلو کے جانے کے بعد کالو نے راجیش سے کہا۔

" غسل تو نہیں ۔ البتہ ہاتھ منہ دھوؤں گا"۔۔۔ راجیش نے مسکراتے ہوئے کہا اور صوفے سے اٹھ گیا ۔ کالو نے ایک کونے میں واقع واش روم کے دروازے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور راجیش اس کی طرف بڑھ گیا ۔ کالو سکرینوں کی طرف دیکھنے لگا ۔ تقریباً پانچ چھ منٹ بعد راجیش واش روم سے نکل کر اس کے سامنے آ بیٹھا۔

" پچھلی رات تمہاری مطلوبہ اشیاء جزیرے پر پہنچا دی گئی تھیں ۔ کیا تمہیں اطلاع مل گئی تھی"۔۔۔ کالو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ کیا تم خود گئے تھے وہاں"۔۔۔ راجیش نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر نکالتے ہوئے کہا۔

" میرے سوا وہاں کوئی جا ہی نہیں سکتا ۔ گزشتہ رات کوسٹ گارڈ والوں کے کئی اسٹیمرز سمندر میں دندناتے پھر رہے تھے ۔ معلوم

نہیں انہیں کس کی تلاش تھی اس لئے مجھے لمبا چکر کاٹ کر جزیرے تک جانا پڑا تھا"۔۔۔ کالو نے جواب دیا۔

" تمہیں کسی نے چیک تو نہیں کیا"۔۔۔ راجیش نے سگریٹ سلگا کر پوچھا۔

" چیک کیسے کرتے ۔ میرا اسٹیمر بندرگاہ سے بیس میل دور ایک ویران ساحل سے روانہ ہوا تھا اس لئے ان کی نگاہوں سے محفوظ رہا ۔ لیکن اگر ان سے ٹکراؤ ہو جاتا تو پانچ دس ہزار دے کر ان کا منہ بند کر دیتا"۔۔۔ کالو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اب تم نے مجھے بھی وہاں پہنچانا ہے ۔ لیکن پہلے یہ تسلی کر لینا کہ کوسٹ گارڈ والے جزیرے کے آس پاس تو موجود نہیں ہیں ۔ اگر رات کی طرح اب بھی گشت جاری ہے تو پھر رات کا پروگرام بنانا پڑے گا"۔۔۔ راجیش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم ان کی فکر مت کرو ۔ میں تمہیں دن میں بھی وہاں بحفاظت پہنچا سکتا ہوں"۔۔۔ کالو نے تیزی سے کہا۔

" اوکے ۔ پہلے چیک لے لو"۔۔۔ راجیش نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور قریب رکھا بریف کیس کھول کر اس میں سے ایک چیک نکال لیا۔

" یہ لو ۔ اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرا لینا ۔ اس میں ایک ہزار ڈالرز ایکسٹرا آج کے اخراجات کے لئے ہیں"۔۔۔ راجیش نے چیک پر اندراج اور دستخط کر کے چیک کالو کے سامنے میز پر رکھا تو کالو کی

آنکھیں چمکنے لگیں اور اس نے جھپٹ کر چیک اٹھا لیا۔ ٹھیک اسی لمحے کمرے میں گھنٹی کی مترنم آواز ابھری تو کالو نے چیک میز پر رکھا اور اٹھ کر کنٹرول پینل والی میز کے پاس پہنچ کر پینل کا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے خودکار دروازہ کھل گیا اور ایک آدمی شراب کی ٹرے اٹھائے کمرے میں داخل ہوا تو خودکار دروازہ بند ہو گیا۔ کالو نے اس کی طرف دیکھا اور بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ وہ اس کے لئے اجنبی تھا جبکہ ہوٹل کے تمام ویٹر مکرانی تھے۔

"اوہ۔ کون ہو تم۔ تمہیں کس نے بھیجا ہے"۔۔۔۔ کالو نے پوچھا۔

"گلو نے۔ تمام ویٹرز مصروف تھے۔ میں ہال میں کارڈز کھیلنے کے لئے آ رہا تھا اس لئے گلو نے یہ فرض مجھے سونپ دیا"۔۔۔۔ اجنبی نے اسی طرح منہ بنا کر ناگوار سے لہجے میں کہا جیسے کالو کا سوال کرنا اسے برا لگا ہو۔

"ٹھیک ہے۔ میز پر رکھ کر تم جاؤ۔ اس خنزیر کی اولاد سے میں خود نمٹ لوں گا"۔۔۔۔ کالو نے غصیلے لہجے میں کہا تو اجنبی نے آگے بڑھ کر ٹرے میز پر رکھی اور پھر پیچھے ہٹتے ہوئے یکدم جیب سے ریوالور نکالا اور صوفے پر بیٹھے راجیش کی کنپٹی سے لگا دیا۔

"اوہ۔ کیا مطلب"۔۔۔۔ کالو نے اس کی حرکت پر بوکھلا کر کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔

"خبردار۔ ہاتھ بلند کر لو کالو ورنہ بے آواز گولی راجیش کی کنپٹی میں اتر جائے گی"۔۔۔۔ اجنبی نے غراتے ہوئے کہا۔ کالو نے اسے

خونخوار نگاہوں سے گھورتے ہوئے ہاتھ بلند کر لئے۔ راجیش صوفے پر ساکت بیٹھا تھا جبکہ اجنبی اس کے عقب میں کھڑا تھا۔

"کالو۔ کیا تم اس آدمی کو نہیں جانتے"۔۔۔۔ راجیش نے کالو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ کالو مجھے نہیں جانتا۔ تم ہاتھ بلند کر کے کھڑے ہو جاؤ پھر میں اپنا تعارف کراتا ہوں"۔۔۔۔ ریوالور بردار نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو راجیش ہاتھ بلند کر کے صوفے سے اٹھا تو ریوالور بردار نے ریوالور اس کی پشت سے لگا کر اس کی جیبیں چیک کیں۔

"اب تم کالو کے پاس جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ دو منٹ بعد مجھے باہر جانا ہے"۔۔۔۔ ریوالور بردار نے ریوالور کا رخ کالو کی طرف کرتے ہوئے کہا تو راجیش کالو کی طرف بڑھ گیا۔

"دو منٹ۔ تم چاہتے کیا ہو"۔۔۔۔ کالو نے پوچھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم یہ چیک کیش کرانے کے لئے زندہ رہو۔ لیکن اگر تم نے اپنے ہاتھ نیچے کئے یا پینل کا کوئی بٹن دبانے کی کوشش کی تو تمہارے سینے میں سوراخ ہو جائے گا"۔۔۔۔ ریوالور بردار نے ایک ہاتھ سے میز پر رکھا چیک اٹھاتے ہوئے کہا۔ کالو اس کی دھمکی سن کر ہونٹ کاٹنے لگا۔ راجیش نے میز کے پاس رک کر ریوالور بردار کی طرف رخ کیا اور اسے گھورنے لگا۔

"اس چیک پر گیارہ ہزار ڈالر کی رقم ہے۔ دس ہزار ڈالر تمہاری

گزشتہ رات کی محنت کا معاوضہ ہے نا"۔۔۔ اجنبی نے کالو سے پوچھا۔

"ہاں ۔ مگر تمہیں کس نے بتایا۔ میں نے تو گزشتہ رات کوئی محنت نہیں کی"۔۔۔ کالو نے پہلے اقرار کرتے ہوئے اور پھر چونک کر کہا۔

"تو راجیش کی مطلوبہ اشیاء جزیرے پر پہنچانے تمہارا ہمزاد گیا تھا"۔۔۔ اجنبی نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر راجیش بے اختیار اچھل پڑا جبکہ حیرت و خوف کی شدت سے کالو کا سیاہ چہرہ مزید سیاہ پڑ گیا۔

"اور ایک ہزار ڈالرز میں تم نے آج راجیش کو جزیرے پر پہنچانا ہے ۔ خیر ۔ یہ تمہارا اپنا بزنس ہے ۔ مجھے صرف یہ بتاؤ کہ جو سامان تم نے جزیرے پر پہنچایا تھا اس میں کتنا اسلحہ تھا"۔۔۔ اجنبی نے کہا۔

"مم ۔ مم ۔ معلوم نہیں تم کیا کہہ رہے ہو ۔ میں تو وہاں گیا ہی نہیں"۔۔۔ کالو نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا ۔ پہلے نہیں گئے تو اب چلے جاؤ"۔۔۔ اجنبی نے ہنس کر کہا اور اس کے ساتھ ہی کالو کی پیشانی میں سوراخ ہو گیا اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی مانند فرش پر آگرا۔ اجنبی کے سائیلنسر لگے ریوالور کی گولی نے اسے دنیا سے رخصت کر دیا تھا۔ راجیش اس کے انجام پر کانپ اٹھا تھا۔

"تم تم کون ہو"۔۔۔ راجیش نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"علی عمران کا نام تم نے ضرور سنا ہو گا"۔۔۔ اجنبی نے اسے

گھورتے ہوئے کہا تو راجیش کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"تت ۔ تم ۔ تم عمران ہو"۔۔۔ راجیش کے منہ سے پھنسی پھنسی سی آواز نکلی۔

"ہاں ۔ اور اب تم میرے ساتھ تھریسیا سے ملنے جزیرے پر چلو گے"۔۔۔ عمران نے جیب سے گیس پسٹل نکالتے ہوئے سرد لہجے میں کہا اور اس کے چہرے پر فائر کر دیا۔ دلیپ لڑکھڑایا اور بے حواس ہو کر فرش پر گرتا چلا گیا۔

عمران راجیش کا تعاقب کرتا ہوا کالو مکرانی کے ہوٹل پہنچا تھا۔ اسے گائیڈ جولیا نے کیا تھا۔ راجیش جیسے ہی ٹیکسی سے اترا عمران کو فوراً اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اب یقیناً کالو مکرانی سے ملے گا اس لئے عمران اس سے پہلے ہی آگے بڑھ کر کاؤنٹر پر پہنچ چکا تھا جہاں سے اس نے کارڈز کھیلنے کے لئے ٹوکن لیا اور کارڈ رومز کی طرف بڑھ گیا تھا۔ چونکہ کالو ہوٹل میں عمران پہلے بھی کئی بار آچکا تھا اس لئے اسے اس کے بارے میں تمام معلومات حاصل تھیں ۔ کارڈ رومز میں جانے کی بجائے وہ راستے میں سیڑھیوں کے پاس رک گیا تھا اور جب راجیش کاؤنٹر مین کے ساتھ اس کے قریب سے گزرا تو عمران نے انتہائی مہارت سے بٹن نما وائس کیچر راجیش کی کوٹ کی جیب میں ڈال دیا تھا اس طرح وائس کیچر رسیور سے اسے راجیش اور کالو مکرانی کے درمیان ہونے والی باتوں کا پتہ چل گیا تھا۔

سگنل کی آواز سن کر تھریسیا اور سنگ ہی بے اختیار چونک پڑے تین بج چکے تھے اور وہ دونوں بے حد چوکنے بیٹھے راجیش کی کال کا انتظار کر رہے تھے ۔ تھریسیا نے فوراً ہی اپنے لباس میں سے لائٹر نما ٹرانسمیٹر نکالا اور آن کر دیا۔

" ہیلو مادام ۔ راجیش کالنگ ۔ اوور "..... حسب توقع ٹرانسمیٹر سے راجیش کی آواز سنائی دی ۔

" تھریسیا رسیونگ یو ۔ اوور "..... تھریسیا نے کہا۔

" میں جزیرے کی طرف آ رہا ہوں مادام ۔ اوور "..... راجیش نے کہا مگر اس کی آواز میں ہلکا سا ٹھہراؤ تھا جسے تھریسیا نے محسوس کر لیا تھا۔

" لیکن میں جزیرے پر نہیں ہوں ۔ تمہارا آنا بے کار ہے ۔ اوور

ینڈ آل "..... تھریسیا نے سخت لہجے میں کہا اور فوراً ہی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" اوہ ۔ تم نے اسے کیوں روک دیا "..... سنگ ہی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" شاید تم نے اس کی آواز پر غور نہیں کیا سنگ ہی ۔ مجھے خطرہ محسوس ہو گیا ہے "..... تھریسیا نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

" اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اس خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے "..... سنگ ہی نے اسلحہ والے باکس کی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے کہا اور اس نے باکس میں سے مشین پسٹل اور ریوالور نکال کر اپنی جیبوں میں ٹھونسے جو اس نے صبح ہی لوڈ کر لئے تھے اور پھر مشین گن اٹھا کر کندھے سے لٹکائی اور پسٹل کے میگزین بھی جیبوں میں بھر لئے ۔ تھریسیا نے بھی مطلوبہ اسلحہ اٹھا لیا۔

" آؤ ۔ ہمیں ان کا ساحل پر انتظار کرنا چاہئے "..... تھریسیا نے کہا۔

" کھلی جگہ پر وہ ہمیں دور سے نشانہ بنا سکتے ہیں تھریسیا "..... سنگ ہی نے تیزی سے کہا۔

" اور یہاں ہم چوہوں کی طرح گھیر لئے جائیں گے ۔ وہاں ہمیں فرار کے لئے سمندر کا سہارا تو میسر ہو گا "..... تھریسیا نے ایک طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" جب تم نے راجیش کو بتا ہی دیا ہے کہ تم اب جزیرے پر نہیں

ہو تو پھر وہ ادھر آنے سے گریز کرے گا"۔۔۔ سنگ ہی نے کہا اور ادھر ادھر دیکھتے ہوئے وہ تھریسیا کے پیچھے چلنے لگا۔

" حالات کا کچھ پتہ نہیں ہے سنگ ہی ۔ شہر میں ہمارے ایجنٹ نارمن کے تمام ٹھکانے سیکرٹ سروس کی نگاہوں میں آ چکے ہیں ۔ وہاں سے کوئی مدد ملنے کی امید نہیں ہے اس لئے ہمیں اب جریرے کو چھوڑنا پڑے گا"۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

" میرا خیال ہے پوائنٹ سیون سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے ۔ وہاں سے گورڈن میرے لئے کار لایا تھا جب میں نے بے ہوش کر کے فٹ پاتھ پر ڈال دیا تھا کیونکہ اسے میں ساتھ نہیں لانا چاہتا تھا۔ کیا اسے کال کر کے دیکھوں"۔۔۔ سنگ ہی نے کہا۔

" کوشش کر لو ۔ تمہیں پہلے ہی یہ کام کرنا چاہئے تھا"۔۔۔ تھریسیا نے چونکتے ہوئے کہا تو سنگ ہی نے درختوں سے باہر آ کر جریرے کا جائزہ لیتے ہوئے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال لیا ۔ تھریسیا چوکنی نگاہوں سے سامنے دیکھ رہی تھی۔

" ہیلو گورڈن ۔ ماسٹر کالنگ ۔ اوور"۔۔۔ سنگ ہی نے ٹرانسمیٹر آن کر کے کال کرتے ہوئے کہا۔

" یس ماسٹر ۔ گورڈن رسیونگ یو ۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد گورڈن کی آواز سنائی دی۔

" کیا پوزیشن ہے گورڈن ۔ گزشتہ رات احتیاطی طور پر میں نے تمہیں بے ہوش کیا تھا ۔ تم کب ہوش میں آئے تھے ۔ اوور"۔۔۔

سنگ ہی نے پوچھا۔

" مجھے کسی راہ گیر نے نشے میں مدہوش سمجھ کر مجھ پر پانی ڈالا تھا ۔ وہاں سے میں ٹیکسی میں واپس پوائنٹ سیون پر آ گیا تھا ۔ اوور"۔۔۔ گورڈن نے کہا۔

" ہونہہ ۔ تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں ۔ اوور"۔۔۔ سنگ ہی نے پوچھا۔

" صرف دو ۔ آپ حکم فرمائیں ۔ کرائے کے آدمی بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں ۔ اوور"۔۔۔ گورڈن نے کہا۔

" نہیں ۔ اس کی ضرورت نہیں ہے ۔ مجھے فوری طور پر ایک موٹر بوٹ چاہئے ۔ اوور"۔۔۔ سنگ ہی نے کہا۔

" ٹھہرو ۔ میں بات کرتی ہوں"۔۔۔ تھریسیا نے کہا اور تیزی سے سنگ ہی کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

" گورڈن ۔ مادام تھریسیا سے بات کرو ۔ یہ تمہیں ہدایات دیں گی اوور"۔۔۔ سنگ ہی نے کہا اور ٹرانسمیٹر تھریسیا کو دے دیا۔

" ہیلو گورڈن ۔ کیا رینٹ پر ہیلی کاپٹر مل سکتا ہے ۔ اوور"۔۔۔ تھریسیا نے پوچھا۔

" یس مادام ۔ یہاں ایک فلائنگ کلب ہے ۔ وہاں سے مل سکتا ہے ۔ اوور"۔۔۔ گورڈن نے کہا۔

" گڈ ۔ لیکن اس میں اتنا فیول ہونا چاہئے کہ ہم دو گھنٹے پرواز کر سکیں ۔ اوور"۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

" بہتر مادام ۔ ہیلی کاپٹر آپ کو کب اور کہاں چاہیئے ۔ اوور"... گورڈن نے پوچھا۔

" بندرگاہ سے مغرب کی جانب بیس پچیس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک جزیرہ ہے سرس ۔ وہ غیر آباد جزیرہ ہے ۔ وہاں تم ہیلی کاپٹر لے کر جتنی جلدی ممکن ہو آجاؤ ۔ ہو سکتا ہے تمہارے پہنچنے سے پہلے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس اور کوسٹ گارڈز یہاں پہنچ جائے اس لئے لینڈنگ سے پہلے ہمیں کال کر لینا ۔ اوور"... تھریسیا نے کہا جبکہ سنگ ہی خاموش کھڑا چوکنے انداز میں آس پاس کا جائزہ لے رہا تھا۔

گورڈن کو ہدایات دینے کے بعد تھریسیا کے اشارے پر سنگ ہی نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر وہ دونوں جزیرے کے مشرقی ساحل کی طرف بڑھنے لگے ۔ اس جانب ساحل کے ساتھ ساتھ چٹانیں واقع تھیں ۔ ساحل سے بیس قدم پیچھے وہ ایک چٹان کے پاس رک گئے اور پھر تھریسیا کی ہدایت پر سنگ ہی چٹان پر چڑھنے لگا ۔ چٹان کی بالائی سطح پر پہنچ کر وہ سینے کے بل لیٹ کر سامنے کا جائزہ لینے لگا لیکن سمندر میں دور دور تک کوئی اسٹیمر یا کشتی نظر نہ آرہی تھی ۔ وہ مطمئن ہو کر چٹان سے اترا اور تھریسیا کے پاس آگیا۔

" کچھ نہیں ہے اس طرف ۔ تم خود دیکھ لو"... سنگ ہی نے کہا تو تھریسیا نے اثبات میں سر ہلایا اور خود چٹان پر چڑھ کر سمندر کا جائزہ لینے لگی ۔ بندرگاہ اس سمت میں تھی لیکن سوائے لہروں کے کچھ دکھائی نہ دیا۔

" آؤ ۔ ہمیں شمال اور جنوب کی سمت کا جائزہ بھی لینا ہے ۔ تم جنوبی سمت کی طرف جاؤ"... تھریسیا نے کہا اور خود شمالی ساحل کی طرف چل دی ۔ اس جانب بھی ساحل پر چٹانیں تھیں جو پانی کے اندر سمندر میں دور دور تک دکھائی دے رہی تھیں لیکن کوئی اسٹیمر یا کشتی وغیرہ کا نام و نشان نہ تھا ۔ وہ سوچنے لگی کہ کیا چکر ہے ۔ یہ تو ناممکن تھا کہ عمران اس کے فرار کے بعد صبر کر کے بیٹھ گیا ہو ۔ وہ عمران کی فطرت سے واقف تھی اور جانتی تھی کہ جب تک عمران کو اس کی زیرولینڈ کی طرف واپسی کا حتمی ثبوت نہیں مل جائے گا وہ اس کی تلاش میں پورے ملک کو تلپٹ کر کے رکھ دے گا۔

پھر عمران نے اس جزیرے کی طرف توجہ کیوں نہیں دی ۔ کیا راجیش پر اس کا شک غلط تھا ۔ جزیرے کے آس پاس کی فضا کلیئر تھی اور شاید اس لئے راجیش جزیرے کی طرف آرہا تھا کہ اسے کوئی خطرہ نہیں دکھائی دیا تھا ورنہ ہدایات کے مطابق وہ رات کے اندھیرے میں جزیرے کا رخ کرتا مگر اس نے محض شک کی بنا پر راجیش کو ادھر آنے سے روک دیا تھا ۔ حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے تھریسیا نے راجیش سے رابطہ قائم کرنے کا ارادہ کر لیا ۔ اس نے واپس جنگل کی طرف بڑھتے ہوئے ٹرانسمیٹر نکالا اور آن کر کے اس پر راجیش سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

" ہیلو راجیش ۔ ٹی تھری بی کالنگ ۔ اوور"... تھریسیا نے کہا۔

" یس مادام ۔ راجیش رسیونگ یو ۔ اوور"... چند لمحوں بعد

ٹرانسمیٹر سے راجیش کی آواز سنائی دی۔

" تم اس وقت کہاں ہو راجیش ۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے پوچھا۔

" میں بندرگاہ کے قریب ایک ہوٹل میں ہوں مادام ۔ آپ سے بات کرنے کے بعد میں واپس ہوٹل میں چلا گیا تھا ۔ اوور"۔۔۔۔ راجیش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" کیا تم نے کالو مکرانی کے سامنے ٹرانسمیٹر استعمال کیا تھا ۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے سخت لہجے میں پوچھا۔

" میں ایسی غلطی نہیں کر سکتا مادام ۔ اس وقت وہ کمرے سے باہر تھا ۔ اوور"۔۔۔۔ راجیش نے کہا۔

" اچھا ۔ تم اسٹیمر پر جزیرے کی طرف آؤ میں وہیں ہوں ۔ تمہیں جزیرے کے گرد چکر لگا کر نگرانی کرنی ہے ۔ کوئی دوسرا اسٹیمر یا بوٹ جزیرے کی طرف آتی دکھائی دے تو اسے غرق کر دینا اور مجھے بھی اطلاع دے دینا ۔ کالو مکرانی سے نفری اور اسلحہ لے لو چاہے جو بھی قیمت ادا کرنی پڑے ۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

" بہت بہتر مادام ۔ میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ اوور"۔۔۔۔ راجیش نے کہا۔

" اور ہاں ۔ میں نے جو چیز لانے کا تمہیں حکم دیا تھا وہ بھی مجھے فوری طور پر چاہیئے ۔ کیسے پہنچاؤ گے ۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے پوچھا۔

" میں وہاں پہنچ کر تیرتا ہوا آپ تک آجاؤں گا ۔ مجھے بتلایئے آپ جزیرے کی کس سمت میں ہوں گی ۔ اوور"۔۔۔۔ راجیش نے کہا۔

" تم جزیرے کے پاس پہنچ کر مجھے کال کرنا ۔ پھر میں تمہیں ہدایات دوں گی ۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ تھریسیا نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ سامنے سے سنگ ہی کو آتے دیکھ کر وہ رک گئی تھی۔

" اس طرف سمندر دور تک کلیئر ہے"۔۔۔۔ سنگ ہی نے قریب آکر کہا اور اس کے ساتھ ہی درختوں کی طرف بڑھنے لگا۔

" سنگ ہی ۔ میں نے راجیش سے بات کی ہے لیکن مجھے اس کے لہجے میں پھر فرق محسوس ہوا ہے"۔۔۔۔ تھریسیا نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" جب ہیلی کاپٹر منگوایا ہے تو اس سے بات کرنے کی کیا ضرورت تھی جبکہ وہ مشکوک ہو چکا ہے"۔۔۔۔ سنگ ہی نے ناگوار لہجے میں کہا۔

" شک راجیش کے لہجے میں ہلکے سے ٹھہراؤ کا ہے ۔ اس کا گلا خراب بھی ہو سکتا ہے ۔ اگر وہ عمران ہوتا تو اب تک اپنی ٹیم کے ساتھ یہاں پہنچ چکا ہوتا"۔۔۔۔ تھریسیا نے کہا پھر اس نے راجیش سے ہونے والی گفتگو اور اپنی ہدایات کے بارے میں بتا دیا۔

" میں چاہتی ہوں کہ ہیلی کاپٹر کے یہاں پہنچنے تک کوئی ہماری تلاش میں ادھر نہ آسکے اور راجیش سے لانگ رینج ٹرانسمیٹر بھی لے لیا جائے"۔۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

" تو یہ سب باتیں کرنے کے بعد تمہارا شک دور ہو گیا ہے"۔۔۔۔ سنگ ہی نے پوچھا۔

" ہاں ۔ مگر الجھن ضرور ہے"۔۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

" ذرا اسے دوبارہ کال کرو ۔ میں اس سے بات کرتا ہوں" سنگ ہی نے کہا تو تھریسیا نے ہاتھ میں موجود ٹرانسمیٹر آن کیا اور راجیش کو کال کرنے لگی ۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

" یس مادام ۔ راجیش رسیونگ یو ۔ اوور"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے راجیش کی آواز سنائی دی ۔

" ماسٹر سے بات کرو راجیش ۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے کہا اور ٹرانسمیٹر سنگ ہی کی طرف بڑھا دیا۔

" ہیلو راجیش ۔ تم اس وقت کہاں ہو ۔ اوور"۔۔۔۔ سنگ ہی نے پوچھا۔

" میں ہوٹل کے کمرے میں ہوں ۔ میں نے ابھی فون پر کالو سے اسلحہ اور چند آدمی بھیجنے کے لئے کہا ہے ۔ اوور"۔۔۔۔ راجیش نے کہا۔

" ٹی تھری بی نے کیا چیز جزیرے پر پہنچانے کی ہدایت کی تھی تمہیں ۔ اوور"۔۔۔۔ سنگ ہی نے پوچھا۔

" کیا مادام نے آپ کو نہیں بتایا ۔ اوور"۔۔۔۔ راجیش نے کہا تو تھریسیا بے اختیار چونک پڑی ۔

" سنو بھتیجے ۔ تھریسیا تو دھوکہ کھا گئی تھی لیکن میں تمہاری آواز ہزاروں میں بھی پہچان سکتا ہوں ۔ اوور"۔۔۔۔ سنگ نے ہی جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ میں سمجھا نہیں ماسٹر ۔ اوور"۔۔۔۔ راجیش نے الجھے ہوئے لہجے کہا۔

" نہیں سمجھے تو اب سمجھ لو کہ تم نے ہم تک پہنچنے کی کوشش کی تو یہ جزیرہ تمہارے مدفن کے نام سے موصوم ہو جائے گا عمران ۔ تم اور تمہارا ایک بھی ساتھی یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکے گا ۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ سنگ ہی نے غضبناک لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کے علاوہ تین افراد موجود تھے اور وہ تینوں سفید فام تھے ۔ ہیلی کاپٹر پر انٹرنیشنل فلائنگ کلب کے الفاظ لکھے دکھائی دے رہے تھے ۔ پائلٹ نے کافی دور نظر آنے والے جزیرہ سرس کو دیکھتے ہوئے رفتار کے ساتھ ساتھ اس کی بلندی بھی کم کرنا شروع کر دی تھی ۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے سفید فام نے جیب سے لائٹر ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کے پیندے میں انگوٹھے سے دباؤ ڈال کر منہ کے سامنے کر لیا۔

"ہیلو ماسٹر۔ گورڈن کالنگ ۔ اوور"۔۔۔ سفید فام نے کہا۔

" یس گورڈن ۔ ماسٹر رسیونگ یو ۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

" سر۔ میں جزیرے کے قریب پہنچنے والا ہوں ۔ اوور"۔۔۔ گورڈن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ہاں ۔ ہمیں ہیلی کاپٹر نظر آ رہا ہے ۔ تمہارے ساتھ اور کون ہے وور"۔۔۔ ماسٹر نے پوچھا۔

" ٹونی اور سموئیل ۔ پائلٹ فلائنگ کلب کا ہے ۔ اوور"۔۔۔ گورڈن نے کہا۔

" ہیلی کاپٹر میں فیول کتنا ہے ۔ اوور"۔۔۔ ماسٹر نے پوچھا۔

" تین گھنٹے چل جائے گا ماسٹر۔ میں نے احتیاطاً دو بیرل مزید بھی خرید کر رکھ لئے ہیں ۔ اوور"۔۔۔ گورڈن نے کہا۔

" گڈ ۔ گویا ہم پانچ چھ گھنٹے بے فکر ہو کر سفر کر سکتے ہیں ۔ وور"۔۔۔ ماسٹر نے کہا۔

" یس سر۔ کیا ہم آپ کے ساتھ جائیں گے ۔ اوور"۔۔۔ گورڈن نے پوچھا جو ہیلی کاپٹر میں جزیرے کے قریب پہنچ چکا تھا۔

" فی الحال اس کا فیصلہ نہیں کیا گیا ۔ تم جزیرے کے جنگل والی سمت میں آؤ اور درختوں سے بیس قدم دور لینڈ کرو ۔ اوور"۔۔۔ ماسٹر نے کہا۔

" رائٹ سر۔ آپ بے فکر رہیں ۔ لینڈ کرنے کے بعد ہیلی کاپٹر کا انجن بند کر دیا جائے یا آپ نے فوراً روانہ ہونا ہے ۔ اوور"۔۔۔ گورڈن نے پوچھا۔

" نہیں ۔ ہم فوراً روانہ ہوں گے ۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو گورڈن نے بھی ٹرانسمیٹر بند کر کے جیب میں رکھ لیا ۔ ہیلی کاپٹر جزیرے کے اوپر پہنچا تو

پائلٹ جنگل کے سامنے لینڈنگ کرنے لگا۔ گورڈن کے پیچھے بیٹھے دونوں سفید فام نیچے دیکھ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر درختوں سے پندرہ بیس قدم کے فاصلے پر لینڈ کر چکا تھا۔ وہ چاروں لمبے درختوں کی جانب دیکھ رہے تھے۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا منہ درختوں کی جانب کر کے ہیلی کاپٹر زمین پر اتارا تھا اور انجن بند نہیں کیا تھا اس لئے ہیلی کاپٹر کے پنکھے بدستور چل رہے تھے اور ان کے شور سے درختوں پر بیٹھے پرندے فضا میں اڑنے لگے تھے۔ چند لمحے گزرے لیکن جنگل سے کوئی ذی روح نہ آیا۔

" اسے کال کر کے پوچھو"..... پائلٹ نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے گورڈن سے کہا۔

" ہیلو ماسٹر۔ گورڈن کالنگ۔ اوور"..... گورڈن نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور کال کرنے لگا۔

" یس گورڈن۔ ماسٹر رسیونگ یو۔ اوور"..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

" سر۔ ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ کیا انجن بند کر دیا جائے۔ اوور"..... گورڈن نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

" نہیں۔ انجن سٹارٹ رکھو اور تم پائلٹ کو چھوڑ کر یہاں جنگل میں آجاؤ۔ کچھ سامان اٹھانا ہے۔ اوور"..... ماسٹر نے کہا۔

" رائٹ سر۔ کیا ٹونی اور سموئیل کو بھی ساتھ لاؤں۔ اوور"..... گورڈن نے پوچھا۔

" ہاں۔ اوور اینڈ آل"..... دوسری طرف سے ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو گورڈن نے پائلٹ کی طرف دیکھتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پائلٹ نے پیچھے بیٹھے ٹونی اور سموئیل کو ہاتھ سے مخصوص اشارہ کر دیا۔ پھر گورڈن ہیلی کاپٹر سے اترا۔ اس کے بعد ٹونی اور سموئیل بھی ہیلی کاپٹر سے اتر گئے۔ پائلٹ کی نگاہیں سامنے والے درختوں پر مرکوز تھیں۔ گورڈن اور اس کے دونوں ساتھی درختوں کی طرف بڑھتے ہوئے کافی چوکنے تھے۔ تینوں درختوں سے ابھی دو تین قدم دور ہی تھے کہ اچانک درختوں کی آڑ سے دو افراد نے نکل کر ان پر مشین گنیں تان لیں۔ وہ تھریسیا اور سنگ ہی تھے۔ گورڈن اور اس کے دونوں ساتھی یکدم رک گئے۔

" ہاتھ اٹھا کر واپس چلو۔ پہلے تمہاری چیکنگ ہو گی"..... تھریسیا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" رائٹ میڈم"..... گورڈن نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پیچھے کھڑے ساتھیوں کی طرف مڑا۔ ان دونوں نے بھی ہاتھ اٹھا دیئے تھے۔

" پائلٹ کو بلاؤ"..... سنگ ہی نے غراتے ہوئے کہا۔

" کیپٹن۔ ہیلی کاپٹر سے اتر کر یہاں آجاؤ چیکنگ کے لئے۔ گھبرانے کی بات نہیں ہے"..... گورڈن نے چیخ کر کہا کیونکہ ہیلی کاپٹر کے شور میں پائلٹ تک آواز پہنچنا مشکل تھی۔ پائلٹ دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ہیلی کاپٹر کا پورٹیبل ٹرانسمیٹر تھا۔

گورڈن اور اس کے ساتھی درختوں کے سائے سے نکل کر دھوپ میں آگئے تھے۔

"ہاتھ بلند کر کے یہاں آجاؤ کیپٹن"... سنگ ہی نے چیختے ہوئے کہا تو پائلٹ نے ہاتھ بلند کئے اور ان کی طرف بڑھنے لگا مگر سنگ ہی کے تیور دیکھ کر خوف کی شدت سے اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔

"رک جاؤ گورڈن۔ اسے یہاں آنے دو"... سنگ ہی نے مشین گن کی نال گورڈن کی پشت سے لگاتے ہوئے کہا تو گورڈن اور اس کے آگے چلنے والے ٹونی اور سموئیل بھی رک گئے۔ پائلٹ لرزتا ہوا ان کے قریب پہنچا اور رک گیا۔

"سنگ ہی۔ تم جا کر پائلٹ سیٹ سنبھالو۔ میں ان سے نمٹ کر آتی ہوں"... تھریسیا نے سنگ ہی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لاؤ۔ یہ ٹرانسمیٹر مجھے دے دو"... سنگ ہی نے آگے بڑھ کر پائلٹ سے سخت لہجے میں کہا تو پائلٹ نے دونوں ہاتھ نیچے کر کے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا جس میں اس نے ٹرانسمیٹر پکڑا ہوا تھا مگر دوسرے ہی لمحے اس نے یکدم سنگ ہی کی گن پر اپنا بایاں ہاتھ ڈالتے ہوئے ٹرانسمیٹر جیب میں رکھا اور دائیں ہاتھ کا زوردار گھونسا سنگ ہی کے جبڑے پر مار دیا اور سنگ ہی کراہتا ہوا پیچھے لڑکھڑایا اور اس کے ہاتھ سے مشین گن گر گئی۔

تھریسیا پائلٹ کی حرکت پر چونکی اور اس نے مشین گن کا رخ پائلٹ کی طرف کیا ہی تھا کہ گورڈن نے پھرتی سے گھومتے ہوئے اس

کی مشین گن پر ٹھوکر مار دی اور تھریسیا کے ہاتھ سے مشین گن چھوٹ گئی اور وہ لڑکھڑائی ہی تھی کہ گورڈن نے اس کے پیٹ میں ٹھوکر ماری اور وہ کراہتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی۔ ٹونی اور سموئیل نے اپنی جیبوں سے ریوالور نکال لئے تھے۔ سنگ ہی نے تیزی سے سنبھل کر پائلٹ پر چھلانگ لگائی اور اسے دبوچتے ہوئے زمین پر آگرا لیکن پائلٹ پھرتی سے کروٹ لے کر اس کے نیچے سے نکل گیا اور پھر دونوں بیک وقت اٹھے اور سنگ ہی نے تیزی سے ریوالور نکال کر پائلٹ پر فائر کر دیا۔ پائلٹ یکدم اپنی جگہ سے اچھلا اور بے آواز ریوالور کی گولی اس کے نیچے سے گزر گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ سنگ ہی کے سینے پر دونوں پاؤں مارتا ہوا دوسری طرف جا کھڑا ہوا۔ سنگ ہی اچھل کر پشت کے بل پیچھے گرا اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا۔

تھریسیا نے خود کو سنبھالا اور گورڈن پر جست لگا دی۔ اس کی ٹانگ گورڈن کے سینے پر پڑی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا ہی تھا کہ سموئیل نے آگے بڑھ کر تھریسیا پر ریوالور تان لیا لیکن تھریسیا نے زمین سے اٹھتے ہوئے اچانک سموئیل کی ٹانگ پکڑ کر کھینچی اور وہ توازن برقرار نہ رکھ سکا اور لڑکھڑا کر گر گیا اور اس کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ گیا تھا۔ تھریسیا نے تیزی سے اپنی جیب سے مشین پسٹل نکالا مگر اسی لمحے گورڈن کی لات اس کے پہلو میں پڑی اور اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل گر گیا اور وہ لڑکھڑائی اور اس نے فوراً ہی

سنبھل کر سموئیل کا گرا ہوا ریوالور اٹھا لیا مگر اس سے قبل کہ وہ فائر کرتی گورڈن نے اس پر چھلانگ لگائی اور اسے لیتا ہوا زمین پر آ گرا۔

تھریسیا کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ گیا تھا اس لئے اس نے دونوں ہاتھ گورڈن کی پسلیوں میں مار دیئے۔ گورڈن کراہتا ہوا اس کے اوپر سے دائیں جانب لڑھک گیا۔ اسی لمحے سموئیل نے اٹھ کر تھریسیا کا مشین پسٹل اٹھا لیا۔ ٹونی اب ریوالور کا رخ سنگ ہی کی طرف کئے کھڑا تھا۔ سنگ ہی نے زمین سے اٹھنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے پائلٹ نے اس پر جست لگائی اور اس کے سینے پر سوار ہو کر گھونسوں کی بارش کر دی۔

"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا عمران".... سنگ ہی نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے پائلٹ کی رانوں پر پوری قوت سے دونوں ہاتھوں کے مکے مار دیئے۔ پائلٹ کراہا اور سنگ ہی نے یکدم دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر دھکا دے دیا۔ پائلٹ اس کے سینے سے لڑھک کر زمین پر آ گرا۔ سنگ ہی اچھل کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ پائلٹ نے لیٹے لیٹے ٹانگ گھما کر اس کے پہلو میں ماری اور پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ سنگ ہی لڑکھڑا کر جھکا ہی تھا کہ پائلٹ نے اس پر جست لگائی اور اس کی پشت سے لپٹ کر اس کی گردن پر ہاتھ جما دیئے۔

"چچا۔ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں ڈائری لے کر پاکیشیا سے باہر نہیں جانے دوں گا".... پائلٹ نے سنگ ہی کی گردن

دباتے ہوئے خونخوار لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس کی زوردار ٹکر سنگ ہی کی کھوپڑی کے عقب میں پڑی تو سنگ ہی کا چہرہ پتھریلی زمین سے ٹکرایا اور اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ سنگ ہی کی چیخ سن کر تھریسیا چونکی۔ اس نے سموئیل کی طرف دیکھا مگر اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کا رخ اپنی جانب دیکھ کر یکدم گورڈن پر گر گئی جو اٹھ رہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ گورڈن کی گردن کے گرد بازو لپیٹ کر اس کی پشت سینے سے لگا کر پلٹی اور گورڈن کا رخ سموئیل کی طرف کر دیا۔

"گن پھینک دو ورنہ میں اس کی گردن توڑ دوں گی".... تھریسیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"قربت کسے نصیب ہوئی اور کس انداز میں".... پائلٹ نے جو عمران تھا، سرد آہ بھر کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سنگ ہی کا چہرہ دوبارہ زمین سے ٹکرا دیا۔ اسی لمحے گورڈن کے روپ میں صدیقی نے اپنی کہنی زور سے پیچھے کی طرف جھٹکی اور ضرب تھریسیا کے پہلو میں لگی اور اس نے کراہتے ہوئے صدیقی کی گردن چھوڑ دی۔ صدیقی پھرتی سے مڑا اور اس نے تھریسیا کے چہرے پر گھونسا مار دیا اور وہ لڑکھڑاتی ہوئی پشت کے بل گری اور صدیقی نے آگے بڑھ کر اس کی پسلیوں میں ٹھوکر مار دی۔

"صفدر۔ تم ہیلی کاپٹر کا خیال رکھو".... عمران نے قریب کھڑے ٹونی سے کہا جو کہ صفدر تھا اور وہ تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا

سنگ ہی کا چہرہ لہولہان ہو چکا تھا۔ عمران نے اس کی دونوں بغلوں سے ہاتھ گزار کر اس کی گردن پر جما رکھے تھے۔ تیسری مرتبہ عمران نے اس کا چہرہ زمین سے ٹکرایا تو سنگ ہی کی جدوجہد ماند پڑنے لگی۔ تھریسیا پہلو میں پڑنے والی ٹھوکر کھا کر بری طرح کراہنے لگی تھی۔

صدیقی نے فوراً ہی ریوالور اٹھا لیا اور اس کے سر پر ریوالور کا دستہ مار دیا۔ تھریسیا چیخی اور اس نے ہاتھ پاؤں ڈال دیئے۔ ادھر عمران سنگ ہی کو چھوڑ کر اٹھا اور سنگ ہی نے کروٹ لے کر اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران کی ٹھوکر اس کے چہرے پر پڑی اور وہ چیختا ہوا دوبارہ گر گیا۔ عمران نے دوسری ٹھوکر اس کے پہلو میں ماری اور اس کے بعد اس کے دونوں پاؤں مشینی انداز میں سنگ ہی کے جسم کو نشانہ بنانے لگے جیسے وہ بے جان فٹ بال ہو۔ آٹھویں ٹھوکر پر ہی سنگ ہی کے ہوش و حواس رخصت ہو گئے اور اس پر بے ہوشی طاری ہوتی چلی گئی۔ تب عمران جھکا اور تیزی سے اس کے لباس کی تلاشی لینے لگا۔ آخر وہ سنگ ہی کے زیر جامہ سے پلاسٹک کی تھیلی سے بند ڈائری برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے ڈائری اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھی اور جھک کر سنگ ہی کو اٹھا لیا۔

"چوہان اور صدیقی تم تھریسیا کو لے آؤ"۔۔۔۔ عمران نے ان کی طرف دیکھ کر کہا اور ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد تھریسیا اور سنگ ہی کے بے ہوش جسم ہیلی کاپٹر کے عقبی حصے میں پہنچ چکے تھے صدیقی اور چوہان ان کے قریب ہی سیٹوں پر بیٹھ گئے تھے جبکہ اس

مرتبہ پائلٹ سیٹ صفدر نے سنبھالی تھی اور عمران اس کے برابر میں بیٹھ گیا تھا۔ پھر عمران کی ہدایت پر صفدر نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کیا اور عمران واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کو کال کرنے لگا۔

"چیف۔ مشن مکمل ہو گیا ہے۔ بندرگاہ سے باقی ارکان کو واپس بلا لیں۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"گڈ نیوز۔ کیا تھریسیا اور سنگ ہی سے پروفیسر ہاشمی کی ڈائری مل گئی ہے۔ اوور"۔۔۔۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

"یس چیف۔ ڈائری بھی میرے قبضے میں ہے اور زیرو لینڈ کے ہیرو بھی۔ انہوں نے ہمیں شکار کرنے کا پروگرام بنایا تھا لیکن خود شکار ہو گئے۔ کیا آپ شکار کا گوشت کھانا پسند کریں گے۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو چوہان اور صدیقی بھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

"عمران صاحب۔ یہ دونوں تو انسان ہیں"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ چوہے تو لوہا تک کھا جاتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا بک رہے ہو۔ اوور"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ آپ کو نہیں کہہ رہا جناب۔ میں تو صدیقی کو مثال دے کر سمجھا رہا تھا۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بہرحال تم انہیں احتیاط سے لے آؤ۔ اگر یہ زیرو لینڈ کے چوہے فرار ہو گئے تو میں سخت نوٹس لوں گا۔ اوور"۔۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔

"مگر ان میں ایک چوہا ہے جبکہ دوسری چوہیا اور وہ دونوں بے ہوش پڑے ہیں۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں انتظار کر رہا ہوں ۔ اوور اینڈ آل "..... ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو عمران نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" عمران صاحب ۔ فلائنگ کلب چلنا ہے یا دانش منزل میں لینڈ کرنا ہے "..... صفدر نے پوچھا۔

" میری تو خواہش ہے کہ جولیا کے فلیٹ پر لینڈ کرو تاکہ وہ فخر سے کہہ سکے کہ اس کی بارات بائی ایئر آئی ہے "..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ۔ آپ نے سہرا تو باندھا نہیں ہے "..... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے ۔ اب بتا رہے ہو ۔ پہلے کہتے تو جزیرے کے جنگل سے ہی سہرے کے لئے تازہ پھول توڑ لیتا "..... عمران نے ناگوار لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب ۔ جزیرے پر کالو مکرانی کے ذریعے جو اسلحہ پہنچایا گیا تھا وہ تو آپ نے اٹھایا ہی نہیں "..... صدیقی نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

" راجیش کے مطابق دو مشین گنیں، دو مشین پسٹل اور دو ریوالور تھے جو ان دونوں کے پاس تھے "..... عمران نے کہا۔

" وہ تو ہم نے ان سے لے لئے ہیں "..... صدیقی نے چونک کر کہا۔

" بس تو پھر فضول تلاش بسیار میں وقت ضائع کیوں کرتے "..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔ ٹھیک اسی لمحے صدیقی اور چوہان کے عقب میں ہلکا سا جھماکا ہوا ۔ انہوں نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا تو

عقب میں سیاہ دھواں پھیل چکا تھا ۔ اس کے ساتھ ہی شیشہ ٹوٹنے کی آواز بلند ہوئی تو عمران نے پلٹ کر دیکھا تو ہیلی کاپٹر میں سیاہ دھواں بھر چکا تھا اور ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔

" صفدر ۔ دروازے کھول دو "..... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو صفدر نے تیزی سے بٹن دبا کر ہیلی کاپٹر کے اگلے اور پچھلے دروازے کھول دیئے اور دھواں ہوا کے دباؤ سے باہر نکلنے لگا لیکن اس دباؤ سے ہیلی کاپٹر کا توازن بھی بگڑ گیا تھا اور وہ دائیں بائیں ڈولنے لگا تھا ۔ صفدر نے مہارت سے ہیلی کاپٹر کو کنٹرول کرتے ہوئے اوپر کی طرف اٹھایا اور پھر فوراً ہی دروازے بند کر دیئے ۔

" عمران صاحب ۔ وہ نکل گئی "..... صدیقی نے چیختے ہوئے کہا اور عمران نے ٹھنڈا سانس لیا ۔ ہیلی کاپٹر کے فرش پر سنگ ہی بدستور بے ہوش پڑا تھا جبکہ تھریسیا غائب تھی اور بائیں جانب کی کھڑکی کا شیشہ ٹوٹا ہوا دکھائی دے رہا تھا ۔ وہ سب نیچے سمندر کی سطح کا جائزہ لینے لگے ۔ سطح آب پر تھریسیا کا کوئی وجود نہیں تھا ۔ یوں بھی اتنی دیر میں ہیلی کاپٹر اس مقام سے تقریباً نصف کلو میٹر دور آ چکا تھا۔

" عمران صاحب ۔ تھریسیا بھاگ گئی "..... چوہان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" یار ۔ میرا اس میں کیا قصور ۔ دلہن بھاگ جائے تو دولہے کو سزا نہیں دی جا سکتی "..... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا اور اس کی بات پر صفدر اور صدیقی بے اختیار مسکرا دیئے ۔

دانش منزل کے میٹنگ ہال میں عمران کے سوا تمام ممبرز موجود تھے ۔ گزشتہ شام ایکسٹو نے انہیں ہدایت کی تھی کہ وہ صبح گیارہ بجے میٹنگ ہال میں کیس کی تفصیلات سننے کے لئے پہنچ جائیں ۔ گیارہ بجنے والے تھے اور عمران ابھی تک نہیں پہنچا تھا ۔ جولیا اور صفدر قریب بیٹھے کیس کے بارے میں باتیں کر رہے تھے ۔

" عمران صاحب تو آپ کے فلیٹ پر ہیلی کاپٹر لینڈ کرانا چاہتے تھے لیکن تھریسیا کے فرار نے ان کا موڈ آف کر دیا تھا "... صفدر نے کہا ۔

" وہ بے چارہ تھریسیا کی جدائی کے غم میں بیٹھا رو رہا ہو گا اپنے فلیٹ پر "... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" اوہ ۔ عمران صاحب آ گئے "... اچانک خاور نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا اور صفدر نے تیزی سے ہال کے دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں عمران کھڑا روشنی میں آئے ہوئے الو کی طرح

آنکھیں جھپکاتا ہوا ان کی طرف دیکھ رہا تھا ۔

" آئیے عمران صاحب ۔ ہم آپ کی کمی محسوس کر رہے تھے "... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" ارے ۔ اتنی خوبصورت دوشیزہ کے ہوتے ہوئے بھی "... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا ۔

" عمران صاحب کچھ تو خیال کر لیا کریں "... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" تم دونوں ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہو ایک دوشیزہ کے ساتھ بھری محفل میں اور خیال میں کروں "... عمران نے کہا ۔

" ہم تھریسیا کے بارے میں بات کر رہے تھے اور بس "... صفدر نے کہا ۔

" آہ ۔ مت نام لو اس ظالم سنگدل بے وفا کا "... عمران نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ۔ اس نے کیا بے وفائی کی ہے "... نعمانی نے چونکتے ہوئے کہا ۔

" اف ۔ کیسے بتاؤں بھائی خوبانی ۔ اوہ نہیں ۔ نعمانی ۔ اس کی بے وفائی کا حال چوہان سے پوچھو ۔ ابھی دو گام ہی چلے تھے کہ وہ حواں دھار ماحول میں مجھے چھوڑ گئی مس جولیا کے رحم و کرم پر "... عمران نے کہا ۔

" بکو مت ۔ گیارہ بج گئے ہیں "... جولیا نے غصے سے کہا ۔

"اوہ ۔ کیا اس نے گیارہ بجے واپس آنے کو کہا تھا"..... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں تھریسیا کی نہیں چیف کی بات کر رہی ہوں"..... جولیا نے کہا۔

"لو ۔ اس چوہے کا میں نے اچار ڈالنا ہے ۔ وہ تھریسیا کا متبادل نہیں ہو سکتا"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہیلو جولیا ۔ کیا تمام ممبرز آ چکے ہیں"..... دفعتاً ہال میں ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"یس چیف ۔ سب موجود ہیں"..... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس کیس کی تفصیلات مختصر ہیں ۔ میں صرف زیرو لینڈ والوں کے مشن کے بارے میں وضاحت کروں گا ۔ تھریسیا اور سنگ ہی نے اس مرتبہ اپنے مشن میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ایک چال چلی جس کے ذریعے وہ ہمیں یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ وہ لوگ عمران کو مجھے قتل کرنے آئے ہیں اور ہمارے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنا چاہتے ہیں چنانچہ انہوں نے یہاں پہنچتے ہی جولیا کو اغوا کیا اور تھریسیا نے جولیا کی آواز میں عمران کو فون کر کے چلڈرن پارک بلایا ۔ ساتھ ہی اس نے عمران کی سپورٹس کار بھی تباہ کرا دی ۔ یہ واقعہ تم سب کے علم میں ہے ۔ اس کے علاوہ تھریسیا عمران کے فلیٹ پر گئی اور سلیمان کو اپنی اداؤں کے جال میں پھنسا کر اس سے دانش منزل کا ایڈریس معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن عمران کی آمد پر وہ بھاگ گئی ۔ لیکن دوسری

جانب وہ اپنے اصل مشن پر کام کرتی رہی ۔ ہمیں اس وقت اس کے مشن کا علم ہوا جب وہ پروفیسر ہاشمی کو بے ہوش کر کے اور ان کی لیبارٹری سے ان کی ڈائری حاصل کر کے اپنے ٹھکانے پر سنگ ہی کے ہمراہ واپس آئی"..... ایکسٹو نے کہا اور ایک لمحہ کے لئے خاموش ہو گیا۔

"سر ۔ ڈائری میں کیا تھا"..... تنویر نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"آلو کا بھرتہ اور بینگن کی چٹنی بنانے کی ترکیب"..... عمران نے جلدی سے کہا تو تنویر اسے خونخوار نگاہوں سے گھورنے لگا۔

"نہیں ۔ اس میں پروفیسر ہاشمی اپنی اہم ایجادات کے فارمولے درج کرتے تھے ۔ پروفیسر ہاشمی ہمارے ایٹمی ریسرچ پراجیکٹ میں طویل عرصہ سے خدمات انجام دے رہے ہیں لیکن انہوں نے اپنے بنگلے کے تہہ خانے میں اپنی ذاتی لیبارٹری بھی بنا رکھی ہے جہاں وہ ریسرچ کرتے ہیں اور جب کوئی اہم چیز ایجاد کرتے ہیں تو حکومت کو اطلاع دیتے ہیں ۔ اس مرتبہ انہوں نے ایک ایسا کیمیکل تیار کیا ہے جس پر ایٹمی تابکاری یا ایٹمی شعاعوں کا اثر نہیں ہوتا۔

اس کیمیکل کو کسی بھی خلائی سیارے یا جہاز کی باڈی پر پینٹ کر دیا جائے تو وہ اٹیمک ریز اور دوسرے ایٹمی ہتھیاروں سے محفوظ ہو جاتا ہے ۔ ایٹمی میزائل بھی اس سے صرف دو فٹ کے فاصلے پر پہنچ کر کسی سائیڈ میں مڑ جاتا ہے ۔ کیمیکل سے خارج ہونے والی تابکاری شعاعیں میزائل کو سائیڈ میں دھکیل دیتی ہیں اور جہاز سے ٹکرانے

نہیں دیتیں ۔ زیرو لینڈ والے ایسی ایجادات کی تلاش میں رہتے ہیں اور خلا میں موجود اپنے سیارے میں موجود آلات سے انہیں پتہ چلتا رہتا ہے ۔ بہرحال زیرو لینڈ والوں کو پروفیسر ہاشمی کی اس اہم ایجاد کا علم ہو گیا اور انہوں نے اسے حاصل کرنے کے لئے اپنے ایجنٹ بھیج دیئے ۔

یہ پروفیسر ہاشمی کی تازہ ترین ایجاد تھی اور وہ چند دنوں میں اسے حکومت کے حوالے کرنے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن تھریسیا اور سنگ ہی نے ڈائری چوری کر لی ۔ عمران ان کے آدمی کے روپ میں ان کے ٹھکانے پر موجود تھا ۔ اس نے ان سے ڈائری چھیننے کی کوشش کی لیکن زبردست فائٹ کے بعد تھریسیا نے وہی پرانا حربہ استعمال کیا یعنی دھوئیں کا بم بلاسٹ کیا اور سنگ ہی ڈائری لے کر بھاگ گیا ۔ تھریسیا بھی نکل گئی لیکن لڑائی کے دوران اس کا لاکٹ وہاں گر گیا جو دراصل لانگ رینج ٹرانسمیٹر تھا اور تھریسیا اس پر ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرتی تھی ۔

ان کے پاس اور کوئی لانگ رینج ٹرانسمیٹر نہ تھا جس پر وہ زیرو لینڈ کال کر کے واپسی کے لئے اسپیس راکٹ طلب کرتے ۔ اسی مجبوری کے تحت فرار ہو کر وہ دونوں ایک غیر آباد جزیرے سرس پر جا پہنچے ۔ وہاں انہوں نے ٹرانسمیٹر پر کافرستان سے اپنے ایجنٹ راجیش سے رابطہ قائم کر کے اسے لانگ رینج ٹرانسمیٹر جزیرے پر پہنچانے کی ہدایت کی ۔ ساتھ ہی ہمارا مقابلہ کرنے کے لئے اسلحہ اور خوراک کا

انتظام بھی کر لیا ۔ راجیش نے یہاں اپنے دیرینہ دوست کالو مکرانی کو فون کر کے ہدایات دیں اور اس نے راتوں رات اسلحہ وغیرہ جزیرے پر پہنچا دیا ۔

دوسرے روز جولیا نے کافرستان کی فلائٹ سے آنے والے راجیش کو میک اپ میں دیکھ کر اس کا پیچھا کرتے ہوئے مجھے اطلاع دی اور میری ہدایت پر عمران راجیش کا تعاقب کر کے کالو مکرانی کے ہوٹل جا پہنچا ۔ وہاں اس نے ان دونوں کی باتیں ڈکٹافون کے ذریعے سنیں تو پتہ چلا کہ سنگ ہی اور تھریسیا سرس جزیرے پر موجود ہیں ۔ کالو مکرانی کو ہلاک کر کے عمران نے راجیش کو قابو کیا اور اس سے معلومات حاصل کر کے یہاں لے آیا ۔ عمران نے میرے حکم پر راجیش کی آواز میں تھریسیا کو ٹرانسمیٹر پر کال کر کے بتایا کہ وہ جزیرے پر آ رہا ہے لیکن تھریسیا کو اس پر شک ہو گیا اور اس نے راجیش کو وہاں آنے سے منع کرتے ہوئے بتایا کہ وہ اب جزیرے پر نہیں ہے ۔

پھر سنگ ہی نے گورڈن کو کال کر کے ہیلی کاپٹر جزیرے پر پہنچانے کا حکم دیا ۔ گورڈن کے روپ میں صدیقی پوائنٹ سیون پر موجود تھا ۔ اس نے گورڈن کی آواز میں سنگ ہی کو بتایا کہ وہ فلائنگ کلب سے ہیلی کاپٹر لے کر آ رہا ہے ۔ اس کے بعد کے واقعات تم لوگ عمران، چوہان، صدیقی یا صفدر سے معلوم کر سکتے ہو لیکن تھریسیا اپنی جان بچا کر نکل گئی ۔ اسے سمندر میں تلاش کرنے کے لئے

ہیلی کاپٹر کو وہاں جزیرے پر لینڈ کیا جا سکتا تھا مگر اس طرح سنگ ہی کو فرار ہونے کا موقع مل سکتا تھا اور اتنی دیر میں تھریسیا زیر آب تیرتی ہوئی نجانے کہاں پہنچ چکی ہوتی اس لئے یہ لوگ صرف سنگ ہی کو لے آئے جس سے عمران نے جزیرے پر ڈائری واپس لے لی تھی۔ اب سنگ ہی لاک اپ میں ہے۔ دیٹس آل"..... ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی پھیل گئی۔

ختم شد